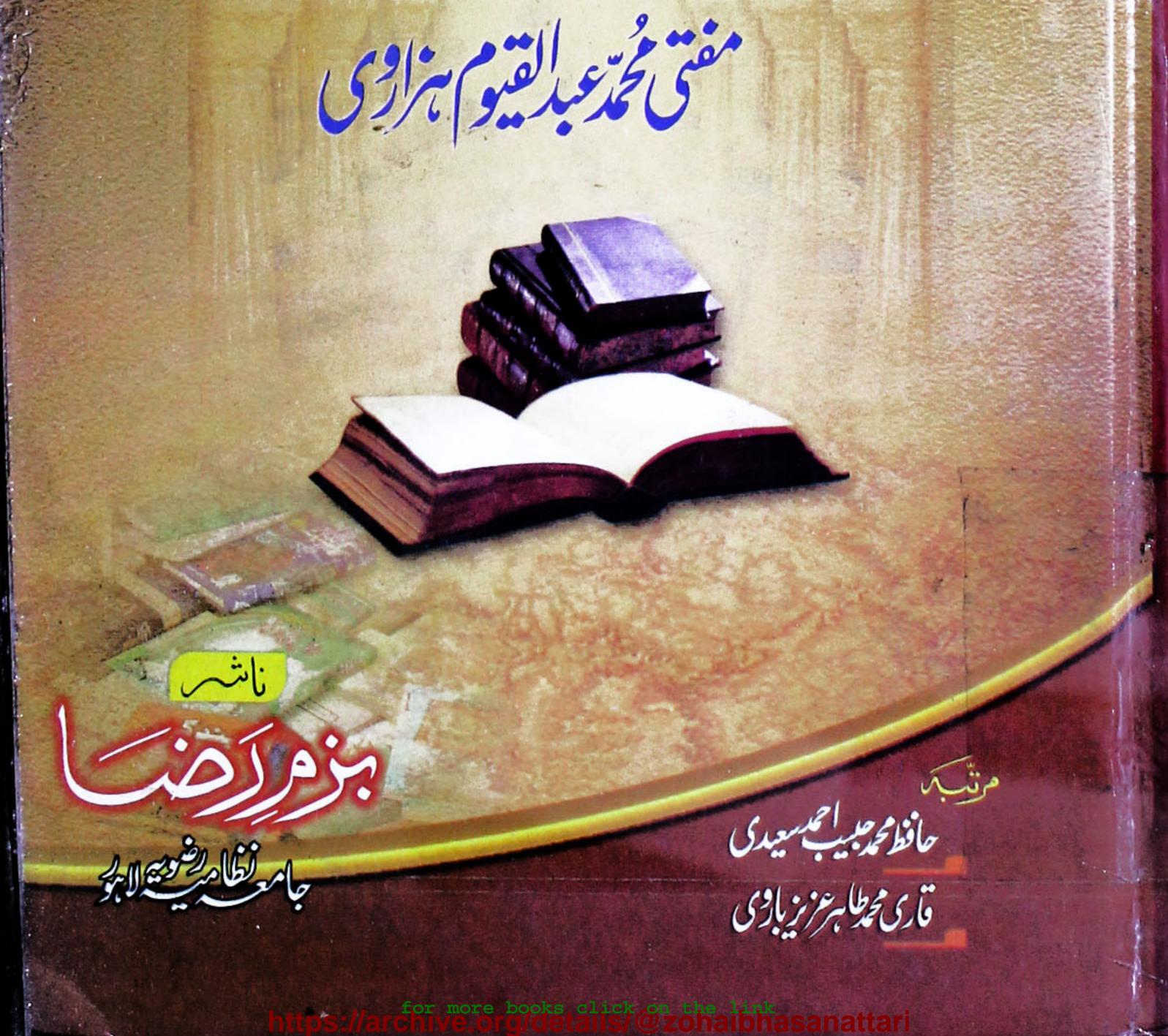
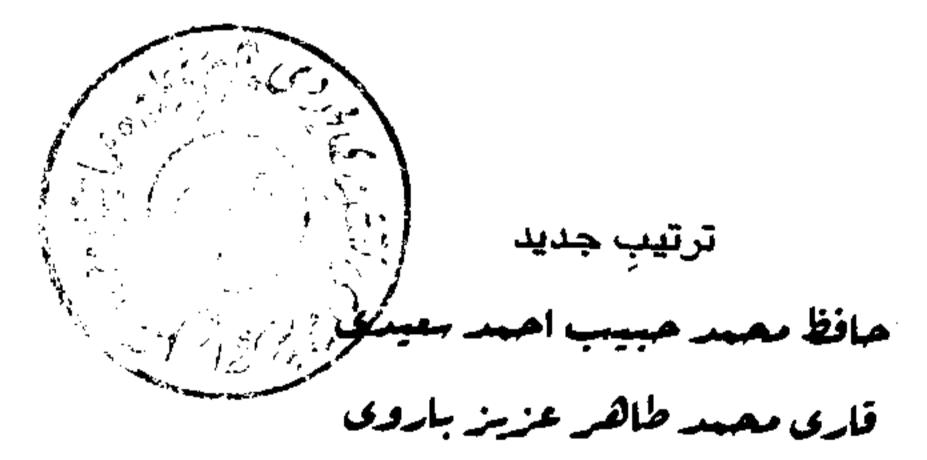
https://ataunnabi.blogspot.in <u>څالتد م</u> مشيخ الفقها مفتى عظم الجيت المصر علامولنا



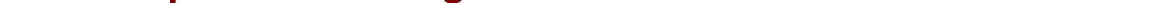
5039

استاذ العلماء، رئيس المتقين بحن المسنّت، مفتى أعظم بإكستان مفتى محر عبد القيوم مزاروكي عليه الرحمة



بزم رضاجا معدنظا ميدرضو بيرلا بور

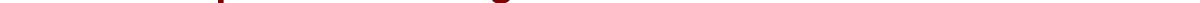
https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مفتى اعظم مفتى محمة عبدالقيوم ہزاردى ۲ بسم الثدالرحن الرحيم 81489 مقالات مفتى اعظم ياكتتان (جلداة ل) نام کماب مفتى اعظم بإكستان مفتى محر عبد القيوم بزارو في قادر كي تحريح مقاله نكار جانشين مفتى اعظم بإكستان صاحبز اده محمد عبدالمصطفى بزاردي زريسر يرسى تاظم اعلى جامعه نظاميه رضوبيه بإكستان شيخ الحديث علامه حافظ محمد عبد الستار سعيدي نظرتاني يشخ الحديث وناظم تغليمات جامعه نظاميه رضوبيه وصدربزم رضا حافظ محمر حبيب احمد سعيدي،قارى محمه طاہر عزيز باردى ارتيبه حافظ فتن في سكندري سيد سجاد حسين شاه بخاري محمد عارف ستارالقادري يروف ريڈنگ حافظ محمد كاشف جميل (4423944-0301) لموزيك بزم رضا پاکتان ملنے کے مركزى دفتريزم رضاجا معه نظام يهرضو بيلو بإرى دروازه لا ہور مكتبها بلسنت ، جامعه نظام يدرضو بيلو باري درواز ولا بور \bigcirc مكتبه قادرييه، دريار ماركيث، لا ہور O شبير برادرز ، اردوباز ار، لا ہور \bigcirc مولا تامحمه طاهرسيالوى بممن العلوم جامعه رضوبية ارتهم تاظم آبادكرا جي



۹.

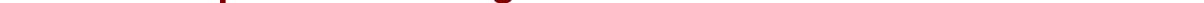
م بزاروی	https://ataunnabi.blogspot.in بفتی محرعبدالقبو	مقا لا بت مفت
	A Chi Chi Chi	
صخة بمر	عنوانات	نمبرتثار
~	ابتدائيه	1
^	تقتريم	<u>۲</u>
	کہاں سے لائیں ایسا کہ تحصر اکہیں جے	
11	مفتى محمر عبدالقيوم بزاروىعلم تعليم جن كااوژ هنا بچھونا تھا	r
FI	استاذ العلماء مفتى محمة عبدالقيوم قادري	6
r 0	سرورِ کا سَتَات عليمة کاحسنِ اخلاق اورخوش طبعی	V
P4	خلق مجسم ملايته	2
MA	مدرسة الرسول اوراس كے اثر ات كالپس منظر	
٩८	فتہائے امت کی احتر ام انسانیت کے ضمن میں خدمات	9
۲+۱	قانون قصاص انسانیت کی بقاء کا ضامن ہے	1.
1117	اسلام ميں اجتهاد	11
102	ردز دمیں ٹیکہ کاظم	117
179	درس نظامی اس کے فاضلین	11-
1/19	د نیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھرخدا کا	117
192	حضورنی کریم علیقہ اورانسانی زندگی کے اعلیٰ اقدار	10
	ملك العلمياءعلامة ظفرالدين بمبارى	14
r•0	اورجامع الرضوى المعروف يحيح البهاري كانعارف	
101	التوشل	14
r /r	امام ربانی کانظریۂ قبد میت اور لفظ" قیوم" پر فقیها نہ تحقیق	IA

https: مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مہتی اعظم « بمر لالد لار حس لارجيح ابتراشه نحمده و نصلي على رسوله الكريم. امابعد إ کھٹے اگر تو ایک مثبت خاک ہے انہان بڑھے اگر تو وسعت کونین میں سا نہ سکے مفتى أعظم يا كستان ، شيخ الفقهاء حضرت علامه مولاتا مفتى محمد عبدالقيوم قادرى رضوی ہزاروی علیہ الرحمة (متوفی ۲۷ اگست ۲۰۰۳ء) نے جامعہ نظامیہ رضوبیہ کو بام عروج تک پہنچانے کے لیے جوکوشش کی اور جس جہد مسلس کواپنایا اس کا اندازہ جامعہ نظام یہ رضوبیه، لا ہور، فرخ آباد، شیخو پورہ، ایب آباد، واہ کینٹ، مانہم اور دیگر بیسیوں ذیلی شاخو كود كم كرباً سانى لكاياجا سكتاب يقين محكم ، عمل پيم ، محبت قاتح عالم جہاد زندگانی میں یہ مردوں کی شمشیریں اور پھر آپ عليہ الرحمة نے اس ادارہ میں پڑھنے والے طلباء کو نہ صرف مدرّس بنایا بلکه!!.... دین اسلام کے خلاف المحضوالی ہر سازش کوجڑ سے اکھاڑ چھنکے اور اس کا قلع قمع کرنے کے لیے اور ہَراس آواز کودبانے کے لیے جس کے نکلے سے کیا بلکہ پیدا ہونے سے بھی اسلام کوکوئی خفیف سی خراش آئے یا دامنِ نبوت داغدار ہو، کا مقابلہ کرنے کے لیے اور رات کودن میں یکسرتبدیل کرنے والی اور ماظر کی آنگھوں کو چند ھیا د بيخ والى روشى مين تبين بلكه كلمنا توب اند جيروں ميں ذكر كاتے قدموں اور كانينے دلوں كو استفامت وعزیمیت کا پیکر، جذبہ محددالف ثانی وقلب خیرآبادی عطا کرنے کے لیے سید حمی اور صاف شفاف شاہراہ پر سفر جاری رکھنے کی بجائے سنگلاخ پہاڑوں کے سینوں کو



مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتی اعظم ____ چرنے، ان کی چوٹیوں کوقد موں میں روندنے کے لیے ساحل سمندر پر بیٹھ کر جال کے ذریعہ فقط چھلیوں کا شکار کرنا ہی ہیں بلکہ سمندر کی تلاطم خیز موجوں کے زور دارتھیٹر وں کا مقابلہ کرتے ہوئے اس کی تہہ میں موجود موتیوں سے دامنِ مراد بھرنے کاطریقہ بتانے کے ليےفخر المدرسين ، قافله سالار کاروانِ نظاميہ، علامه مولاتا حافظ محمد عبدالستار سعيدي المعروف حافظ صاحب كي قيادت ميں بزم رضا كي طرح ڈالى۔ ر بیر برم جامعہ کے قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے اور قبلہ حافظ صاحب کی صدارت میں اپنے عزائم ومقاصد کی بھیل کے لیے مصروف عمل ہے اور نہایت سرعت رفاری سے اپنے اہداف کی طرف بڑھ دہی ہے - بناءً علیہ کی دہائیوں پر مشمل اس کی <u>خدمات جلیلہ قابل رشک ہیں</u>۔جن میں *سرفہر*ست تحریک ختم نبوت اور تحریک نفاذِ نظام مصطفیٰ ہیں۔ اس بزم کے روح رواں اور صدر جناب حافظ صاحب مدلحلۂ ہر سال بزم کے جملہ انتظامات کو بحسن وخوبی سرانجام دینے کے لیے جامعہ نظامیہ رضوبہ کے طلباء میں سے سچھ نمائندوں کا انتخاب فرماتے ہیں۔امسال (2007ء) بی^{عظی}م سعادت برادرِ مکرم مولانا حافظ محمد معیدی، راقم الحروف اور چند دیگرارا کین کے حصہ میں آئی۔ گرامی قدر قارئین ! ابتداء بی سے پیخیال دامن گیرر ہا کہ بزم رضا کی طرف سے دیگر *مرگرمیوں کے س*اتھ ساتھ قبلہ مفتی اعظم پاکستان کی ذات کے حوالہ سے پچھ نہ سچھ کام ہوتا جا ہے۔ای خیال کے پیش نظر بزم رضا کے زیر اہتمام 15 اپریل کو ايوان اقبال لاہور میں مخدوم ملت سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس میں ملکی وغیر ملکی تا مورشخصیات دانشوران اسلام، دکلاء، سیای وساجی عظیم شخصیات نے شرکت کی ۔ نیز رضا اکیڑی کی لاہور کے تعادن سے صور قبلہ <mark>مقتی اعظم علیہ الرحمۃ کی سیرت دسوا</mark>نح پرایک مخصر کمر جامع کتابچہ بھی طبع كرداكر مفت تقسيم كيا كميا-

متالات منتئ اعظم https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمر عبد القيوم بزاردي ۲. اوراي سلسله کي ايک کري" مقالات مفتى اعظم عليه ارحمة "جلداوّل اب آپ کے ہاتھوں میں ہے قارئین! مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنی دیگر علمی، تدریکی، تبلیغی تصنیفی مصروفیات کے باوجود جوعظیم مقالات سپر دقلم فرمائے جن کوخزائنِ علمیہ اور ذ خائر فقہ یہ کہنا بے جانہ ہوگااور بیہ مقالہ جات علم وادب اور مذہب ومسلک سے محبت کے اعتبارے انتہائی بلند مقام پر فائز ہیں۔ان میں سے چندایک مقالات کا محوعہ آپ علیہ الرحمة كى حيات مباركه ميں "علمي مقالات" كے عنوان سے شيخ الحديث علامہ حافظ محمد عبدالستارسعیدی دامت برکاتہم کی سرپرتی میں طبع ہو چکا ہے جبکہ دیگر مقالہ جات ،مختلف ر سائل وجرائد کی زینت بنتے رہے یا آپ علیہ الرحمۃ نے سیاسی وغیر سیاسی حافل کے لیے تحرير فرمائ جو كه آپ كى ذاتى دائرى ميں محفوظ تصے علماء، طلباء، خطباء، مدرّسين مصنفین مبلغین اورعوام الناس کے علمی ذوق کو دوبالا کرنے کے لیے ان مقالات کے مجموعہ کی پہلی جلد ''مقالات مفتی اعظم '' کے تام سے شائع کی جارہی ہے۔ مناسب نه ہوگا کہ ہم اپنے ان کرم فرماؤں اورمحسنوں کاشکر بیادانہ کریں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں قدم بہ قدم اور کھہ بہ کھہ جمارے سماتھ بھر پور تعادن اور رہنمائی فرمائی۔ ان احباب میں سرفہرست جگر گوشہ و جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ صاحبز ادہ محمد عبدالمصطفىٰ ہزاروى تاظم اعلىٰ جامعہ نظاميہ رضوبہ لاہور ہیں جنہوں نے قبلہ مفتى اعظم کی ذاتى فائل سے کافی علمی ذخیرہ فراہم کیا۔ شیخ الحدیث علامه مولانا حافظ محمد عبد الستار سعیدی صدر بزم رضا پا کستان ، جنهوں نے انتہائی مصروفیت کے باوجوداس کتاب کی طباعت وامثاعت میں ہماری بھر پورراہنمائی وحوصلهافزائي فرمائي _اور يقينا أگرآپ كى شفقت دمحبت شامل حال نه ہوتى توبيە مرحله بھى كاميابي م ي بمكنار نه دوتا .. رقيق باوفا حضرت مفتى أعظم عليه الرحمة حضرت علامه مولاتا غلام فريد هزاروى،

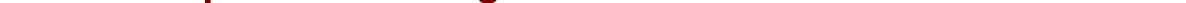




خلرہ چیالی سے طرعیا اور ون وران ریف میں مرحد کی محمد کو ان کے ذوق میں مزید جولانیاں عطا اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور ان کے ذوق میں مزید جولانیاں عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم الامین والسلام مع الاکرام

قارى محمه طاهر عزيزياروي جوائنت سيرثرى بزم رضابا كستان خطيب جامع مسجد مدينه، شام ره الثيثن لا مور ۲۰ رمضان ۱۴۲۸ ه بروزید ه بوقت سحر 0301-4711611

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مفتى اعظر مفتى محمر عبدالقيوم بزاروي ٨ بسم الثدالرحن الرحيم لقريم استاذ العلماء، رئيس الحققين ، جامع المعقول والمنقول جسن ابلسنت ،مفتى اعظم ياكستان حضرت علامه فينخ الحديث مفتى محمد عبدالقيوم قادرى هزاروى رحمة الله عليه (متوفى ۲۱ اگست ۲۰۰۳ء)مهتم دارالعلوم جامعه نظامیه رضوبید کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں،جن کی نظر عمق اور حسن تربیت نے سینکڑ وں مدرّسین ،مصنّفین ،محققین ،مفکرین ، مناظرین اور مبتغین پیدا کیے جواندرون ملک اور بیرون ملک دینی، مذہبی،مسلکی علمی اورفکری خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔آپ کی حکمت عملی اور بالغ نظری نے اہلست و جماعت کودری دنصابی کتب کے تراجم،حواش اور شروحات کے میدان میں خود کفیل بنادیا۔ آپ کی انتقک مساعی جمیلہ اور جہد مسلسل کا ثمر ہے کہ جامعہ نظامیہ رضوبیہ اہلستن کی ایک عظیم الشان مثالی درس گاہ اور تنظیم المدارس ایک فعال اور قابل رشک تنظیم کی حیثیت سے الجركرسا منے آئے ہیں۔ ملک کے اطراف و اکناف میں ہزاروں تی مدارس کا قیام اور ان کا تنظيم المدارس سفالخاق حضرت قبله مفتى صاحب كحكال تدبراور حسن كاركردكي كامنه بولتا ثبوت ہے۔ آپ کی ترغیب دتشویق اور تحریک دخریض کی بدولت متعدد اشاعتی ادارے قائم ہوئے جن کی مختلف زبانوں میں مطبوعات دنیا کے بیشتر ممالک میں اہلستیت وجماعت کے عقائد ونظریات سے لوگوں کوروشناس کرانے کاذریعہ بن رہی ہیں۔ بعض اشاعتی اداروں کی تو آپ برادِ راست سر پرتی فرماتے رہے جن میں عظیم ترین ادارہ " رضافا دُنڈیشن " ہے۔

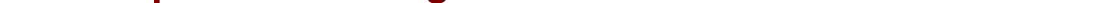




مروركا تنات عليقة كالشمن أخلاق أورسول فن	_1
خلق مجسم عليلة	_*
مدرسة الرسول اوراس كے اثر ات كاليس منظر	۳_
فقہائے امت کی احتر ام انسانیت کے من میں خدمات	_٣
قانون قصاص انسانیت کی بقاء کا ضامن ہے	_۵
اسلام ميں اجتهاد	_1
روزه میں ٹیکہ کاظم	_4
درس نظامی اس کے فاضلین	۸_
حضورنی کریم علیقت اورانسانی زندگی کے اعلیٰ اقدار	_9
ملك العلمياءعلا مهظفرالدين بمبارى اورجامع الرضوي كانعار	_ +

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مغتى اعظير مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى 1+ د نیاکے بت کدوں میں پہلا وہ کھرخدا _!! التوشل (عربي) _11 امام ربّاني كانظرية قيوميت ادرلفظ" قيوم" برامام احمد صابح قلوى كي فقيها بتحقيق t11 ->>, یہ معالہ جات مختلف تقاریب میں پڑھے گئے اور متفرق طور پر کمی رسائل دمجلات سی شائع بھی ہو چکے ہیں بعدازیں افادہ عوام وخواص کے لیے انہیں یکھا بھی کنی بارشائع کیا جاچکا ہے۔ اب ان مقالہ جات کو ہزم رضا کی طرف سے چھاضافے کے ساتھ جدیدانداز میں کمپوز کراکے شائع کیا جارہا ہے۔ یادر ہے کہ "بزم رضا" جامعہ نظامیہ رضوبیہ کے طلباء کی تنظیم ہے جوجامعہ نظامیہ رضوبیہ کے قیام کے ساتھ بی قائم ہو گئ تھی اور الحمد للداب تک قائم ہے۔1973ء سے بحکم مفتی اعظم علیہ الرحمة راقم بطور صدراس کے ساتھ منسلک ہے۔ اس تنظیم کے تحت بھی متعدد کتب ورسائل دفتا فو قناشائع ہوتے رہے ہیں نیز مذہبی تقریبات کے انعقاد اور بدعقیدگی و بد ملی کے خلاف تحریک میں بھی اس کا کردار مثالی رہا ہے۔ استلمى مجموعه كحشروع مين حضرت قبله مفتى اعظم عليه الرحمة مسيم تعلق تحريركرده دومعلوماتي مقالے شامل اشاعت ہيں جن ميں سے شرف ملت استاذ العلماء حضرت شيخ الحديث محمر عبدالحكيم شرف قادري عليه الرحمة اور دوسراسعيد ملت محقق عصرت لحله يبث والنغيير حضرت علامه مولانا غلام رسول سعيدي دامت بركاتهم كرشحات قلم كاثمره ب بإرگاوایز دی میں دعاہے کہ وہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اوران کے تلامذہ دصاجزادگان کوان کے مشن کوآ کے بڑھانے کی تو فیق عطافر مائے۔ آمین

حافظ محمر عبدالستار سعيدي شيخ الحديث وناظم تعليمات جامعه نظاميه رضوبيه



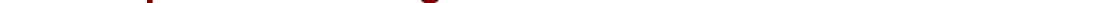
https://ataunnabi.blogspot.in

مفتى محرعبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظم 11 كہاں سے لائيں ايسا كەبچھساكہيں جسے فخرالمشائخ ضيغم اسلام مظهرتجليات پيربارد حضرت خواجه فقيرحمه بإروى مظلئه آستانه عاليه پيربارد شريف،ليه دنيائ اسلام كي عظيم شخصيت حضرت علامه مولا نامفتي محمد عبدالقيوم بزاروي كو ہم سے پچڑے ہوئے جارسال کا عرصہ گزرچکا ہے۔ مگران کی خوشبوہمیں آخ تک ای طرح محسوس ہورہی ہے اور بیخوشبو مختلف صورتوں میں تا قیامت محسوس ہوتی رہے گی۔ مفتی صاحب قبلہ خدمت دین کے حوالہ سے ہرمیدان کے شہسوار تھے اور آپ ہر میدان میں صرف قابل تحسین بی نہیں بلکہ قابل تقلید کام کیا ہے۔ آپ ساری عمر خود بھی عمل سلس اورسعى پيہم پر کاربندر ہے اور ہر ملنے دالے کو بھی یہی درس دیتے رہے۔ آپ یقین محکم کے قائل، نگاہ بلند شخن دلنواز اور جاں پر سوز کا مرقع وجسمتہ تھے

اب یین عام نے قال، ناہ میں ہوتا ہے جوصد یوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ عزیز م قاری محمد طاہر عزیز باروی سلمۂ اور عزیز م حافظ محمد صبب احمد سعیدی سلمۂ نے ذریعے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے قلم سے نطلے ہوئے مقالات کا ایک مجموعہ "مقالات مفتی اعظم" کا حصہ اول با صرہ نواز ہوا۔ بندہ مصروفیات کی بناء پر پور کی کتاب کا مطالعہ تو نہ کر سکا تاہم چند مقامات کا مطالعہ کیا جنہ میں نہایت مفید پایا۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حضرت دالانے ایک لڑی میں مختلف اقدام کے نایا ب موتی پردو بے ہوں بالحضوص کہ جیسے حضرت دالانے ایک لڑی میں مختلف اقدام کے نایا ب موتی پردو ہے ہوں بالحضوص مدرسة الرسول (سیلینڈ) کے حوالہ سے جو مضمون ہے وہ علماء، طلباء اور مدارس کے بانی دہشتم حضرات کے لیے مشعل راہ ہے۔ کے درجات، بلند فرمائے اور ہر میں کوان نے قتش قدم پر چلنے کی تو فیش عطا فرمائے۔ آ مین

https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظير 11 بسم التدالرحن الرحيم **مفتى محمد عبد القيوم قادرى بزاروى** رمدانله علم تعليم جن كااوڑ هنا بچونا تھا۔ محسن اہلیت، ثرف ملت، شیخ الحدیث علامه تحرعبدا تحكيم شرف قادري ۲۷ راگست ۲۰۰۳ء کی رات تقریباً آٹھ بجے ٹیلیفون کی تھنٹی بجی، اس وقت میرے سامنے کھانا رکھ دیا گیا تھا، ریسیور اٹھایا تو جامعہ نظامیہ رضوبیہ کے مدرّس

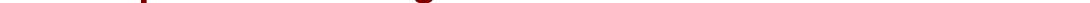
قارى احمد رضا سيالوى نے سلام كے بعد يو چھا كيا مفتى صاحب كے بار ب ميں اطلاع مى ج؟ يو چھا كون سے مفتى صاحب؟ كہنے لك حضرت مولانا مفتى محمد عبد القيوم ہزار وى صاحب، كيا ہوا، كہنے لك وہ انقال فرما كے ، اتنا سنا تھا كہ مجھ پر سنا ٹا چھا كيا، كہاں كا كھا تا اور كہاں كا آ رام ، اى وقت جو بان روڈ مولانا عبد الغفور كولا وى كے باس يہنچا وہ اپنى گاڑى پر راوى روڈ مفتى صاحب كے گھر لے گئے ۔ موت ايک اٹل حقيقت ہے ہروہ محف چو بيد اہوا اس نے ايک ندا يک دن يہاں سے رخصت ہونا ہے، ليكن آ دى يہار ہوتا ہے، چو بيد اہوا اس نے ايک ندا يک دن يہاں سے رخصت ہوتا ہے، ليكن آ دى يہار ہوتا ہے، پر مواد حيات من ميں منتى صاحب رحمد اللہ کے بار ہے من تا پر محفق الد محفق ہو يہد اہوا اس نے ايک ندا يک دن يہاں سے رخصت ہوتا ہے، رشتے دار اور احب ب ہو يہد اموا اس نے ايک ندا يک دن يہاں سے رخصت ہوتا ہے، رشتے دار اور احب ب ہو يہد اموا اس نے ايک ندا يہ دن يہاں سے رخصت ہوتا ہے، رشتے دار اور احب ب ہو يہد مون صاحب فراش رہتا ہے يا كى ہي پتال ميں داخل ہوتا ہے، رشتے دار اور احب ب منت عبادت ادا کر تے ہيں ۔ مفتى صاحب رحمد اللہ کے بار ميں تو علالت كى كو كى خبر ہى نہيں تھى ، عزيز م ما فظ نار احمد قادرى مكتبہ قادر ہے، دربار ماركي سے گھر آيا اسے بتايا تو دہ تعالى اہل سنت كو ہر بلا ہے حفوظ ركھے۔ تعالى اہل سنت كو ہر بلا ہے حفوظ ركھے۔

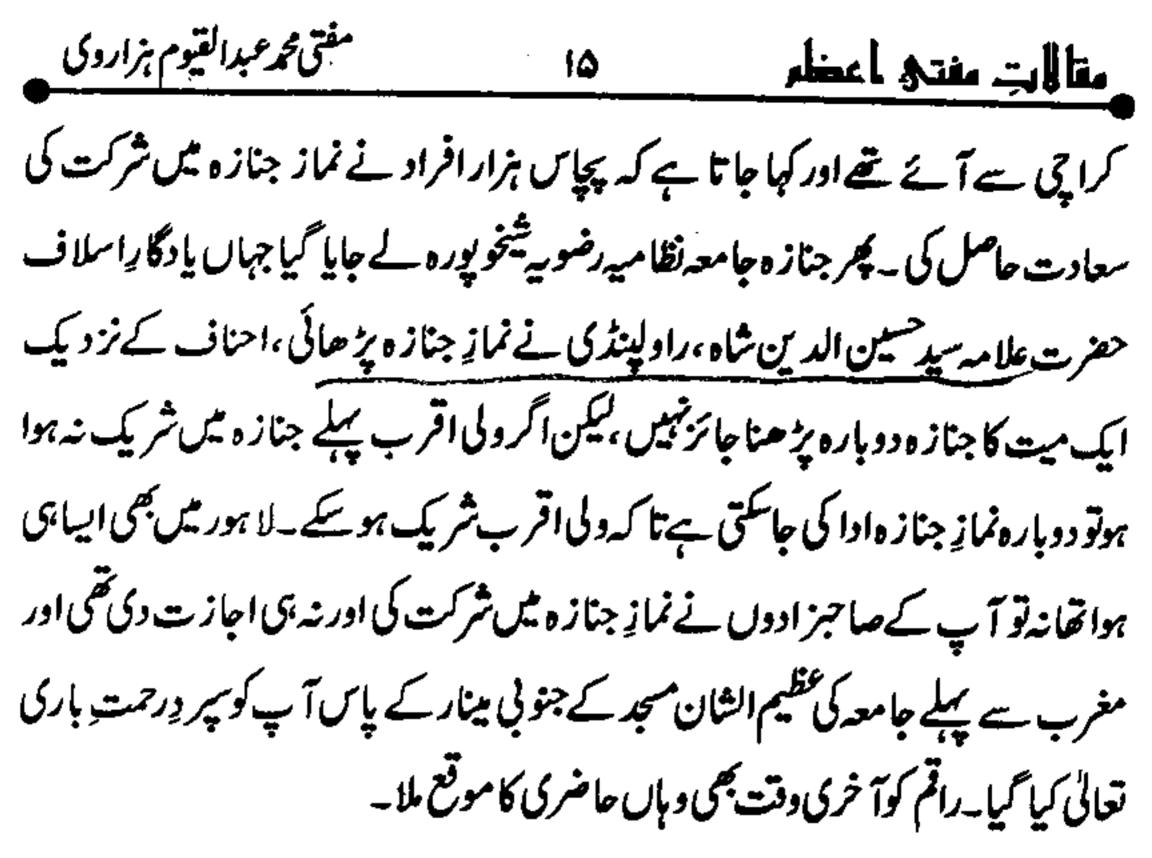




کہتا ہوں کہ گھر سے گاڑی لے آئیں۔ اندازہ فرمائیں کہ انہیں ادارے کی کفایت شعاری کا کتنا خیال تھا؟ ستر سال کی عمر ٹانگوں میں کسی کسی وقت تھنچا وَ کی کیفیت ، ایسے حالات میں آ دمی آ رام کا طلب گار ہوجا تا ہے ، گرمفتی صاحب نے کہا: ایک آ دمی کے لیے گاڑی لے کر جانا مناسب نہیں ہے ، ہاں عبد المجتب کی کہ وہ بچھیتی چوک تک چھوڑ آ ہے۔ میں تشریف لے گئے ، اسا تذہ سے ملے ، پچھ ہدایا ت دیں چھر پور سے مدر سے کا چھر لگایا اور عمر کے قریب دہاں سے داہی ہوئے تو اپنے صاحبزاد سے مولا نا عبد المصطف ہزاروی کو ساتھ لیتے آئے ، جب راوی کے بتی چوک پر اتر یو عبد المصطف ما حب کو کہا کہ مع

مقالات مغتى اعظر مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى 11 پہنچ کرمغرب کی نماز پڑھائی،اس کے بعد قہوہ منگوایا،قہوے میں لیموں کونچوڑا،ان کا خیال تھا کہ گیس کاعارضہ ہے قہوہ پینے سے طبیعت ٹھیک ہوجائے گی، لیموں نچوڑتے ہی چاریائی پرلیٹ گئے، ان کی بہونے کہا: لیموں اور نچوڑ دوں؟ مفتی صاحب نے فرمایا: بس جتنا نچوڑ تا تقانچوڑلیا، ایس کے ساتھ بی اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ وہی مولا تاطفیل صاحب والی بات کہ دوڑتے دوڑتے موت کے منہ میں پہنچ ^گے ^{مف}ق صاحب نے پوری زندگی ہی *جر*پور کملی انداز میں نہیں گزاری بلکہ زندگی کا آخری دن آخری کملح تک جمر پورانداز میں دین تعلیم اور دین ادارے کی دیکھ بھال میں گزارا۔ ایک عالم نے تبسرہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سکرات موت سے بچالیا اور محصے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تو ی امید ہے کہ انہیں قبر میں بھی کسی تکلیف کا سامنانہیں کرنا پڑا ہوگا۔ راقم جمعہ کی نماز چوہان روڈ ادا کرتا ہے، اگست کے پہلے جمعہ کو ٹیلیفون کیا تو معلوم ہوا کہ مفتی صاحب تشریف فرمانہیں ہیں، دوسرے جمعہ بھی یہی جواب ملا، تیسرے جمعہ میں نے سوچا کہ فون کیے بغیر جامعہ میں جاتا ہوں، سوئے اتفاق کہ اس دن بھی مفتی صاحب موجود ہیں تھے۔ پھر بعداز دفات ہی ان کی زیارت ہوئی۔افسوس آل قدح بشکت و آل ساقی نه ماند قائل ذکر بات بیہ ہے کہ جب ۲۷راگست کومفتی صاحب کا جنازہ لے کر ر دانہ ہوئے تو ہلکی ہلکی بوندایا ندی ہور ہی تھی اور پیسلسلہ بڑھے دریا تک جاری رہا گویا ہ رت کریم کی طرف سے اس شخصیت کے لیے ابتدائی انعام تھا جس نے تمام زندگی قال اللہ وقال الرسول کے لیے وقف کیے رکھی تھی اور اس کے علاوہ انہیں کسی کام سے دىچىي نېيى تقى -باد ثنابی مسجد کے قریب واقع عتیق سٹیڈیم میں قائد ملت اسلامیہ مولا نا شاہ احمہ نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نما نِہ جنازہ پڑھائی جو علیل ہونے کے باوجود صرف اس لیے



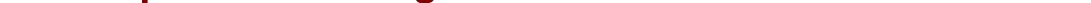


بعض ادلیاء کرام ایسے سیف زبان ہوتے ہیں کہ جو پھے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انے پورافر مادیتا ہے۔حدیث میں ایسے خضرات کے بارے میں بی فر مایا: کَوُ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰ وَلَابَوْ ہُ (اگراللہ تعالیٰ کوشم دے کرکوئی عرض کرے اللہ تعالیٰ اس کی بات کو پورا کر دیتا

مولا مارومی فرماتے ہیں: گفتہ ، اللہ فتخفته پود او از طقوم عبد يود التد گر چہ حضرت محدث أعظم بإكستان مولا نامحمه سرداراحمه جشتي قادري رحمه اللدتعالي هرماه لاہور آیا کرتے تھے، کیکن سمح کسی قابل دید مقام پریا کسی سیرگاہ میں نہیں گئے، ریلوے الثيثن لاہورے ٹائلے پر بیٹھتے اورسید ہے داتا کنج بخش رحمہ اللہ تعالٰی کے مزار پر حاضری دیتے ، حضرت مولا تاسید محمد معصوم شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتے ، جنہوں نے ''نوری کتب خانہ' کے نام سے مکتبہ قائم کیا ہوا تھا اور امام احمد رضا ہریلوی رحمہ اللہ تعالٰی کے متعدد

مفتى محمر عبدالقيوم بزاردى مقالات مفتئ اعظر 14 ر سائل شائع کیے ہوئے تھے، پھرٹائے پر بیٹھ کرسید ھے دیلوے انٹیش پر چلے جاتے ،ایک دن شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی ساتھ بتھے، جواس وقت لوہاری درواز ہ کے اندر واقع مسجد خراسیاں کے امام وخطیب شر جب ٹانگہ لوہاری دروازہ کے پاس سے گزرا تو الله کے ولی نے انگل سے لوہاری درواز کے کل طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا: " يہاں ايک (جامعہ) رضوبيہ وناجائے علامہ غلام رسول رضوی کے خواب وخیال میں بھی بیہ بات نہ تھی ،کیکن حضرت محدث اعظم کی تائیر کرتے ہوئے کہدیا کہ ان شاءاللہ قائم ہوگا۔ حضرت استاذ الاساتذه علامه غلام رسول رضوی نے چندا حباب کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد جامع محد خراسیاں کے شال میں واقع باعجی نہال چند میں شوال المکز م ۲ ۲۳ اے مطابق مئی ۱۹۵۲ء میں جامعہ نظامیہ رضوبیہ کے نام سے مدرسہ کا آغاز کر دیا ، حضرت محدث أعظم پاکستان مولا نامحد سردارا حمد چشتی قادری نے ہدایہ شریف کے آغاز سے

مدرسه كاافتتاح كيايه

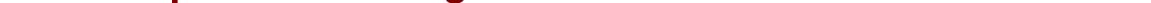


مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم ۲, سینے پر رکھ دی اور کہنے لگا: مولوی تیراجسم چڑیا جتنا ہے تونے کیا فتنہ بیا کر رکھا ہے؟ تجھے اپن زندگی کی ضرورت نہیں؟ اسے کیا پتہ تھا کہ جھےعز م وہمت کے کس کوہ ہمالہ سے داسطہ پڑا ہے، مفتی صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا: میں ایک ڈیوٹی دے رہاہوں، اگر میری زندگی ختم ہو گئی تو در پیش مصائب و مشکلات سے چھوٹ جاؤں گا۔ وہ اپنا سا منہ لے کررہ گیا اور مفتی صاحب بخیریت دا پس آ گئے ،تفصیل کے لیے : جائزہ جامعہ نظام _جرضو پی مرتبہ مولا تا محمد منشاءتا بش قصوري ملاحظه مو:

مفتى اعظم بإكستان مولانا مفتى محمه عبدالقيوم قادرى هزارون ٢٩ شعبان المعظم مطابق ۲۸ دسمبر ۳۵۲ ا<u>هر ۱۹۳۳ء کو بمقام میراکلان، ایر تناول ضلع</u> ماشهره بزاره میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اور قرآن پاک اپنے والد ماجد حضرت مولانا حمید اللہ ہزاروی سے پڑھا، آپ کے دالد ماجد جزانوالہ میں امامت وخطابت کے فرائض ^{ان}جام دیتے تھے، آپ کا خاندان بر اعلمی تقا، تقویٰ و پر ہیز گاری کا ہرطرف دور دورہ تھا، مفتی مہا حب نے ہوش سنجالا تو والد ماجد نے انہیں حضرت <u>بیر ساکس کو ہر دین رحمہ الل</u>د تعالیٰ کے، مدرسہ میں داخل کرا دیا، جہاں استاذ الاساتذہ مولا بلہ محت النبی رحمہ اللہ تعالٰی پڑھایا کرنے نے تتھے۔ وہاں سے جامعہ رضوبیہ، لائل پور (فیصل آباد) پہنچ کئے،مولا تا محمد سردار احمہ چیشتی قادری نے مشورہ دیا کہ آپ ہارون آباد چلے جائیں، وہاں مولانا علامہ غلام رسول رضوی پڑھا رہے ہیں، مفتی صاحب دہاں پینچ کئے،استاذ صاحب نے دیکھا کہ شاگر دہونہا، رہے، ذہین ہےاور شوق بھی رکھتا ہے۔انہوں نے اپنی تمام توجہات ان پر صرف کر دیں،مفتی صاحب کے ساتھ سيدعب التدشاه صاحب مهتم جامعه انوار الابرار ملتان اورمولا تامحد سعيد احمد نقشبندي خطيب داتا صاحب بھی پڑھتے تھے، پھ*ھرصہ* بعد استاذ صاحب بوریوالہ اور دہاں سے خزب الاحناف لاہورا سکتے مفتی صاحب بھی ساتھ تتھاور وہ نصار ب جودوسر کے طلباءا تھ نوسال

معتالات مغتر العظم المسلم المي بر هلي مفتر علم المعظم بزاروى معتالات مغتر العظم المعظم المعلم العرب معتر المعتر المعاد المعالم المعتر المعاد المعالم المعتر المعاد المع المعاد الماد ا

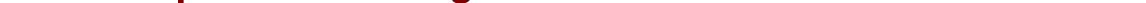
کون نہیں چا، اُتا کہ میرے اردگردلوگوں کا حلقہ ہو، لوگ ہاتھ یادَں چومیں ، نذرانے دیں، دعوتیں کریل اور زندہ باد کے نعرے لگائیں؟ لیکن مفتی صاحب کوان باتوں سے کوئی سرد کارنہیں تھا۔ایل۔ دفعہ دوبالشت او کچی پیڑھی پر بیٹھے ہوئے بیٹھےاوراس کا شان نزول بیہ بیان کررہے تھے کہ میری پنڈلیوں میں کھنچا ؤہے، بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ زمین پرنه بیشاجائے،راقم۔ ان آگے بڑھ کرچاہا کہ ان کی پنڈلیاں دباؤں لیکن انہوں نے بحصے ہاتھ بھی نہیں لگانے دیا۔ وہ کہتے تھے کہ علاء کرام کا بیرکام نہیں کہ وہ بنج کے دانے رولتے رہیں۔ بیرتو عورتوں کا کام ہے، نبی اکرم ، ایک نے انہیں فرمایا کہتم بیدوظیفہ پڑھتی رہا کرد،علاء کا کام پڑ ھنااور پڑ ھاتا،عطاءالحق قاسمیٰ نے جناب حفیظ تائب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا کہ '' وہ علوم دیدیہ پڑھاتے ہیں تتے ، بلکہ علوم میں زندہ رہتے تھے۔''جس طرح تچھلی پانی سے https://archive.org/detaile/@___the_link



مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتى اعظم 19 باہر ہوتو بے چین ہوجاتی ہے اور پانی میں ہوتو بڑے مزے میں ہوتی ہے ^{مف}تی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مدرسے کی چارد یواری امن وعافیت کا قلعہ ہے، مدرسہ سے باہر فتنہ وفساداور رنے عم ہے، کیکن مدرسہ میں آنے اور علوم دیدیہ پڑھانے میں مشغول ہونے کے بعدانسان محفوظ ہوجا تا ہے۔ مفتی صاحب کواللہ تعالیٰ نے گاڑی عطافر مادی تھی اس پر کمبے کمبے سفر کرتے، لعض اوقات منح لا ہور پہنچتے اور سید ھے جامعہ میں آ کرمند تد رکیس پر فائز ہوجاتے اور پورا ٹائم مذربیں میں گزاردیتے ،ای طرح تنظیم المدارس کے اجلاس پوری پوری رات جاری ریخ ان میں شامل ہوتے اور سج پھرتر دتا زہ مند تد ریس پرموجود، بلکہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ **میں تو بھی بیارہیں ہوتا، بھی مجھے بیار**د یکھاہے؟ آخروہ گوشت پوست کے انسان تھے یارتو ہوجاتے تھے لیکن بیاری کواپنے او پر جاری نہیں ہونے دیتے تھے، بیاری کے باوجود مدرسہ میں آتے اوراپنے مشاغل جاری رکھتے، یہاں تک کہ بیاری خود ہی رخصت ہوجاتی ، ہاں شاذ و تا دراییا ہوتا کہ بیاری بے بس کردیت، چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہتی تو با مرجبوری ہتر پر لیٹ جاتے اور دوسرے تیسرے دن پھراپی مند پرموجود۔مفتی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ تم فعال بنو، توال نہ بنو۔ جامعہ نظامیہ رضوبیہ نے مفتی صاحب کے زیرا نتظام اتنی ترقی کی کہ جس ادارے کا ایک حصہ لاہوراور دوسرا حصہ شیخو پورہ میں ہے،مفتی صاحب کی رحلت کے دقت اس کے طلباء کی تعداد تقریب**اً دو ہزارادر طالبات کی تعداداڑ حا**ئی سو سے او پڑھی ،عمارت لا ہور میں وسیع اورشیخو پورہ میں دسیع ترین ہے، دوسری طرف جامعہ کے فارغ ہونے والے علماء، قراء اور حفاظ دنیا بھر میں تھیلے ہوئے ہیں۔ جامعہ کا اتناد سیع انتظام ایک آ دمی کے بس کا کام ہیں تھا، کیکن مفتی صاحب تو اس کے ساتھ طویل عرصہ تک تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ اور آخر میں صدر بھی رہے ، اس

مقالات مغتى اعظير مفتى محمد عبدالقيوم ہزاردى ť+ کے علادہ رضافا دُنڈیشن کے *سربر*اہ دہی تھے جس کے زیراہتمام ف**آدی رضوب** پر کی نئی کتابت کے ساتھ چوہیں جلدیں مفتی صاحب کی حیات میں آپچکی تھیں ،نو بعد میں آپچکی ہیں۔اس کے علادہ وہ محکمہ زکو قائے ممبررہے، رؤیت ہلال کمیٹی کے مبررہے، تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے حکومت کی میٹنگوں میں شریک ہوتے رہے۔ حیرت ہے کہ انہوں نے تن تنہااتنے ڈھیروں کا م^کس طرح انجام دیئے ، دراصل بیاللہ تعالیٰ کی توفیق ہے وہ جس سے جو کام لیما چاہتا ہے اس کے مطابق ہمت اور صلاحیت بھی عطافر مادیتا ہے۔ بہرحال مفتی صاحب نے کامیاب اور مثالی زندگی گزار کررب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے،اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوں میں بلند وبالا مقام عطافر مائے اوران کے قائم کردہ اداروں کو صبح قیامت تک سرسبز و شاداب رکھے، ان کے صاحبزادے مولانا محمر عبدالمصطفح صاحب كوتوفيق عطافر مائح كيدوه اينج والديح عظيم مثن كوآكح بزهاني یں کامیابی حاصل کریں۔(۱)

سم معلومات اورسنین مولا نامحمد منشاءتا بش قصوری کے مقالہ پیر علم عمل سے لیے سکتے ہیں (\mathbf{i}) مجلِّه النظامية ثاره تمبر، اكتوبر ٢٠٠٣، ص ٣٩_٣٩



مقالات مفترد اعظم المستحم عبدالقوم بزاروي

استاذ العلماء مفتى محمر عبدالقيوم قادري

سعيد ملت، شيخ الحديث، زينت المفسرين

علامه مولانا غلام رسول سعيدي

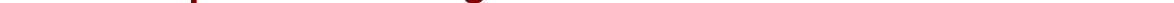
شيخ الحديث دارالعلوم نعيميه، كراحي

بسم الله الوحمن الرحيم. نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکريم. حضرت استاذ العلماء الحان علامہ مفتی محمد عبد القيوم قادری رضوی قدس سرۂ نہایت بلند درجہ عالم دین بخطیم مفتی، ماہر مدرّس، ژرف بین محقق، زبر دست منتظم، بےباک خطیب اور اعلیٰ درجہ کے مصقف شصاور بے شارخو بیوں کے مالک تصر راقم الحروف کے

ساتھان کے بہت شفقت،محبت اورلطف وکرم کے تعلقات بتھے۔ایک بارانہوں نے مجھ ے کہا کہ جس کتاب کو**آ** یہ ہمارے مدرسہ کے لیے مفید وموز وں سمجھیں بلا تکلف خرید لیا کری، چنانچہ میں نے جامعہ نظامیہ کی لائبر ری کے لیے عمرة القاری، ارشاد الساری اور کی <u>کتابی مہاکیں</u>۔ ان کومسلک کے ساتھ بے عداد کا وتھااور دہ ہر خص کواس کی صلاحیت کے مطابق دین کاموں کی طرف متوجہ کرتے تھے۔حضرت مولانا الستید زاہدعلی شاہ رحمہ اللہ کو انہوں نے عربی کتابوں کے لیے اشاعتی ادارہ قائم کرنے کی طرف متوجہ کیا۔ حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری کوئی مفید تمامیں شائع کرنے کے لیے کہا، حضرت استاذ العلماء مفتی عزیز احمہ مدایونی نے اعلی حضرت امام اہلسنت کے ترجمہ قرآن کوآسان اردو میں منتقل کیا اوراس کے حاشیہ پراپنے شيخ مفتى عبدالمقتدر بدايونى كاحاشيه لكعا، بيابھى تك شائع نہيں ہوا تقاميرے سامنے مفتى



بيركماب برمي آب دتاب كے ساتھ فريد بك سٹال كى طرف سے شائع ہوئى۔ حضرت مفتی مذیب الرحمٰن سے کہا کہ آپ ٹھوس علمی اور فقہی کتابیں لکھیں ،سو انہوں نے تفہیم المسائل کھی جس کی اب تیسری جلد شائع ہورہی ہی۔علامہ شرف صاحب ے کہا آپ احسان اکہی ظہیر کی کتاب "البریلویہ" کا جواب کھیں سوانہوں نے اس کا بہت مدلل اور مسکت جواب لکھا، مولا تا محمصد لق ہزاروں کو تعارف اہلستن لکھنے کے لیے کہااور مولاتا حافظ محمد عبد الستار سعیدی کو تصانیف علاءِ اہلستنت کا تعارف لکھنے کے لیے کہا سو یہ دونوں کتابیں لکھی گئیں اور شائع ہو ئیں۔الغرض حضرت مفتی صاحب ہر مخص کو اس کی صلاحیت کے مطابق کام پرلگاتے رہے۔ حضرت مفتی صاحب کو اعلیٰ حضرت امام اہلستت سے والہانہ عقیدت تھی اور انہوں نے فتادیٰ رضوبہ پر تخ یکے تعلق اور عربی عبارات کے ترجمہ کا کام اپنی نگرانی میں 81484

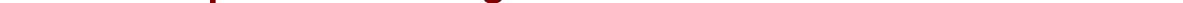




قطعهٔ اراضی حاصل کرکے اس پر بہت عظیم اور بلند و بالا مدرسہ قائم کیا اور اس میں ایک شعبہ خواتین کابھی رکھا۔ ہ پیمارت بہت خوبصورت ہے، میں خرابی صحت کی دجہ سے اس کی تعمیر کے بعد اس مدرسہ کی زیارت سے تو محردم رہالیکن دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ بیہ بہت بلند وبالا ، ، بہت وسیع عظیم درسگاہ ہے اور اس کی بلندی حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کے بلند عزائم کی نشان دہی کرتی ہے۔ حضرت مفتى صاحب بهت فعّال اورمتحرك ، قابل صد تقليد عالم دين يتصح، ايسا انقلاب آ فریس خص صدیوں بعد پیداہوتا ہے۔ان کے تلامٰہ کا بہت وسیع حلقہ ہے۔ یوں توان کے اُن گنت و بے شارتلا مٰدہ ہیں کیکن چندمشا ہیر تلا مٰدہ یہ ہیں :۔



أيك اوركتاب "العقائدوالمسائل" لكصي- آپ كے مقالات كامجموعہ "علمي مقالات" كے نام سے شائع ہو چکا ہے۔(اوراب مزیداضافہ کے ساتھ "مقالات مفتی اعظم" کے نام ے طبع ہور ہاہے۔اس کے علاوہ اور بھی کئی کتب آپ سے یاد گار ہیں۔ حضرت مفتى صاحب قدس سرؤاني ذات ميں ايک مکمل ادارہ ادرايک منظم جامعہ شیصحان کی علمی و دینی خدمات *سی عرص*م دراز تک بالعموم اہلِ اسلام اور بالخصوص اہلست مستفید ہوتے رہیں گے۔ التُدتبارك وتعالى ان كوايين قرب ميں بہترين درجہ عطا فرمائے اور رسول اللّٰہ کے الطاف وعنایات ہمیشہ ان کے شامل حال رہیں۔اور ہمارے گرد جوعلاء واسا تذہ ہیں انہیں ان کے تشرقتہ مربط کے توقیق وسعادت عطافر مائے آمین غلام رسول سعيدى غفرله



https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 10

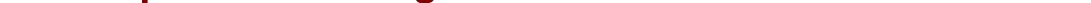
مرور کا تنات جد الله كاحسن اخلاق اورخوش طبعي

مير مقالي كاموضوع ب "رسول اكرم صلى الأرعليه وسلم كاحسن اخلاق اور خوش طبعى "عربي زبان ميں اسے "حسن " سے تعبير كيا جاتا ب اور لغوى معنى بيں "الحلق ، الطبع و العادة" (المنجد عربي مفيرة ١٩٩، لوكيس معلوف ، طبع كتابخان ملى ايران) حسن اخلاق كي ضرورت:

چونکہ انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے وہ مل جل کرر بنے کا عادی نے اور اسے اپنے مسائل ومشکلات کے سلسلے میں ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ اس کا معاشرے کے دوسرے فرد سے رابطہ ہو۔ بیرابطہ اور ایک دوسرے کے کام آنے کاعمل اس وقت دقوع پذیر ہوسکتا ہے جب معاشرے میں حسنِ اخلاق کی دولت سے ہرفر د مالا مال ہو۔ خلاہر ہے جو خص اپنے اخلاق میں اچھانہیں اس کے ساتھ کے ہمدردی ہو کتی ہے یا کون محض اس کے ساتھ **تعلق جوڑنے برآ مادہ ہوسکتا ہے۔** جو محض حسن اخلاق کی خوبیوں سے آراستہ ہے ہر خص اس کے ساتھ علق اور رابطہ قائم کرنا پیند کرے گا۔ حضورِ اکرم صلی اللَّدعليہ وللم کم پر تشریف فرمایتھے، باہر سے ایک شخص نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی، آب عليه في الملية في المرتبي عا تشر من الله تعالى عنها في فرمايا: "بسب في سبب سبب سبب السب الـعشيرة''(ترمذي باب ماجاء في المداراة ،صفحة ٢٠ جلد٢ ، امين تميني اردوبا زارد بلي) ليعني به

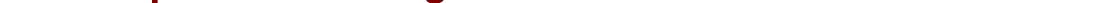
مقالات معتد اعظ براروی مقالات معتد اعظ ت برادری می بداخلاق ب- اس کے بعد آپ نے اے اندر آنے کی اجازت محف اپنی برادری میں بداخلاق ب - اس کے بعد آپ نے اے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ جب دہ محف چلا گیا تو ام المؤمنین حضرت عا کش صد یقد رضی اللہ عنہا نے عرض کی نیا فرمائی - جب دہ محف چلا گیا تو ام المؤمنین حضرت عا کش صد یقد رضی اللہ عنہا نے عرض کی نیا رسول اللہ عظی جب آپ نے ال محف کے اخلاق طرز عمل کے بارے میں اپنی رائے ظاہر فرمادی تقی تو پھر اس کے ساتھ اس قدر حلاوت آمیز گفتگو کیا ضروری تھا؟ آپ نے ام المونین سے فرمایا ان مدن منسر السندام من تو ک مالندام اتصاء فحث المونی المونین نے فرمایا ان مدن منسر السندام من تو ک مالندام اتصاء فحث من مزائی کی نثانہ ہی فرمات ہو جا ارشادہ فرمایا کہ اس کی یہ برخلق پر اس کو تر بیت کی ضرورت تھی - اس لیے میں نے یہ انداز اختیار کر کی اس کی تر بیت کی کوش کی ہو دوسری پز جو آپ نے بیان فرمائی دہ اصول طور پر حن اخلاق کی ضرورت کی طرف اشارہ فرمایا کہ میں کی ہو دوسری معاشرتی زندگی میں انسان کو ایک دوسرے کے قرب کی ضرورت ہے جبکہ بداخلاق دوری

پيدا ڪرتي ہے۔ مسلمان کے لیے خوش اخلاقی اس لیے بھی ضروری ہے کہ وہ شرعاً معاشرہ کی اصلاح کا ذمته دار ہے اور اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری ڈال دی گئ ہے۔ اس جیلیغ مشن کے لیے ضروری ہے کہ معاشرہ کے افراد کواپنے قریب کیا جائے تا کہ وہ مانوس ہو کرایک مسلمان سے متاثر ہوئیں۔ای حقیقت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان فرمايا:" فبسما رحسمة من الله لنت لهم و لو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك فاعف عنهم واستغفرلهم و شاورهم في الامر " (سورهُ آل عمران، پ، آيت ۱۵۹) حضور عليه الصلوة والسلام كى دس سالىد في زندگی میں ایک لاکھ سے زائدلوگوں کامسلمان ہوکر ملخ اسلام بن جاتا ایک بہت بڑا تاریخی واقعہ ہے کہاس سے جل کسی بھی نبی یارہبرکوانسانی تاریخ میں بیضیلت حاصل نہ ہو تکی۔اس



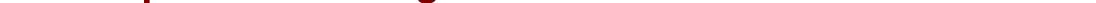
https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظم ۲Z ک ایک بڑی دجہ آپ کی نرم خوئی اور تحمل مزاجی ہے جس سے متاثر ہو کرایک درشت رواور ا کھڑ مزاج قوم اتنے قلیل عرصے میں اس قدر بڑی تعداد میں دائر ہ اسلام میں داخل ہوگئی۔ مذکورہ آیت کریمہ میں ای حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی اور مختاج مشورہ نہ ہونے کے بادجود آپ سے کہا گیا کہ انہیں قریب کرنے کے لیے اپنے مشوروں میں شریک کرو، ان کی خامیوں ہے درگز رکرواوران کے لیے دعا کرو۔معلوم ہوا کہ اشاعت اسلام میں سرکارِ دو عالم علي حسن اخلاق في محمر دارادا كياب . حسن اخلاق: فن تہذیب الاخلاق میں خلق کی تعریف یوں کی گئی ہے۔^تفس کی وہ کیفیت جو انسان کوسوج بچار کے بغیراعمال وافعال پر قادر بنا دیتی ہے۔ اس فن کے لحاظ سے بیا یک ملکہ کا تام ہے جو بھی فطری اور طبعی ہوتا ہے اور بھی سمبی ہوتا ہے۔ ابتدا میں انسان ^کسی امرکو اپن سوچ اورفکر کے ساتھ تکلف سے انجام دیتا ہے اور پھر بار بار تکرار سے بیٹ اس کی عادت ثانیہ بن جاتی ہے چونکہ علم طبعی موجودات کے تفس الامری احوال کے جاننے کا نام ہے ۔ فلسفۂ قدیم میں حکمت عملیہ کی بحث میں تہذیب الاخلاق کا موضوع بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ **ن تہذیب الاخلاق ان اعمال وافعال سے بحث کرتا** ہے جن کاتعلق فردِ واحد سے ہے اور پھر اس کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے بھی داخلے کیا گیا ہے کہ کی فرد کا اپنے آپ کوخو بیوں سے مزین کرتا اورز دائل سے مجتنب ہوتا اس کی غرض ہے۔ معلوم ہوا کہ اخلاقیات کی بحث زمانۂ قذیم سے جاری ہے اور اس کی اہمیت زمانة جاہليت ميں بھی مسلم رہی ہے۔شريعت اسلاميہ کے نفاذ کے بعد اگر چہ بعض فلا سفیر <u>مثلا غزالی، این مسکور، نصیر طوی اور جلال دوانی نے اخلاقیات سے بطور فن بحث کی ہے اور </u> تہذیب الاخلاق کی فنی اصطلاحات بھی استعال کی ہیں مگر عام مفکرین نے اعمال دا فعال ے **متعلق قدیم فنون تہذیب ا**لاخلاق ، تدبیر *منز*ل اور سیاست مدنیہ میں دلچیں ترک کر دی

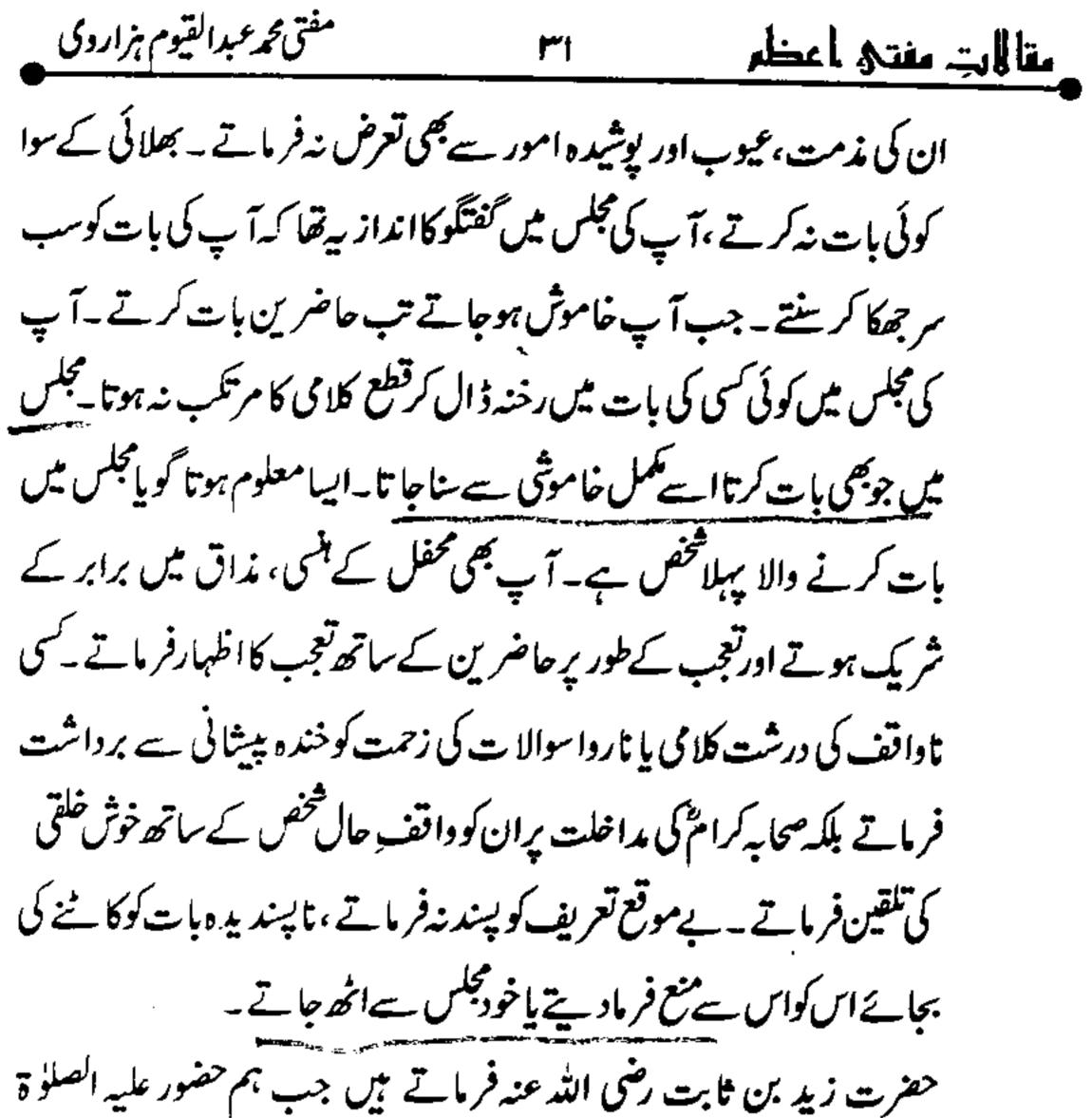
https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مفتئ اعظر مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى 14 کیونکہ شریعت کی موجودگی میں اب ان فنون کی ضرورت ہیں رہی۔وجہ بیہ ہے کہ اسلام ایک ایسا کمل ضابطہ حیات ہے جو عبادات، معاملات اور اخلاقیات سب کا جامع ہے۔ اسلام نے ہر شعبہ سے متعلق احکام کے ساتھ ساتھ اس کے آ داب اور اخلاقی پہلو بھی بیان کر دیئے۔ چنانچہ ایک کافرنے حضرت سلمان فاری کوایک مرتبہ ازراہ تحقیر وتنقیص بیطعنہ دیا کہ تمہارانی (صلی اللہ علیہ دسلم)تمہیں یا خانہ بھی کراسکتا ہے؟ آپ نے بغیرطیش اور غصے میں آئے جواب دیا کہ ہاں! کیوں نہیں۔انہوں نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ پیشاب، یا خانہ کے وقت قبله کی طرف رخ نه کرد، دائیس ہاتھ سے استنجاء نه کرواور استنجاء میں کم از کم تین ڈ صلے استعال نه کرو ـ (سنن نسائي، صفحه ٨١، باب الرخصة في الاستطابة بخمر داحد، م، نور محركت خانه كراجي) غرضيكه غير مسلم بھى اسلام كى جامعيت ، وسعت اور كامليت پر حيران ہيں۔ أتخضرت صلى الله عليه وسلم نے خود فرمايا كه انسا لسكسم مشل الموالسد أعلَّمكم (سنن النسائي بص ١٦، بأب البول في الاياء، نورمحد كتب خابنه كراچي) مين تمهين والد كي طرح تربيت دیتا ہوں۔ جس طرح والد کا منصب سے کہ وہ بچے کو معاشرتی آ داب سکھائے۔ اس سے بهمی بز هر میں تمہیں جسمانی، روحانی، معاشرتی اورانفرادی تربیت دیتا ہوں۔ ایک اور جگہ آب في فرمايا: "بعثت لاتسم حسن الاخلاق " (موطا، صفحه ٥٠٠) باب ماجاء في حسن الخلق ، قد یمی کتب خانه کرا چی ۔مند احمہ) اس تصور کی روشی میں اصطلاحاً اخلاق، دین اورشریعت کے مترادف ہے۔ چنانچ قرآن اور حدیث سے بھی اس نظر یہ کی تائید ہوتی ہے چنانچ قرآن محید کی آياتِ ماركه" يتبلوا عبليهم اينه ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة " (سورة الجمعه، آيت نمبر٢)" انك لعلي خلق عظيم "(القلم، آيت نمبر٧) حضرت ام المومنين عا مُشرحني التَّدعنها _ سے يو چھا گيا كه رسول التَّد صلَّى التَّدعليه



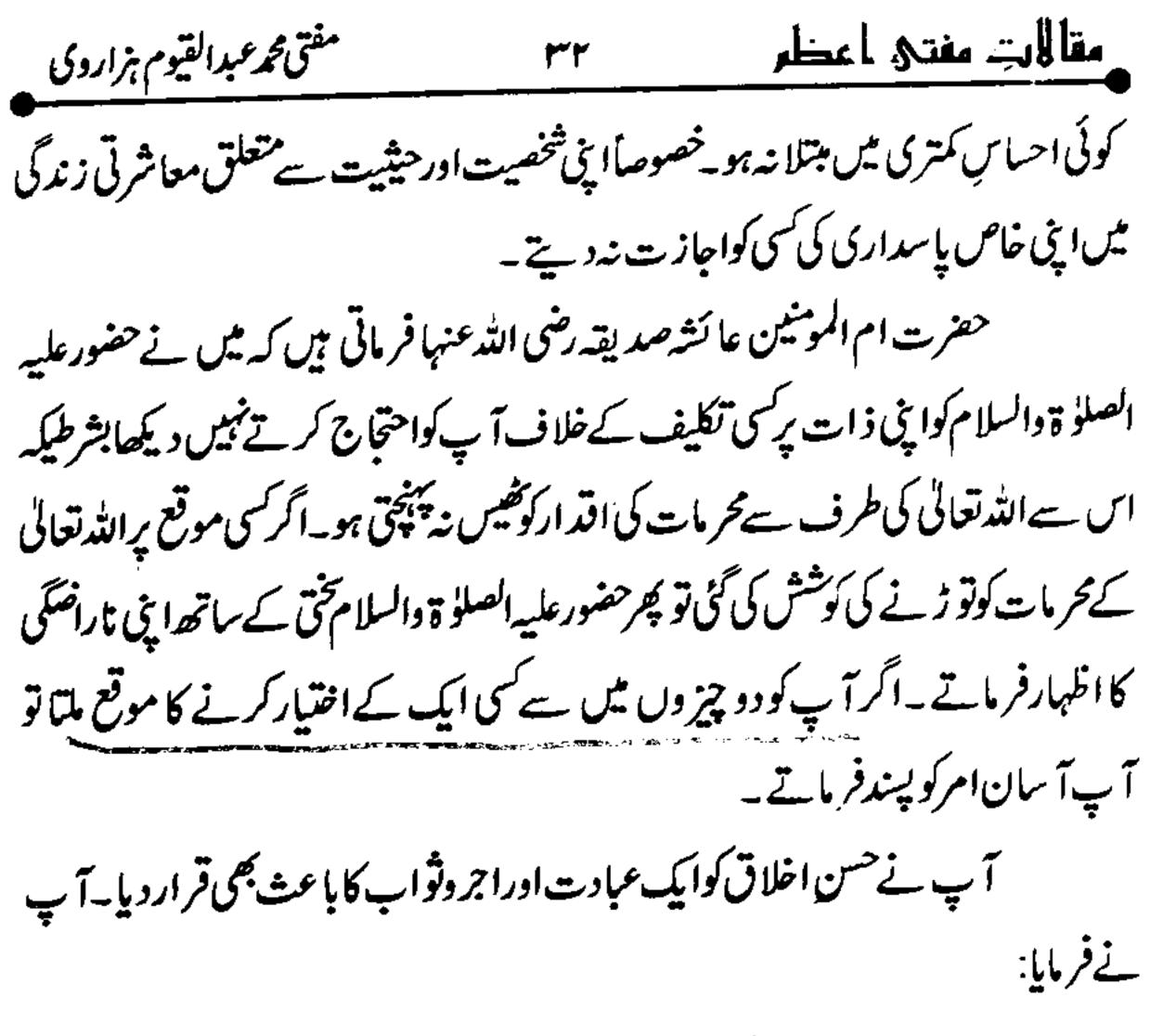
مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 19 وللم كاطل كياتهاتو آب في جواب دياكه: "كان خلقه القرآن "اي طرح" لقد كان لکم فی رسول الله اسوة حسنة " _ ي ثابت ،وتا ب كماسلام اوراخلاق دونوں ہم معنی ہیں نیز احادیث مبار کہ درج ذیل سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ بعثت لاتمم حسن الاخلاق. . I من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه. ۲, دع ما يريبك الي مالا يريبك. ۳. انما الاعمال بالنيات. . **r** بد احاد يب مباركه أكر ايك طرف اسلام كا بنيادي اصول بي تويد اخلاقي قدروں کی بھی جامع ہیں۔ اس مذکورہ حقیقت کے باوجود خلق خاص معنوں میں بھی زیر بحث چلا آرہا ہے جو عبادات اور معاملات کے مقابلے میں استعال ہوتا ہے۔ اخلاقیات کی اصطلاح کے اعتبار سے معاملات اور عبادات کی ادائیگی سے متعلق ان انگال وافعال کا تام ہے جن کا انسان سے برضا درغبت شرعاً مطالبہ کیا گیا۔اس خاص معنی کے اعتبار ___فرمایا گیا: " من اكثر ما يدخل الناس الجنة تقوى الله و حسن الخلق " دوسرےمقام پر قرمایا: "اكمل المؤمن ايمان احسنهم خلقا " ادر کہیں فرمایا: " ان المومن ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم . " ابك اورجكه "خياركم احسنكم اخلاقا خالق الناس بخلق حسن. " اور یہی تصوف ہے ۔معلوم ہوا کہ خلق اصطلاحی طور پر تصوف کے معنی میں استعال ہوتا ہے۔

مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم ٣٠ -اخلاقيات تح من تهذيب الاخلاق اور شرع حسن خلق مي فرق: ''اخلا قیات''والوں نے اس مغربی اخلاق کوشض کی ذاتی ضرورت قرار دیا ہے جبيها كملم تهذيب الاخلاق كى تعريف اورغرض وغايت سيه خلاهر بے مكر شريعت میں اس کوذاتی ضرورت کے ساتھ معاشرتی ضرورت بھی قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ جس طرح حسن اخلاق کاتعلق هخص کی ذاتی زندگی ہے ہے اس طرح شرع میں اس کا تعلق معاشرہ کے معاملات سے بھی ہے۔ حسن خلق کواخلا قیات کے ماہرین نے ایک طبعی صفت یا ایسا ملکہ قرار دیا ہے جس _1 سے بغیر سوچ بچار بیافعال واعمال سرز دہوں جبکہ شریعت نے ان افعال کو کسی اوراختیاری قراردیتے ہوئے اپنانے کے لیے دعوت فکر دشعور دی۔ سيرت رسول عليسة كي روشي مير حسن اخلاق ام المونين حضرت عائشة فرماتي بي حضورِ اكرم صلى الله عليه وسلم نه خود فخش كا ارتکاب کرتے اور نہ کی تخش بات کو پیند فرماتے۔ آپ عام گز رگاہوں پر آ داز بھی بلند نہ فرماتے، آپ نے اذیت کابدلہ بھی نہ لیا بلکہ معاف اور درگز رفر ماتے۔ دوسری حدیث میں حضرت ام المونین نے یوں فرمایا کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے بھی کمی خادم یا بیوی کو بلکہ کس اور کو بھی (ناراضی) میں ضرب نہیں لگائی صرف جہاد فی سبیل اللہ میں ہاتھ سے ضرب لگاتے۔ حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰ ۃ والسلام کے جلسی اخلاق کو یوں بيان فرمايا: " آپ خوش بشره، نرم خو، سبک پہلور ہے ، سخت اور درشت مزاج نہ تھے، کسی کا عيب نہ سنتے بلکہ جواب ہی نہ دیتے ۔ اپنے آپ کو تین چیزوں ۔ مجلس میں جفكر ، فخر دغر در ادر لا يعنى امور سے محفوظ رکھتے اورلوگوں سے تين امور ميں



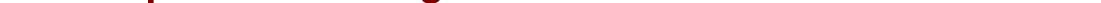


والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ اپنی انفرادیت قائم کرنے کی بجائے ہمار ب ماتھ گفتگو میں شریک ہوتے حتیٰ کہ ہم نے اگر کوئی دنیوی بات کی با آخرت سے متعلق گفتگو کی یا کھانے کی خواہش ظاہر کی تو آپ بھی ہماری دلجوئی فرماتے ہوئے اس میں ہماری موافقت فرماتے ۔ حضرت عمر وابن العاص فرماتے ہیں کہ مجلس میں تالیف قلبی کے لیے آپ کا رو یخن اور تخاطب ہمیشہ کمزور آ دمی کی طرف رہتا۔ حضرت عبداللہ بن حارث فخرماتے ہیں کہ میں نے آخضرت علیق ہے بڑھ کر عوام کی (دلجوئی کا) خیال رکھتے اور معاشرتی زندگی میں مادیا نہ انداز اختیار فرماتے تاکہ



" ان من المعروف ان تلقى اخال بوجه طلق . (لین ایک نیکی بیمی ہے کہم اپنے بھائی کوکشادہ پیثانی سے ملو۔) دوسری حدیث میں یوں آتاہے: " ليس شئ في الميزان اثقل من حسن الخلق " (لیعنی قیامت کے روزاعمال کی میزان میں سب سے بھاری عمل حسن اخلاق ہوگا۔) اسطرح فرمايا: " من أكثر ما يدخل الناس الجنة تقوى الله و حسن الخلق " (جنت میں داخلہ کا سب سے بڑا باعث تقویٰ اور حسن اخلاق ہے اور پھر حسن اخلاق کے حاملین قیامت کے روز میرے محبوب اور قریب ترین جلسی ہوں گے۔) احسن اخلاق کے بارے میں اس گفتگو کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی ا كر صلى الله عليه وسلم كى خوش طبعى ادريا كيزه مزاح پر گفتگو كى جائے ۔مزاح دراصل انسان كى

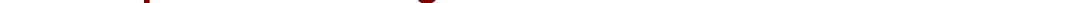
https://archive.org/details/@_____

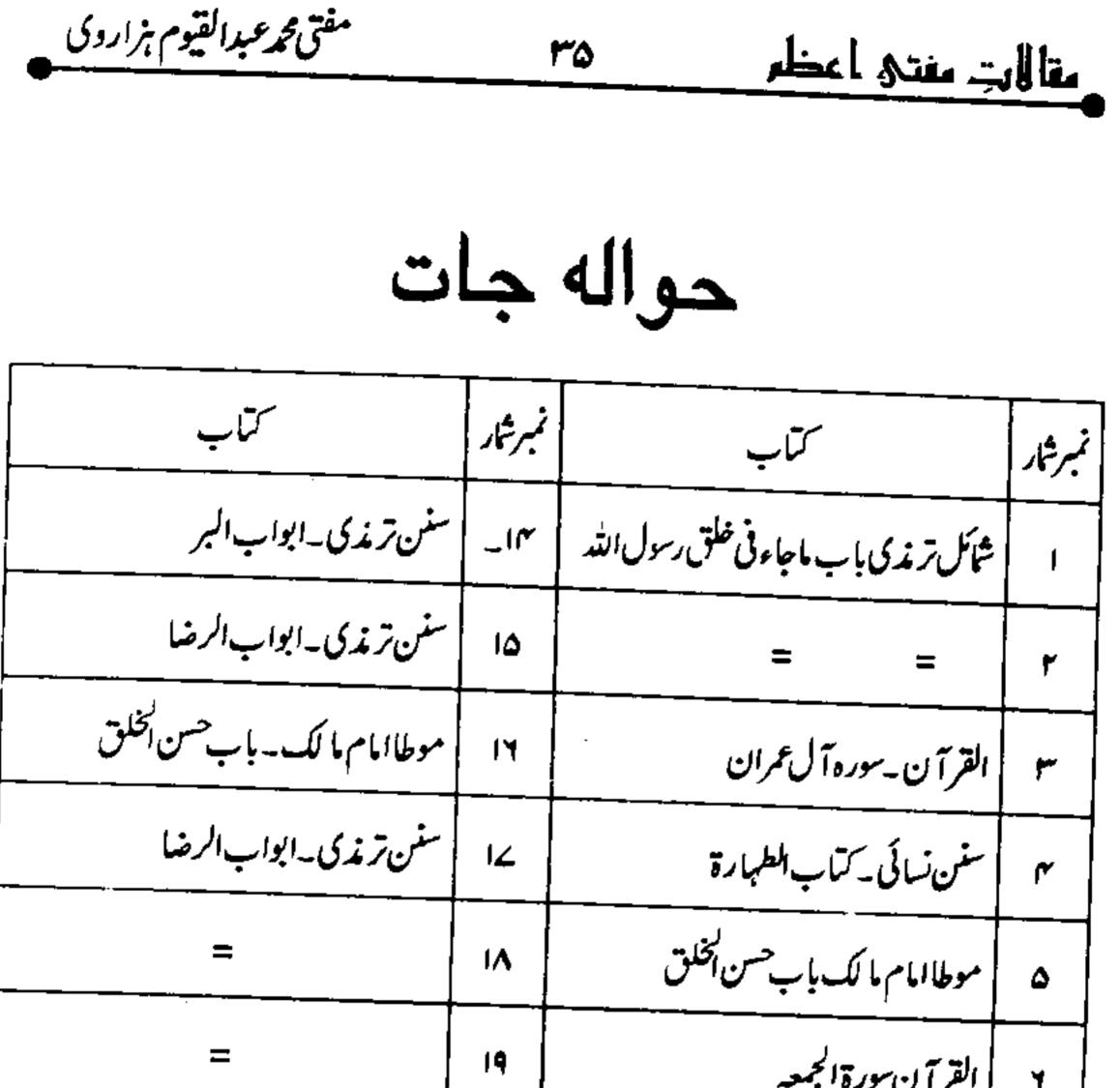


مفتى محرعبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتئ اعظم ۳۳ زندہ دلی، شکفتہ مزاجی اور مسائل حیات کے بارے میں مثبت طریق کی نشاند ہی کرتا ہے۔ جس تخص پر ہردفت بے لچک قتم کی سنجید گی طاری رہتی ہے اس کی سوج ہمیشہ منفی اور اس کے محسوسات ہمیشہ مایوی اور انسانوں کے ساتھ بے مہری کے جذبات کے آئینہ دارہوں گے۔ جو خص شگفتہ مزاج ہے وہ بڑی سے بڑی الجھن سے بھی دل برداشتہ ہیں ہوتا ، وہ زندگی **میں پش آمدہ مشکلات کو بڑی خندہ پیشانی** کے ساتھ سہہ جاتا ہےاور بھی مایوس کا شکار نہیں ہوتا۔البتہ بے مقصداور دوسرے کے ساتھ تحقیر آمیز روپتے پر بنی مذاق کواس زمرے میں شام نہیں کیا جاسکتا اور نہ کوئی تفتیخص اس طرح کے طنز دمزاح کو پسند کرتا ہے۔سرورِ عالم صلى الله عليه وسلم كاذ وق طنز ومزاح بهت عمده اوراعلى وارفع اصولوں كى پاسدارى يرشمن کھا۔ ايك مرتبدايك ضعيف العمر خاتون في خضور عليه الصلوة والسلام كى خدمت مي _1 درخواست کی : پارسول اللہ ! میرے لیے جنت کی دعا فرمائے۔ آپ نے فرمایا بورهی عورتم جنت میں نہیں جا کیں گی۔وہ خاتون پریشان ہو کررونے گی۔ آپ نے فرمایا: بی بی روتی کیوں ہو؟ کوئی عورت بھی بوڑھی ہو کر جنت میں نہیں جائے گی بلکہ اللہ تعالیٰ اسے جوان کر کے جنت میں داخل کر ےگا۔ (ترمذي، شائل العبوي صلى التدعليه دسلم) حضرت انس فرمات جیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ بنی **نداق فرمانے بتھے۔ چنانچہایک مرتبہ جب میرے چھوٹے بھائی کا بلبل مرگیا تو** آپ نے اس کی دہستگی فرماتے ہوئے فرمایا: " يا ابا عمير ما فعل النغير . " ا اب اس جملے میں موجود مزاح اوراد بی حاشنی کا صحیح لطف وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جوعزیی ادب ہے آشنائی رکھتے ہیں۔

مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى ِ مُقَالًا بِتِ مُعْتِي أَعْظِم ٣٣ ایک شخص نے سوال کیا کہ بھے اونٹ دلوائیئے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں اونٹ کے بچے پر بٹھا ؤں گا۔اس نے عرض کی : یا رسول اللہ ! میں اونٹ کے بچے کو کیا کروں گا۔ آپ نے فرمایا، بھائی ہراونٹ، اونٹ کا بی بچہ ہوتا ہے۔ اس طرح آپ نے اس واقعہ کومزاح کے پیرائے میں بیان فرمادیا۔ حضورِ أكرم سلى التَّدعليه وسلم حضرت انسٌ كوا كترمخاطب كما كرت: يا ذا الأذنين . (ترمذي) اب ہر خص دو کانوں والا ہے ۔ بیا یک حقیقت ہے کیکن اس جملے میں جوشگفتگی ہے وہ اعلیٰ اور یا کیزہ **نداق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔** ایک معردف داقعہ ہے : حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ دسلم تھور تناول فرمارے تھے۔ ۵_ آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت علیٰ بھی بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تحجور کی گھلیاں حضرت علیٰ کے سامنے رکھتے گئے اور آخر میں فرمایا دیکھوہم میں

بردوں سیوں سرحان سے مالے رہے کہ جوریں کھائی ہیں۔ حضرت علیٰ کب چو کنے سے کس نے سب سے زیادہ تھجوریں کھائی ہیں۔ حضرت علیٰ کب چو کنے والے تھے۔ برجستہ بول ایٹھے ہاں لیکن تھلیوں سمیت تھجور تناول کرنے والوں کا کیا کیجیح گا؟ پر چندوا قعات حضور اکر مصلی اللہ علیہ وسلم کی شگفتہ مزاجی اور حیات آ فریں مزاح کی نشاند ہی کرتے ہیں۔ یہی مزاح ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ المزاح فی الکلام محالملح فی الطعام. اور یہاں تو کلام بھی ملوک الکلام ہے۔ اللہ تعالیٰ جمیں سنجیدہ اور شگفتہ محفلوں میں بھی اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تو فیق عطافر مائے۔ آ مین



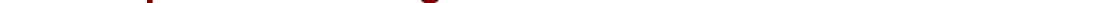


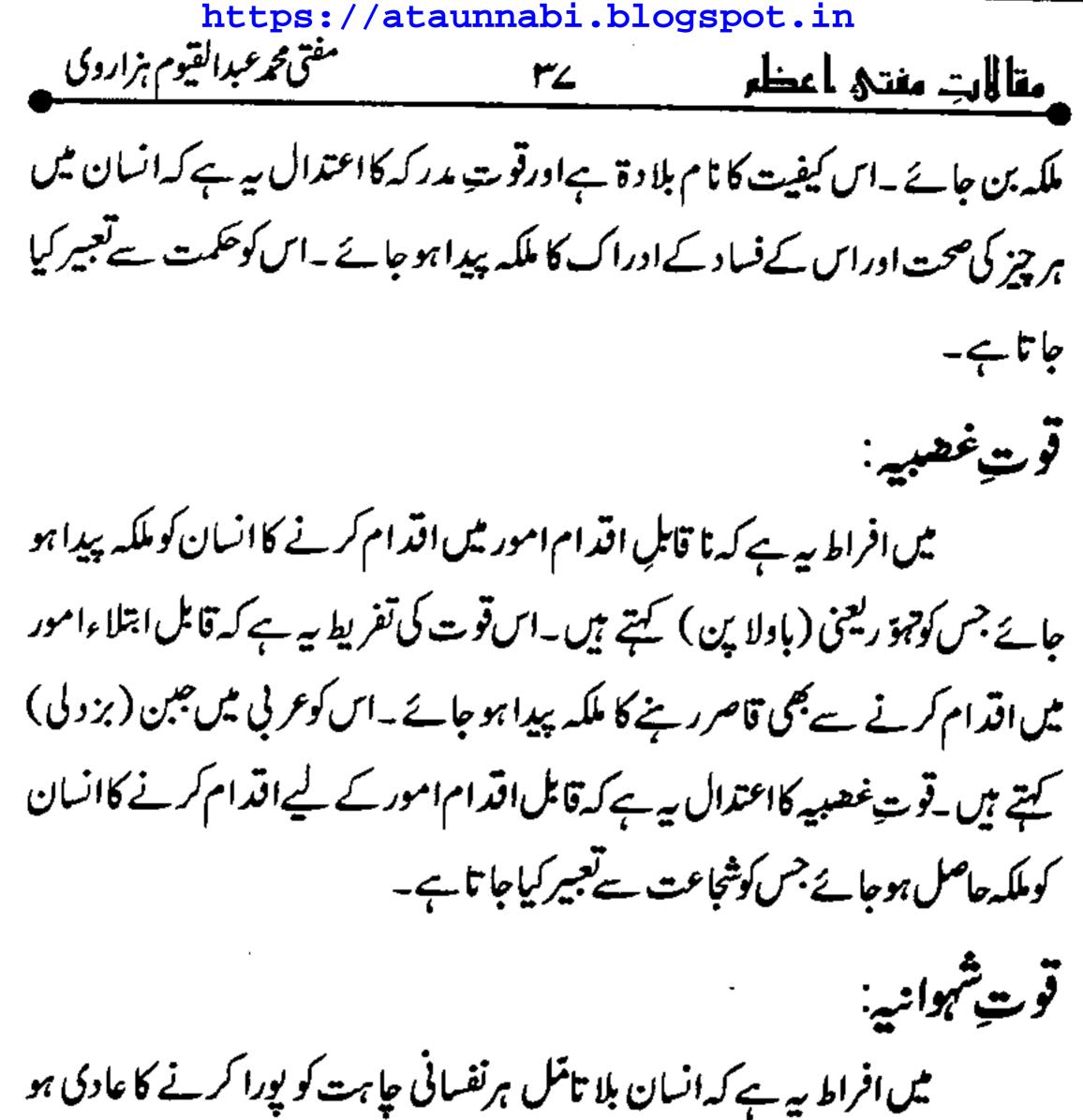
	<u> </u>	الفرآن سورة الجمعه	4
=	r •	القرآن سورة القلم	4
	r i	سنن ابي داؤد ، باب السطوع	^
شائل ترندى باب ماجاءفي صفة مزاح رسول	rr	القرآن - آلعمران	9
=	***	موطاامام مالک ۔ باب حسن انخلق	1•
=	r r	سنن تر مذی _ ابواب الزېد	11
—	ro	صحيح بخارى _ كتاب البيوع	11
		صحيح بخارى _ باب كيف بدءالوحى الى ريول الله	194

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مغتى اعظم مفتى محمد عبدالقيوم ہزاردى 34 **خلق محسم صلى الله عليه وسلم** اخلاق کا منشاءانسان کی قوت مدرکہ، غصبیہ اورقوت شہوانیہ ہیں۔انسان کی بیہ تتنوں قوتیں جب نقطہاعتدال کو پنج کرآ پس میں مربوط ہوتی ہیں تو اس سے اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں۔ادراگراس ارتباط میں توت مدر کہ کے اعتدال کو باقی دونوں تو توں کے اعتدال پر تغلب حاصل ہوجائے تو اس وقت اخلاق مرضیہ کوخلوص حاصل ہوجاتا ہے یعنی اخلاق رذیلہ۔۔۔انسان پاک ہوجاتا ہےاورار تباط کی پی کیفیت اگررائح ہوجائے یعنی انسان کا ملکہ

بن جائے جس کی بناء پر انسان اپنے قول وعمل اور اعتقاد میں قوتِ غصبیہ اور شان کا ملکہ

اعتدال پراپنے ادراک کے اعتدال کو آسانی سے غالب اورنگران بنالے اور دوسروں پراثر انداز ہو کران میں بھی اخلاق مرضیہ کا ملکہ پیدا کردے تو اس کوخلق مجسم کہتے ہیں اور اگریہ مرتبہ غیر محد دد ادراک سے مادراء ہو جائے تو اس کو "خلق عظیم " فضل عظیم اور کو ژبلیے تاموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل ہیے کہ انسان کی قوت مدر کہ ،غصب پر اورشہوانیہ میں افراط، تفریط اور اعتدال تینوں مراتب موجود ہیں۔(ا) , قوت مدركه: میں افراط بیہ ہے کہ انسان لالیتن یا غیر ممکن الحصول امور کی معرفت کے درپے ہو جائے اور بیاس کا مشغلہ اور ملکہ بن جائے جس کوعربی میں جرابزہ کہتے ہیں اور اس قوت کی تفریط بیر ہے کہ انسان قابل ادراک اشیاء کے ادراک سے قاصر ہوجائے اور بیقصوراس کا الحديقة جءا ص ٢٢٢

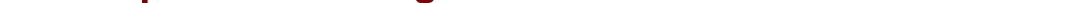




جائے اور بیہ اس کا ملکہ قرار پائے۔اس کیفیت کو عربی میں شرہ (مفاد پرست لا کچی) کہتے ہیں اور اس قوت میں تفریط ہیہ ہے کہ انسان جائز اور مناسب خواہشات کو پورا کرنے سے بھی قاصرر ہے جس کو عربی میں خمود کہتے ہیں لیعنی بے حس ہوجاتا۔ ۔ قوت شہوانیکا اعتدال ہے ہے کہ انسانی مرقت اور شرعی طور پر قابل خواہش امور کو حاصل کرنے کاانسان میں ملکہ پیدا ہوجائے۔ جس کوعفت کہتے ہیں۔(ا) مذكوره بحث ي معلوم مواكرةوت مدرك كمال حكمت ب اورقوت غصبيه كاكمال شجاعت ہے جبکہ شہوانیہ کا کمال عفت ہے کیونکہ ان میں سے ہرایک اپن اپن قوت کا نقطہ اعتدال ہے جب بیتنوں کمالات آپس میں مجتمع اور مربوط ہوجا ئیں تو اس سے اخلاق حسنہ الحديقة جا م ٢٢

مقالات مفتری اعظم ۲۸ ۲۸ معتری الدوم بزاروی بیدا موت بنی اوران کرار تباط میں اگر حکمت کوشجاعت اور عفت پر غلبه اور حکم ابنی حاصل موجائے یعنی قول وعمل اوراعتقادیات کے میدان میں ان کی ہرا جتما می حکت میں حکمت کو حکر انی اور حکم انی حاصل رے اور یہ کیفیت اخلاق رذیلہ کوختم کر کے رسوخ اختیار کر لیو حکر انی اور حکم انی حاصل رے اور یہ کیفیت اخلاق رذیلہ کوختم کر کے رسوخ اختیار کر لیو اس کیفیت را بخد کانا مخلق بختم ہے۔ کیونکہ اس مرحلہ میں انسان اخلاق رذیلہ ے خالی ہوکر اخلاق مرضیہ سے مزین ، موجاتا ہے اور بلا تکلقف وہ اخلاق حسنہ پر حاوی ، موکر ان کا منبع بن اخلاق مرضیہ سے مزین ، موجاتا ہے اور بلا تکلقف وہ اخلاق حسنہ پر حاوی ، موکر ان کا منبع بن اخلاق مرضیہ سے مزین ، موجاتا ہے اور بلا تکلقف وہ اخلاق حسنہ پر حاوی ، موکر ان کا منبع بن اخلاق کی مناء پر ان کا ایک دوسر پر چمل بالا شتقاق کی ، بجائے ذیلہ عدل کی طرح حمل انداز ، موکر ان کا ایک دوسر پر چمل بالا شقاق کی ، بجائے زیلہ عدل کی طرح حمل انداز ، موکر ان کا کیک دوسر پر چمل بالا شقاق کی ، بجائے زیلہ مرتبہ دوسروں پر اثر انداز ، موکر ان کا ایک دوسر پر چمل بالا شقاق کی ، بجائے زیلہ عدل کی طرح حمل میں اخلاق کا مربی ، موجاتا ہے اور بون خاتا ہے اور ان کے لیے قول وعمل اور اعتقادات میں اخلاق کا مربی ، موجاتا ہے ان کا مونہ بن جاتا ہے۔ دخلق کی طرح مل میں اخلاق کا مربی ، موجاتا ہے انسانی کا جامع ہوں جاتا ہے۔ دیوں پر اثر

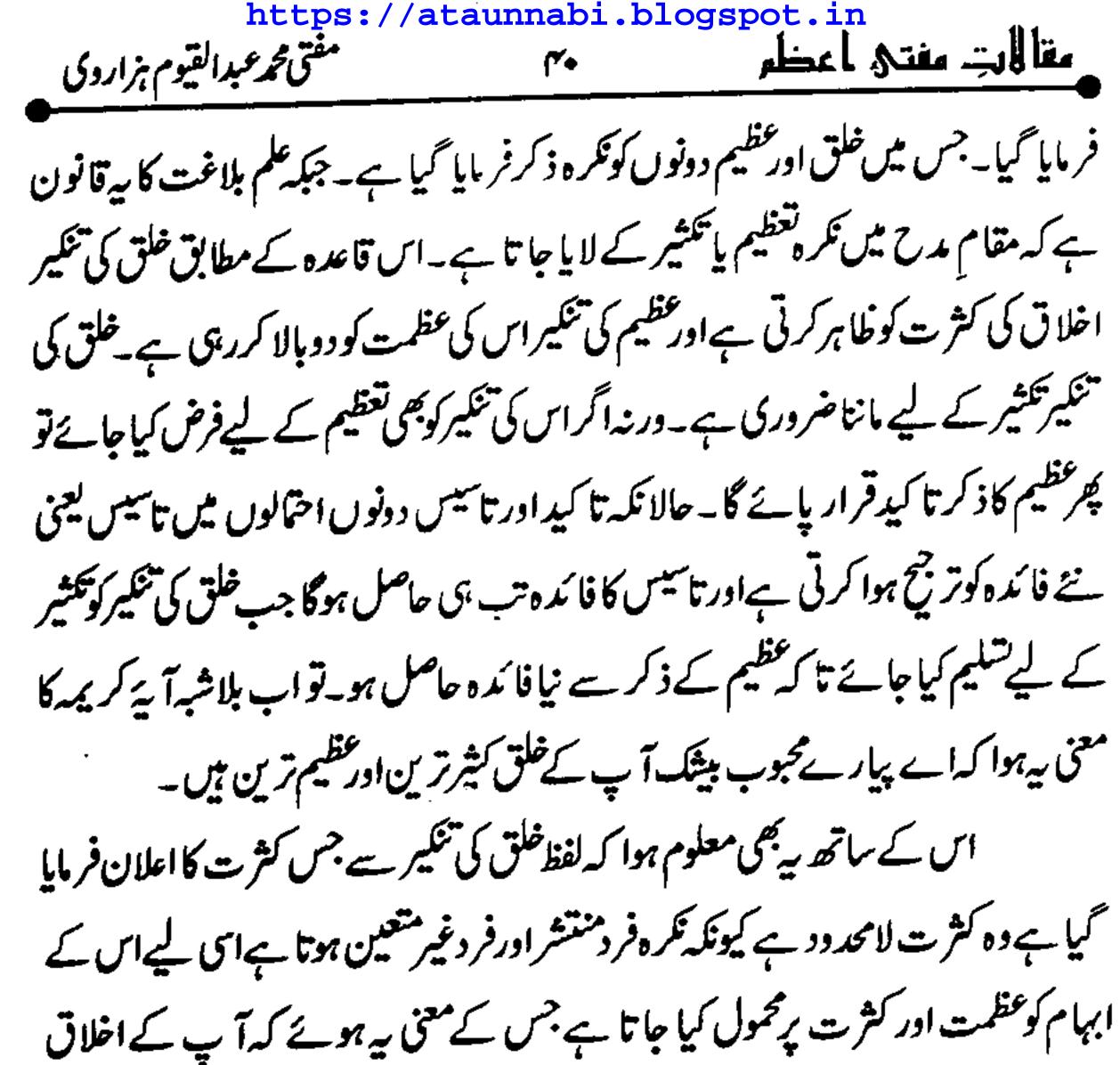
سہرا با ندھا جاتا ہے اور اس پایہ کی شخصیت کے سامنے حکمت نظریہ اورعملیہ کے تمام فنون دست سوال پھیلاتے ہیں۔ یہی مردِ کامل اپنے خلق مجسم سے کسی معاشرے کی راہنمائی کرتے ہوئے اس کو ضلالت و گمراہی سے نجات دیتا ہے اور اس کو بام عروج تک پہنچا تا ہے ۔ یہی وہ انفرادی مرتبہ ہے جس کے حامل کونبی اور رسول کے معظم لقب سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مگر بیہ یادر ہے کہ خلق مجسم کا بیہ مرتبہ اپنی تمام تر وسعتوں اور جملہ کمالات کے باجود ادراک سے مادراءحدود سے پرےاور کنتی کے اضعاف سے خارج نہیں ہے کیونکہ اُبھی تک بیر سر تبہ ایسا ہے کہ اس میں ذات اور خلق دونوں مساوی ہیں اور دونوں میں مفہوم اور صدق کے کحاظ سے مساوات قائم ہے۔ جبکہ فی الواقع اخلاق کا ایک ایسا منشاء بھی موجود ہے جس سے ظہور پذیر ہونے والے اخلاق کثرت وتعداد کے اعتبار سے بے حدوحساب میں اورعظمت و کیفیت کے لحاظ



https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظم ۳٩ 👘 سے ادراک عقل سے ماوراء ہیں ۔ گمراس کے باوجودوہ ذات اور منشاءان غیر محدوداخلاق پر غالب ہے اورلامحد ود ہونے کے باوجود میہ اخلاق اس ذات کے مقابلہ میں مغلوب ہیں۔ حد توبیہ ہے کہ وہ ذات مالک اوراخلاق اس کے ملوک ہیں، بیآ قابے اوراخلاق اس کے غلام ہیں۔کا رُنات میں اس واحد مرتبہ اور مقام پر جومنفر دشخصیت فائز ہےاس کا نام تامی محمہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بیہ وہی نبی الانبیاء اور سید الرسل ہیں جن کو اللہ تعالٰی نے " اِنْکَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيم " كَخطاب _ مُخاطب فرمايا - -اس آیہ کریمہ می **خلق مجسم جوانب**اء میں سے ہرایک کالقب ہے اور خلق عظیم جو صرف سيدالانبياء كاخاصه ب- مي تين طرح يے فرق كودا صح كيا-پہلا بیر کہ خلق مجسم میں اخلاق کی کثرت قابل تحدید ہے جبکہ خلق عظیم میں اخلاق کی *ک*ثرت لامحدود ہے۔ دوسرا بیہ کہ خلق مجسم میں اخلاق کی عظمت احاطہ ادراک میں ^نے جبکہ خلق عظیم میں اخلاق کی عظمت ادراک سے ماوراء ہے۔ تیسرافرق بیہ ہے کہ خلق مجسم میں اخلاق كاابيخ موصوف سيخلق اتصافى بي جبكه خلق عظيم ميں اخلاق كااپنے منشاء سي تعلق

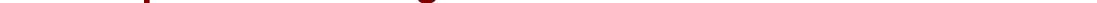
انتزاع ہے۔ " إِنْكَ لَعَلْمَ خُلُقٍ عَظِيمُ " آبد كريمه كاندازِبان يرغوركاجات تويد فرق خود بخو د واضح ہوجاتا ہے۔خلق عظیم کی خصوصیات اوراس کی اہمیت کا انداز ہ اس بات ے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چارتا کیدیں ذکر فرمانے کے بعد خلق عظیم کا اعلان فرمایا ہے۔ پہلی تا کید حرف ان سے، دوسری لام تا کید سے، تیسری تا کید اِنَّ اور لام کے در میان قسم مقدّ رہے اور چو تھی تا کید جملہ اسمیہ کے ذکر نے جو دوام اور استمرار کو چاہتا ہے۔ چنانچ منسرین نے اس آیر کریہ کا ترجمہ یوں فرمایا" اِنْکَ یا مسحسمَد واللّٰہ لعلٰی خسلق عظیم " (۱) ان تا کیروں کے بعد خلق عظیم کے الفاظ سے اس اہم عہدہ کا اعلان

امام عبدالغني تابلسي الحديقة الندبيه جاص المهم _1



کثر ت تعداد کے لحاظ سے بحد و بے حساب ہیں۔ چنا نچ اخلاق کی کثر ت کی لامحد ود یت کوا مام فخر الدین رازی نے واضح کرتے مو نے فرمای: "انا اعطیناک الکوٹو " میں بھی کوثر سے مراد آپ کے اخلاق ہیں (1)۔ اور کوثر کامعنی آپ نے سر بیان فرمای: "الکوٹو الشی الکثیر کثو ق مفوطة "لینی کوثر اس کثر ت کوکہا جاتا ہے جو حد سے باہر ہو۔ حضر ت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عند نے کوثر کامعنی یوں فرمای: "الکوٹ و هو السخیہ و الکثیہ و " (۲) لینی انتہائی کثر ت کوکوثر سے تعمیر کیا جاتا ہے۔ اس طر ت "ان اعطیناک الکوٹو "کامعنی یہ ہوا کہ ہم نے آپ کوکثر ت کے لحاظ سے بے دو حماب احسین کی الکوٹو "کامعنی یہ ہوا کہ ہم نے آپ کوکثر ت کے لحاظ سے بے دو حماب ا

تغسيرا بن عباس سورة الكوثرص ٢٩٧ _۲



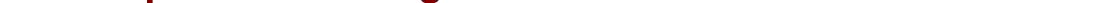
https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 11 اخلاق عطافر مائے۔ یوں خلق عظیم میں بیان کردہ کثرت بے حدو حساب کو ''انسا اعطینا ک الكوثر "مؤيد فرماديا_ دوسرا فرق ، لیعنی آپ کے اخلاق کی عظمت کا ادراک عقل سے مادرا ہونا بھی" عظیم" کے لفظ سے داختے ہے کیونکہ ظیم کامتنی ہی ہی ہے کہ دہ چیز احاطہ دا دراک حسی یا ادراک عقل سے باہر ہو۔ ای لیے اللہ تعالیٰ نے متاع دنیا کولیل فرمایا کیونکہ وہ حیطۂ ادراک ے ادرا پ کے اخلاق کوظیم فرمایا۔ کیونکہ وہ حیطۂ ادراک میں نہیں ہیں۔ چنانچی عبرالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: · عظیم آنست که از حیطه ادراک بیرون با شد اگر محسوس با شد از حیطه ادراک باصرہ ہیروں بود داگر معقول است ادراک عقل بدان محیط نتو اں شدہ ، دے تعالیٰ خلق آنخضرت صلى الله عليه دسم راعظيم خواند وفضلے كه اوداد عظيم كفية أحاط عقل از ادراك بنة تقاصر باشد-"(١)

لیعن عظیم وہ چیز ہوتی ہے جوادراک سے باہر ہواگر وہ حسی ہوتو ادراک بھر سے اور عقلى موتوادراك عقل ي بام موكى - جب التدتعالى في خصور عليه الصلوة والسلام كاخلاق ادران کوعطا کردہ فضیلت کوظیم کہاہے،تواب اس کی حقیقت کے ادراک سے عقل قاصر ہوگی۔ علامه عبدالغنى تابلسي رحمة التدعليه اورعلامة مسطلاني رحمة التدعليه في صحى اس مقام يريمي فرمايا ب: " لـما اجتـمـع فيه صلى الله عليه وسلم من خصال الكمال ما لا يحيط به حد ولا يحصر عد الني الله تعالى عليه في كتَّابه الكريم فقال انك لعلى خلق عظيم. "(٢) مدارج، ج۲، مس۳۳ _1 الحريقة الندية ،ج ا،م ٢٢٧، زرقاني شرح مواجب،ج ٢٨، ٢٨٢ _٢

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مفتى اعظم مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى ۴۲ (حضور عليه الصلوة والسلام ميں بے حداور بے حساب كمالات وخصال جمع ہيں۔ اس لي الله تعالى في ان كي تعريف خلق عظيم سي فرمائي) خلق عظیم کی کمیت اور کیفیت کے غیر محدود ہونے پر حدیث شریف بھی دال السقسر آن " كد صور عليه الصلوة والسلام كاخلق قرآن ب، جس كاايك معنى بير ب كدجس طرح قرآن کے معانی اور مطالب ادراک کے لحاظ سے غیر محدود ہیں، اسی طرح آ پ کے اخلاق بھی ادراک سے مادرا ہیں۔ چنانچہ علامہ تابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف کے حوالے سے لکھاہے: " كسما ان معانى القرآن لاتناهى فكذالك اوصافه الجميلة الدالة على خلقه العظيم لا تتناهى "

اور پھرآ گے فرمایا:

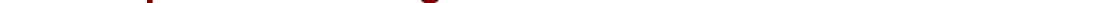
" فاذا التعرض لحصر جذيات اخلاقه الحميدة صلى الله عليه وسلم تعرض لما ليس من مقدور الانسان. "(١) (لینی کان خلقہ القرآن کا مطلب ہی ہے کہ جس طرح قرآن کے معانی ومطالب غير محدود بي اس طرح آب ڪاخلاق بھي غير محدود بي _) چنانچہ آپ کے اخلاق حمیدہ کے جزئیات کا احاطہ کرنا انسان کی قدرت سے خارج ب- علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق جمیلہ کی غیر محدوديت كويوں بيان فرمايا: " انَّ من معجز انك العجز من وصفك اذ لا بحده الاحصاء كيف يستوعت الكلام سجاياك و هل تنزح البحار الدلاء. "(٢) حد يقه، ج، ص۳۳_ زرقاني شرح مواجب، ج، ص۲۸۵ _1 قصيده برده شريف ،علامه بوصير گ _r

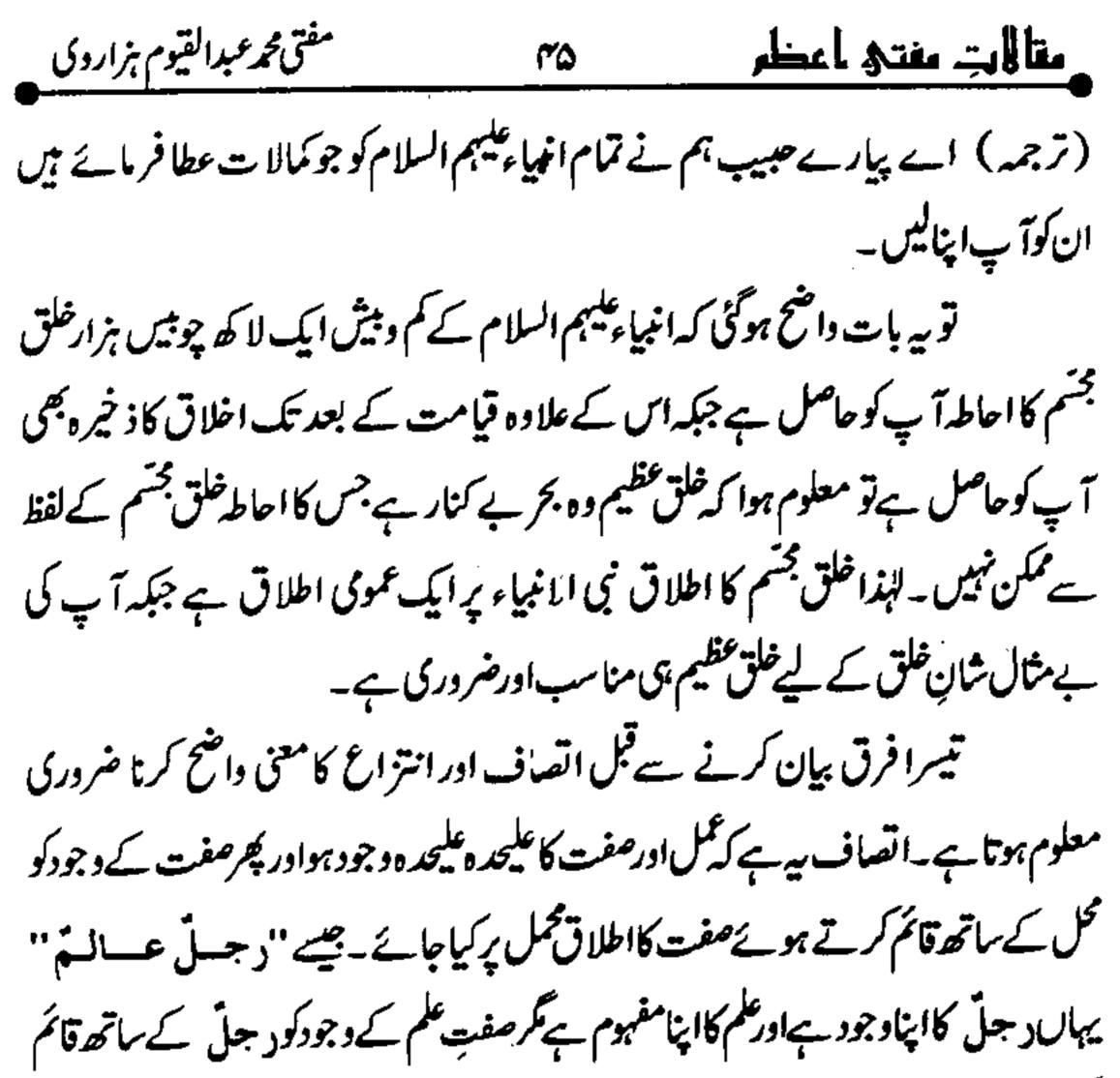


مقالات https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مفتری القوم ہزاروی (آپ کے اوصاف کے احاطہ سے بحز بھی آپ کا معجزہ ہے کیونکہ وہ کنتی اور شار سے باہر ہیں جس طرح سمندر کے کنارے کوڈول سے خالی ہیں کیا جاسکتا یوں ہی کوئی کلام آپ کے کمالات کا احاطہ بیں کرسکتا۔) علامہ ستّد احمد عابدین نے اس حقیقت کوان الفاظ ے بیان فرمایا: " لو بالغ الاولون والآخرون في احصاء مناقبه و خصائصه لعجزوا جميعا . " اور پم فرمايا"ما مشل من اراء اخصاء خصائله الا كمثل انسان مديده ليتناول الثريا بها فبالغ واكثر ان تحيط بوصفه. و اين الثريا من يد المتناول. "(ا) لیعنی اگراول و آخرتمام لوگ حضور علیہ الصلو ۃ والسلام کے مناقب اور خصائص کوجمع کرنا شروع کریں تو وہ سب عاجز ہوجا ئیں گے آپ کے خصائل کا احاطہ ایسے ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص اپنا ہاتھ ثریا کو پکڑنے کے لیے بڑھائے کثرت سے مبالغہ کرنے کے باوجود آپ کے اوصاف کمالیہ کا احاطہ مشکل ہے۔ ٹریا تک ہاتھ کیے پہنچ سکتا ہے۔

صاحب عوارف المعارف نے حضرت ام المومنين رضي الله عنہا کے قول "کے ان خسلقیه المقرآن" کی ایک ایس تقریر فرمائی ہے جس میں حضور علیہ السلام کے اخلاق جلیلہ، کمیت اورعظمت دونوں لحاظ سے غیر محد د داور ادراک سے ماوراء ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ آب نے فرمایا: "دورنيست كه قول عائشه رضى الله عنها ، كان خلقه القرآن دران رمزے غامض و ایمائے خفی بسوئے اخلاق ربّانیه باشد ."(۲) جس كى علامة الملسى رحمة الله عليه في تشريح يو فرمائى: بحواله جوابرالبحار، ج٣، ص٠٣٥، يوسف نيهاني _ _1 بحواليهدارج، ج٢، ص٢٣_عوارف المعارف اردد، ص٢٨٣ _1

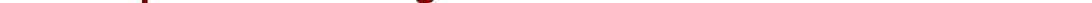
A STATE OF A





کرتے ہوئے "رنجل عالم" کہاجاتا ہے۔ اس کے اتصاف میں صفت کا کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے اپناو جود مغہوم متعین ہے اس کے متعین مفہوم میں کمی وہیشتی متصور نہیں۔ انتزاع میہ ہے کہ دواقع میں صرف محل اور منشاء کا وجود ہوتا ہے اور یہاں صفت کا اپنا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اخذ کرنے والا اس منشاء اور کل سے صفت کو اخذ کر لے تو صفت کا وجود اعتبار ہی قرار پاتا ہے۔ جبکہ دواقع میں میہ وجود نہیں ہوتا، بلکہ دواقع میں اس صفت کا وجود اعتبار ہی قرار پاتا ہے۔ جبکہ دواقع میں میہ وجود نہیں ہوتا، بلکہ دواقع میں اس صفت کے وجود کے لیے اس کے منشاء کے وجود کو بی کا فی سمجھا جاتا ہے۔ جیسے آسان کے ایر فوقیت کا کوئی اپنا وجود کے لیے اس کے منشاء کہ وجود کو بی کا فی سمجھا جاتا ہے۔ جیسے آسان کے اور فوقیت کا کوئی اپنا وجود نہیں ہے بلکہ اس کے وجود کے لیے دواقع میں مرف آسان کا وجود ہے اور فوقیت کا کوئی اپنا وجود نہیں ہے ملکہ اس کے وجود کہ دیکاں دائلہ یہاں دواقع میں مرف آسان کا وجود ہے اور فوقیت کا کوئی اپنا وجود نہیں ہے ملکہ اس کے وجود کے لیے داقع میں مرف آسان کا وجود ہے کا فی ہے۔ اخذ کرنے والا جب چا ہے آسان سے فوقیت کو اخذ کر اس کا وجود ہے کا فی سمجھا ہوا تا ہے۔ جیسے اس کا اس کی اس کے ایر فرد ہے م اور فوقیت کا کوئی اپنا وجود نہیں ہے ملکہ اس کے وجود کے لیے داقع میں آسان کا وجود ہی کا فی ہے۔ اخذ کرنے والا جب چا ہے آسان سے فوقیت کو اخذ کر کے اس کو وجود و سکتا ہے لہذا ان از اع میں صفت کی کیفیت اور کمیت چونکہ داقع میں متعین نہیں ہے۔ اس لیے اس میں کی

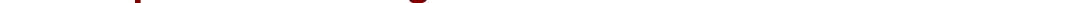
مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظم ۴۲ بیشی ممکن ہے غرضیکہ اتصاف میں صفت کامفہوم متعین ہونے کی بناء پراس میں کمی وبیشی ممکن نہیں جب کہانتزاع میں صفت کا وجود متعین نہ ہونے کی بناء پراس میں کمی دہیشتی ممکن ہے بلکہ اس کی کیفیت اور کمیت کالعین اخذ کرنے دالے پر موقوف ہے دہ جس استعداد سے اخذ کرے گا بیصفت کیفیت و کمیت کے لحاظ سے اس ثنان سے وجود میں آئے گی۔ اس وضاحت کے بعد بیمعلوم ہو سکے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اور خلق عظیم میں کون ساتعلق ہے۔ آیئ کریمہ "انک **لعلی خلق عظیم "سے واضح ہوتا** ے *کہ ب*یعلق اتصافی نہیں ہے بلکہ انتزاعی ہے کیونکہ قرآن پاک نے اس تعلق کو لفظ "علی" ہے تعبیر کیا ہے جبکہ عربی زبان میں لفظ"علی" کی پیخصوصیت ہے کہ وہ اپنے ماقبل کا اینے مابعد پراستعلاء خلام کرتا ہے۔ اس لیے آپیکر یمہ کامعنی یہ دوگا۔اے پیارے صبیب علیہ الصلوة والسلام آ پ خلق عظیم پر غالب اور مستعل ہیں گویا آ پ کے مغائر خلق کا کوئی وجود ہیں ہے بلکہ آپ کا وجود ہی خلق کے وجود کے لیے کافی ہے آپ ہی خلق کے مالک اور منشاء ہیں۔ آپ جب چاہیں جیسے چاہیں اور جتنا چاہیں اپنے بحراخلاق میں سے کی کو ستفیض فرمائیں اور یوں ہی آپ سے اخذ کرنے والاجب پاہے جتنا جاہے اس کواس وقت اتنے اورا کیے ہی اخلاقِ حسنہ میتر ہوں گے ۔گویا اخذ کرنے والے کی استعداد واستطاعت پر موقوف ہے کہ وہ س قدراخذ کر سکتا ہے۔منتاء کامل ہےاور پوری آب د تاب سے موجود ہے۔ چنانچہ علامہ نابلسی دغیرہ نے اس آیت کریمہ کی تغییر میں فرمایا 'لمعیلسی خسلق عظيم" "ام مستعل عليه مالک له لا هو مانک " لک . (ا) پر فرايا " هذا غاية الكمال ان يملك المقامات و يكون فيها على حسب ما يريد "_ (۲) کہ آپ خلق عظیم پر غالب اور اس کے مالک ہیں۔ اخلاق آپ پر غالب یا مالک نہیں ہیں۔ یہی انتہائی کمال ہے کہ آپ تمام مقامات کے مالک ہو گئے اور اپنی مرض ا_زرقانی،شرح مواجب،ج۳، ص۲۸۳_ ۲_ الحديقة، ج ا، ص ٢٣٣



مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم ۴Z شيخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ عليہ نے فرمايا: ·· حقيقت آنست كه بيج فهم وبيج قياس بحقيقت مقام آنخضرت دكهنه حال عظيم _ چنانچه ست نرسد و محکس اوراچنا نکه او ست جز خد انشاء سد."(۱) ليعنى حقيقت ميس كوئى فبهم وادراك حضور عليه الصلوة والسلام كمقام كى كهنه تك نہیں پہنچ سکتا۔ جیسے آپ ہیں ایسے آپ کو کی نے نہ پہچانا۔ جب بيمعلوم ہوا کہ خلق عظیم کا حضور عليہ الصلوٰۃ السلام کی ذات سے علق انتزاعی ہے تو اس سے درج ذیل امور ثابت ہوں گے۔ یہ کہ آپ کی ذات سے صرف عظیم صفات ہی منسوب ہوں گے کیونکہ _1 اننزاعیات کا وجود منشاء سے حاصل ہوتا ہے۔لہٰدا وہ جن صفات کے لیے منشاء ہے اس سے وہی صفات حاصل ہو شمیں گے۔ یہ کہ دائر ہ امکان کے ظیم ادصاف میں ہے کی کا آپ سے انتفاء ہیں ہو سکے گا۔ ۲_ کیونکہ منشاء سے انتزاعیات کا حصول تو ہوسکتا ہے گرنفی کرنے سے ان کا انتفاء نہیں ہوسکتا۔ بيركه اخلاق واعمال كى عظمت كامعيار حضور عليه الصلوة والسلام كى ذات ب_للإزا وہی اخلاق واعمال عظیم قرار یا ئیں گے جن کو آپ کی ذات سے نسبت ہوگی ورنہیں، کیونکہ انتزاعیات کا تحقق منشاء کے بغیر مکن نہیں۔ ہ کہ حضور علیہ السلوۃ والسلام کے لیے عظیم کمالات کا ثبوت کمی دلیل کامحتاج ~ نہیں۔ کیونکہ خود منشاء کا وجود ہی انتز اعمات کے وجود کے لیے دلیل ہے۔ ہیر کہ آپ کی ذات سے متعلق فضائل و کمالات کے بیان میں مبالغہ ہیں ہو سکتا _۵ کیونکہ منشاء سے متعلق انتزاعیات کی کوئی حدثہیں ہوتی کہاس سے تجاوز کا سوال *پداہو*-صلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبہ و بارك وسلم-بدارج، ج۲، **م**۳۳

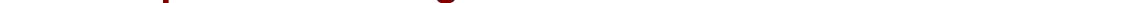
مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ أعظم ሮሌ مدرسة الرسول اوراس كے اثرات پس منظر انسان کا وجود ہر خبر و برکت اور اقبال وسعادت کی کنجی اور ہرمشکل اور ہرمسکہ کا حل ہے۔ یہی مقصود خلیق ہے اور ای کوابدی سعادت مقدّ رہے۔ مگر جب اس کی ساخت میں بچی آجاتی ہے۔اس کی تہذیب فاسد ہوجاتی ہے

اور حقیقی انسان نایاب ہونے لگتے ہیں اور بہترین انسان بنانے کا روان اکھ جاتا ہو ایے میں اللہ تعالیٰ کسی کامل انسان کولو کول کا مرتی اور معلم بنا کر بھیجتا ہے۔ لم تکن نبو ۃ قط الا کان بین یدیعا جاهلیة (۱) ہر نبی کی بعثت سے قبل جہالت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ خاتم انبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل فترت طاری تھی ، ساری دنیا میں کہیں علم کا نام دنشار اند تھا، بت پرتی ، مردار خوری ، ارتکاب فو احش کا دور تھا۔ معاشرہ صلہ رحی سے نادا تف، عارت گری اور غرور و تکبر سے لبریز تھا، کمزوریوں کی پامالی اور ان کو میں تقار ہوتا ہے۔ موانات کے مرتبہ پر دکھنا فخر قرار دیا جاتا تھا، خصوصاً خطہ عرب ہزاروں برسوں کی فترت کا موت قرار دیا جاتا تھا۔ موت قرار دیا جاتا تھا۔



مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ باعظم ۴٩ اذ قبالوا البلهم ان كبان هيذا هبو البحق فامطر علينا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب اليم. (١) کفار مکہ کہہ رہے تھے اگریمی (کلمہ خیر) حق ہے ۔تو پھر جمیں عذاب کی موت بہتر ہے۔ مدرسه کی ضرورت: اللہ تعالی جو خالق حقیقی اور کا نئات کا منتظم اعلیٰ ہے، کی عادتِ کریمہ ہے کہ اند جرے کے بعد اجالا لاتا ہے، رات کے بعد دن، خزاں کے بعد بہار، باطل کے اند هیروں کے بعد حق کی شمع کوروثن فرماتا ہے اور خبیث کو طیب سے ضرور جدا کرتا ہے۔ اس لیے اس نے اپنے فضل وکرم سے ایک نور پیدا فرمایا ۔ ایک روشن دلیل عطا فرمائی جو اند چیروں کواجا لے سے بدل د ےاور کفر کی ظلمتوں پر نو ہِ ہدایت کوغالب کر دے۔ لَـمُ يَـكُنِ الَّذِيُنَ كَفَرُوًا مِنُ اَهُلِ الْكِتَابِ وَالْمُشُرِكِيُنَ مُنْفَكِّيُنَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَة رَسُولٌ مِنَ اللهِ. (٢) کفاراس وقت تک بازنہیں آئیں گے جب تک رسول اللہ کی شکل میں ایک واضح دلیل نہیں آئے گی۔ جب رسول التد صلى التدعليه وسلم تشريف لائے تو آپ نے اردگرد کے ماحول کا جائزه ليا، دوردراز سفركر في كامشامده فرمايا تو مرطرف كفرد عصيان بن نظر آيا: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتُ أَيْدِى النَّاس. (٣) ہرطرف بحروبر میں فساد ہریا ہے۔ الانغال:۳۲ _1 البتية: ا _۲ الروم: ٢٩ _٣

مقالات مفتى اعظم مفتى محمد عبدالقيوم بزاروي ۵. تو آب نے دین فن کودوبارہ بحال کرنے، اس کی فزال کو بہار میں بدلنے، اس کی بجھی ہوئی شمع کو دوبارہ روٹن کرنے کاعمل شروع کیا،تو سب سے پہلے آپ نے مردم سازی ے کام کی ابتداء کی کیونکہ کوئی دین بھی افراد کی مساعی ان کے عزم واستقلال اورایٹار قربانی کے بغیر کامیابی کی منزل کوہیں پاسکتا، اس لیے تمام انبیاء کو یمی مردم سازی کا کام کرتا پڑا۔ مشكلات: کیکن خاتم انبین صلی اللہ علیہ وسلم کو بیرکام اس سطح سے شروع کرنا پڑا جہاں سے کسی دوسرے نبی کوہیں کرتا پڑا۔اس لیے کہ عام طور پر دیگر انبیاء علیہم السلام کی قوموں کی معاشرتی سطح آتی پست اورگری ہوئی نہ تھی جتنی کہ عرب جاہلیت کی گرچکی تھی ۔ پھر بیہ کہ دیگر انبیاء علیم السلام کے ذمہ ایک مخصوص علاقہ یا قوم کی اصلاح تھی جبکہ آپ کے ذمہ تمام قوموں،علاقوں اور قیامت تک کی جہالتوں کا مقابلہ تھا۔ کیونکہ نبوت ختم ہونے کے سب آپآخری نبی تھے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنُ رِجَالِكُمُ وَلَكِنُ رُسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النبيينَ. اور پھر نبوت بھی آفاقی اور عالمی وَ مَا أَرْسَلُنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ. (الانجاء: ٢٠) وَ مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَةً تِّلنَّاسِ. (سبا: ٢٨) للبذا آب كى تعليم وتحريك بھى آ فاقى اور عالمى قرار دى گئى جبكہ سابق انبياء عليهم السلام کی تعلیم وتربیت محدود وقت کے لیے ہونے کے باوجود تحریفات سے نہ پنج کمی، کیونکہ سمى بھى تحريك دىغلىم برخار جى عوامل يا داخلى انتشارا ثرا نداز ہو كرا سے ختم يا كمز دركر ديتے میں اور انقلاب زمان و مکان اور تبدیلی اقوام کی بناء پر دین یا تعلیم وتربیت میں تحریفات کا

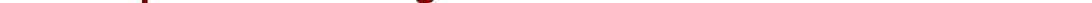


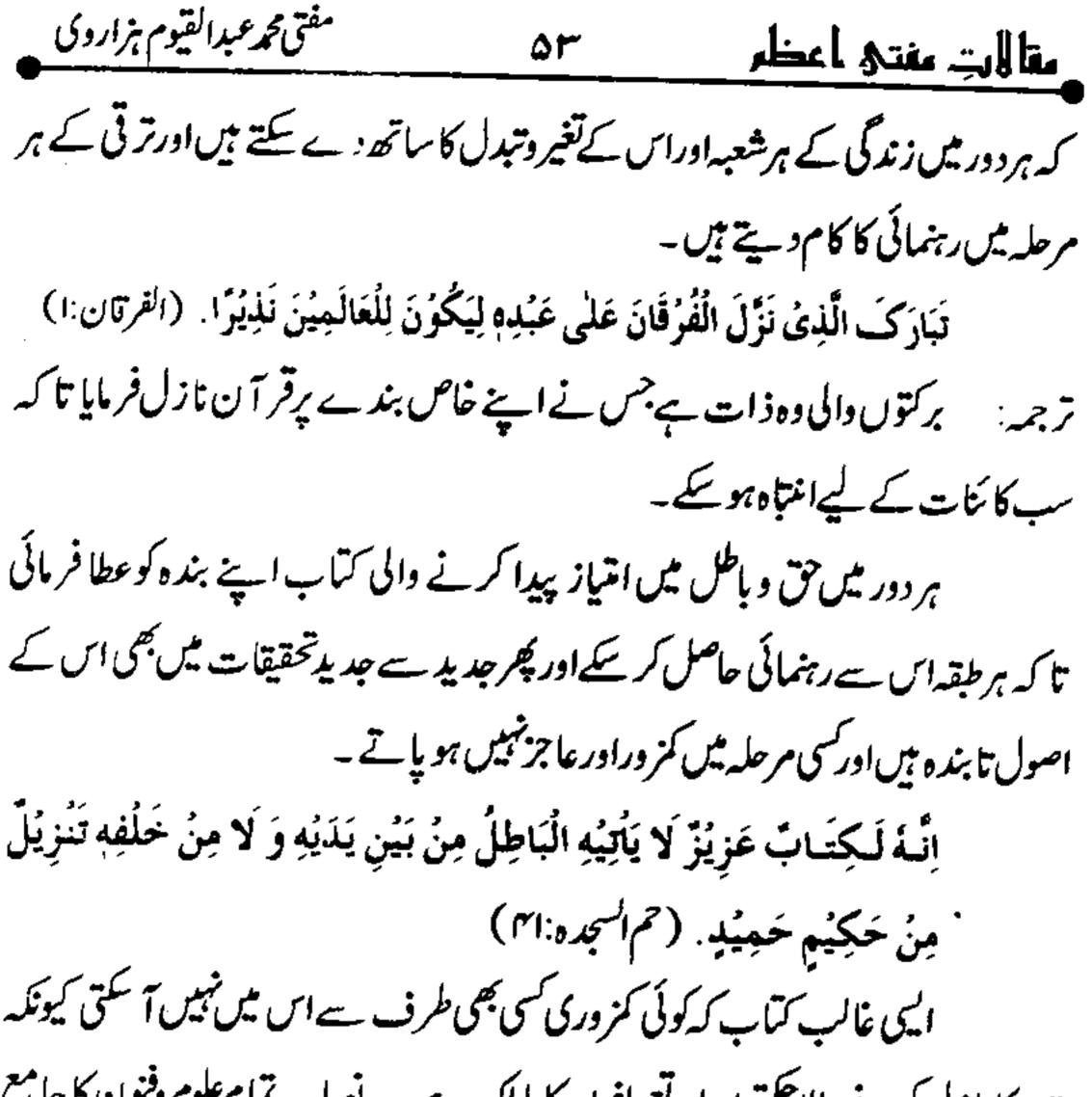
مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى متالات منتئ اعظم 01 پداہوناایک تاریخی حقیقت ہے۔ خطاب آخری ہو، اس کی اشاعت آ فاقی اور عالمی مطلوب ہو، زمانہ وہ کہ اس میں نہ صحافت کا تصور ہے اور نہ ہی برقی اور ایٹمی قوت انسان کے قابو میں ہے اور نہ ہی آ واز بھیلانے اور بلند کرنے دالے آلات کا دجود ہے۔اب امکان ہے تو صرف شخصیات کے تعادن کا ،مگرموجودہ شخصیات کاعالم سیہ ہے کہ دہ: كَالأنعام بَلُ هُمُ أَضَلٌ. (الا / اف: ١٥٩) حیوانات سے بھی گئے گزرے تھے۔ سَوَاءً عَلَيُهِمُ أَأَنُدَرْتَهُمُ اَمُ لَمُ تُنُذِرُهُمُ لَا يُؤْمِنُونَ. خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمُ وَعَلَى سَمْعِهِمُ وَعَلَى أَبْصَارِهِمُ غِشَاوَةً. (بقرة: ٢) غرضيكه زين سنك لاخ ب، اس ميں ايس سرا بہار درخت كى تخم ريزى جس كى جزیں تحت المڑی سے گہری اور اس کے نتنے کی بلندی آسانوں سے ماوراء، جس کی شاخوں کا پھیلا واطراف عالم میں ہواور مضبوط اور تناور ایسا ہو کہ ہر شم کے طوفان اور آند حیوں میں بھی خم آورنہ ہو، بیکام ممکنات عاد بید میں سے ہیں ہے۔ كَلِمَةٌ طَيّبَةٌ كَشَجَرَةٍ طَيّبَةٍ أَصُلُهَا لَابِتٌ وَّ فَرُعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكْلَهَا كُلُّ حِيُنٍ بِإِذُن رَبِّهَا. (ابراہیم:۲۲) ترجمہ؛ کلمہ طبیبہ کی مثال ایسے درخت کی ہے جس کی جز گہری اور ثابت اس کی شاخ آسان تك بلنداور ہر موسم میں تمرآ ورہواللہ کے سے۔ اس میں اذن رت اور اس کی ہی تھرت ضرور کی ہے جس کے حامل انبیاء کر ام علیہم السلام ہی ہو سکتے میں کہ دنیاوی وعادی اسباب معدوم ہونے کے باوجودوہ اذن رت لیحنی اپنے مشن کی صداقت اور حقانیت پر کامل یقین رکھتے ہیں اور کام کوتو کل علی اللہ کی بنیا د یرشروع کرتے ہیں۔

مفتى محمة عبدالقيوم ہزاردى ِ مقالاتِ مفتى اعظر 54 خاتم البيين صلى التدعليه وسلم كامش بحارى ب- اس ليران ك ليواذن رب بھی مخصوص ہے۔ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَ لَوُ كَرِهَ الْمُشُركُونَ. (القف: ٩) ترجمہ: تا کہ شرکین کے پندنہ کرنے کے باوجوداس کوتمام ادیان پرغالب کردے۔ وَاللَّهُ مُتِمَّ نُورٍ هِ وَ لَوُكَرِهَ الْكَافِرُونَ. (القف: ٨) التٰدايي نورکوتا مفرمائ گاخواه کافريسند نه جمي کريں۔ لہذا آپ نے مردم سازی کا کام کرنے کے لیے منصوبہ بندی فرمائی کہ درس گاہ ہوجس میں تعلیم دی جائے ، کیونکہاذن رت ہو چکا ہے۔نصاب تعلیم پہنچ چکا ہے۔مدرسہ کے اغراض دمقاصد متعین ہو چکے ہیں ^{معلّ}م کواب طلباء کی ضرورت ہے تا کہ کمی طور پرتعلیم شروع کردی جائے۔

مدرسه کے اغراض ومقاصد

اغراض ومقاصد: ایسے مثالی افراد تیار کرنا جواس علمی تحریک کے لیے سب کچھ قربان کر سکیں ، وہ ایسے پا کیزہ ہوں جن کا قول دفعل تا زک ترین مواقع پر بھی لگہیت پر بنی رہ سکےاور وہ فکری اور سملی میدانوں میں اجتہادی کارنامے سرانجام دیتے ہوئے مقاصد شرعیہ اور انسانی ضروریات میں تطبیق دے سکیں اور بالآخرا یک ایسا معاشرہ تیار کرسکیں جو قیامت تک پیدا ہونے والے ہرمثالی معاشرہ کے لیے نمونہ ثابت ہو۔ نصاب تعليم اوراس كي خصوصيات: مدرسه نبوت كانصاب كتاب الثدجس كاصول وقواعدا يسي جامع اورمضبوط بي

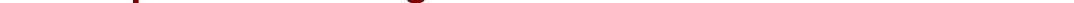




اس کا تازل کرنے والاحکمتوں اور تعریفوں کا مالک ہے۔ پی نصاب تمام علوم وفنون کا جامع ہے جس میں ہر چیز کو بیان کر دیا گیا ہے اور قیامت تک کے عجا ئبات اور کمالات اس کی تشريحات قراريا ئيں گي۔ (الانعام:٣٨) مَا فَرُطُنَا فِي الْكِتَابِ مِنُ شَيْءٍ . ہم نے کتاب میں کوئی کی نہیں چھوڑی، بلکہ ہر چیز کو بیان کر دیا ہے۔ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ . (النمل : ٩١) معلم اوراس كانعارف: عالمی اور آفاقی مدرسہ کے لیے جس معلم اور استاذ کا انتخاب کیا گیا ہے ، وہ بھی آ فاتی علوم کا حامل وہ ماہر ہے اور بے مثال خصوصیات کا جائ^ع ہے۔

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مغتى أعظر مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى 51 لَقَدُ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُوْمِنِيْنَ إِذْ بَعَبَ فِيهِمُ رَسُولاً مِنُ أَنْفُسِهِمُ يَتُلُوْا عَلَيْهِمُ إِيَاتِهِ وَيُزَكِّيُهِمُ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ. (آل عمران: ۱۲۴) ترجمہ: میں ہم نے مونین پرخصوصی احسان فرماتے ہوئے ان کواپیا معلم دیا ہے جوان ے مانوں ہو کرتعلیم دیتا ہے ان کی اخلاقی تربیت کرتا ہے اور کتاب وحکمت سکھا تاہے۔ یہ استاذ معاشرتی امور کا بھی ماہر ہے کہ معاشرہ کے لیے مفید اور اس کے لیے نقصان ده امورکوشیلی طور پرجانتا ہے۔لہذاوہ اس شعبہ میں بہترین تعلیم دیتا ہے: يَامُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيْبَاتُ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْحَبَائِثَ . (الاعراف: ١٥٧) ان کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے۔ پاک چیز وں کو حلال اور : 7.7 خبيث چيزوں كوحرام فرماتا ہے۔ معلمانه خصوصیات میں شفق ایسا کہ تمہاری معمولی سی تکلیف بھی اس پر گراں گزرتی ہے اور تمہاری جان ومال ، عزت پر نچھاور ہونے والا ہے اور انتہائی رافت ورحمت کا خوگرجس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ہے۔ عَسزِيسزَ عَلَيْسِهِ مَساعَنِتُهُ حَسرِيْصٌ عَلَيْكُمُ بِالْمُوْمِنِيْنَ دَؤُوُق رجيم. (التوبه: ١٢٨) اس کی سوچ انتہائی وسیع ہے کہ ستقبل کو بھی اسی طرح جانتا ہے جیسے ماضی ادر حال کوجانتا ہے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينُ. (الْكُورِ:٢٣) اس استاذ کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ نشان حقیقت ہے۔

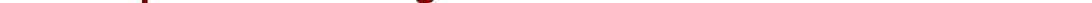
https://archive.org/details/@_____



https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتى اعظير ۵۵ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَواى . إِنْ هُوَ إِلَّا وَحَتَّى يُؤْخِي . (النَّجْم: ٣٠٣) غرضیکہ اس معلم کا ننات کوتمام خوبیوں سے آ راستہ کیا گیا ہے جس کی اتباع سے ہر می خوبی اور کمال حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمُ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسُوَةً حَسَنَةً. (الاتراب:٢١) بدريس کی ابتدا ابتداءٍ تدريس: مشکلات اور حالات ناسماز گار ہونے کے باوجود آپ نے تدریس کی ابتداء کر دی اورسب سے پہلے ان لوگوں کو علیم کے لیے متوجہ کیا جو قدرے آپ کی زندگی میں شریک یتھے یا آپ کے قریب ترین شکھ۔ چنانچہ رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہااور منفر د قريبي دوست ابوبكررضي الله عنه اور معاون خاص چچازاد بھائي على رضي الله عنه کوتعليم دي ۔ جس میں آپ کوکامیا بی ہوئی ،اس کے بعد آپ نے معاشرہ کے ضعیف اور نا تواں لوگوں کو علم کی طرف متوجہ کیا اور ان کو چلتے پھرتے دعوت علم دیتے جولوگ ان میں سے اس علمی تحریک میں شامل ہوتے، ان کو احتیاط کی تنبیہ بھی فرماتے تا کہ ان کو اپنے مقاصد میں د شوار کی پیش نہ آئے اور بیر کر یک آگے بڑھ سکے۔ تيسر ، مرحله مي آپ نے مکه کرمہ سے باہر مختلف راستوں پر آنا جانا شروح کیا جس میں مسافروں اور را ہمیروں کو دعوت علم دیتے اور ان کواس تحریک کے فوائد سے آگاہ فرماتے۔ اس مرحلہ میں بیاہم پروگرام بھی شامل تھا کہ موسم جج کے موقع پر دور دراز سے آئے ہوئے حاجیوں سے ملاقات کرنااوران کواس علم تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دینا

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مفتئ اعظم مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى 54 اوراس کا تعارف اور فائدہ بیان کرتا شامل تھا۔ جو حاجی یا مسافر آپ کی دعوت پر لیک کہہ دیتے ان کومل کے لیے ایک مختصر چارٹ بھی دیتے ادر آئندہ رابطہ قائم رکھنے کی ہدایت · فرمات اس طرح قُسَمُ فَسانَدِرُ كابتدائى مراحل طي ويتواب دوس مرحله أنْدِرُ عَشِيهُوَ تَكَ الأَقْرَبِينَ بِرآبٍ في جب مل شروع كياتواب قريش في تمام تعلقات اور ان کے تقاضوں کو لیس پشت ڈال دیا اور آپ کے شاگر دوں کے جانی دشمن بن گئے اور آپ کے خاندان کوشعب ابی طالب میں علاقہ یا بند کردیا اور تین سال کے قریب آپ کواہل خاندان سمیت محصور رکھا۔ اس کے بعد قریبی معاونین ، رفیقہ حیات اور مشفق چیا بوطالب کے فوت ہونے پرتو کھلے بندوں قریش مکہ نے غندہ گردی شروع کردی، جس کی بناء پر مجبورا بعض طلباء کو حبشه کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دینا پڑا۔ چنانچہ ابتداء میں • امردادر مورتیں مکہ سے عبشہ کو ردانہ ہو گئے۔اگر چہاہل مکہ نے ان حضرات کا تعاقب کیا مگر بیلوگ بخیریت نکل گئے۔ایک مرتبہ دھوکہ دے کران لوگوں کو مکہ دالوں نے واپس بھی بلالیا مگر دھوکہ کاعلم ہوجانے پر دوبارہ

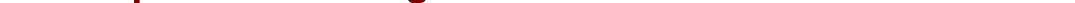
والیس جانا پڑا۔ دوسری مرتبہ مزید طلباء کوآ پ نے ہجرت کی اجازت دے دی۔ اب ہجرت کرنے والوں کی تعداد تقریباً ۹۰ ہو گئی۔ آ پ نے خود بھی منتظم اعلیٰ رتبذ والجلال سے ہجرت کی اجازت طلب فر مائی گر " لو بِتِکَ فَ اصْبِوْ " فر مایا گیا اور اجازت ند ملی ۔ چنا نچہ مکہ میں رہ کرتا مساعد حالات میں ہی کا م کرتا پڑا اور گھر پر ہی سلسلہ تعلیم جاری رکھا گیا ، خالفین کے ظلم وتشدد سے تنگ آ کر ایک دفعہ طائف کو روائلی فر مائی گر مکہ والوں نے اثر ورسوخ کی بناء پر وہاں کے لوگوں نے بھی تعاون سے انکار کر دیا بلکہ الثالذیت پہنچائی۔ آ پ اور آ پ کے خادم خاص زید بن حارثہ والی لو شخ پر مجبور ہو گئے تا ہم اس سلر میں بھی پچھ کا میا بی ہوئی کہ جاتے اور آ تے ہوئے راستہ میں لوگوں سے تعارف ہو گیا بلکہ میں بھی پچھ کا میا بی ہوئی کہ جاتے اور آ تے ہوئے راستہ میں لوگوں سے تعارف ہو گیا بلکہ ایک نصر انی آ پ کی تحریک میں شامل بھی ہو گیا جس کی وجہ سے اس کے زیر اثر لوگ بھی ہمر دہو گئے۔ (زادالمعاد، جا ہے)



https://ataunnabi.blogspot.in ۱۰ ۱۰ ۵۷ ۵۷ ۵۷ مقالات مفتى اعظم ابتدائي مقاصد مين كامياني: غرضيکه تيره سال تک آپ کوا پنامدرسه اورتعليم او پن رکھنا پڑ ی اور چل چر کرموقعه اورافراد کی مناسبت سے نظام تعلیم کوشتی انداز میں جاری رکھاجس سے آپ نے علمی تحریک کودورتک متعارف کرایا اوراب لوگوں میں اس علم تحریک کے بارے تبسرے شروع ہو گئے اور یوں مدرسہ کے ابتائی مراحل اپنے مقاصد حاصل کرتے چلے گئے ۔اب ضرورت تھی کہ ان منتشرا ثرات کوجتمع کیا جائے تا کہ اس اجتماع سے تحریک نے مرحلہ میں داخل ہو سکے۔ مرکز کی ضرورت: اس لیےاب منظم عیقی ربّ کا رُنا ت کی طرف سے ۔ نے منصوبہ پر کمل کا اشارہ مل ^سر کیا جس کی بناء پر معلم عرم ج سے موقعہ پر مختلف وفود سے ملاقات میں مستقل مدرسہ قائم کرنے کی رغبت دلاتے اور فرماتے کہ اگر آپ لوگ منظور کریں اور انتظامات کریں تو آپ

کے ہاں مستقل مدرسہ کا قیام عمل میں لایا جائے حکر کی نے اس پیشکش کو قبول نہ کیا صرف ایک مدنی دفد جو کہ ۲ را فراد پر مشتمل تھا، اس کے پاس جب منی میں آپ تشریف لے گئے، ان کواپنا اور تحریک کا تعارف کرایا تو انہوں نے تحریک علم میں شامل ہونے پر رضا مندی کا اظہار کیا حکر مدینہ میں مستقل مدرسہ کے قیام کی چیش کش پر غور اور مشورہ کی مہلت چاہتی چنانچہ ان حضر ات نے واپس مدینہ پینچ کر حاصل کر دہ تعلیم کو متعارف کرایا جس کو وہ ہاں ذمہ دارلو کوں نے پیند کیا اور انہوں نے تعلیم دینے والے استاذ محتر م کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ جس کے نتیج میں آئندہ سال ج کے موقعہ پر ایل مدینہ کا ارکنی ایک ذمہ دار دفد روانہ ہوا جن کو بیا فقدیار دیا گیا کہ دہ استاز معہود سے ملا قات کر کے مزید معلومات حاصل روانہ ہوا جن کو بیا فقدیار دیا گیا کہ دہ استاز معہود سے ملا قات کر کے مزید ملی ہیں اس کام کو آ گر مناسب سمجھ تو ان سے اسباق پڑ ھایں تا کہ داپس آ کر مدینہ میں بھی س

https://ata مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى متالات متنى blogspot ۵۸ – چنانچہ جب معلّم کا ننات نے حسب انتظار اس وفد سے ملاقات کی توبیتمام لوگ شرف یتلمذ سے مشرف ہوئے اور اس کے بعد جب استادِ محترم نے منتقل ادارہ کے قیام پر بات کی تو دفد نے نہایت شوق د ذوق کا مظاہرہ کیا اور مزید مہلت جایں تا کہ بہتر انتظامات ہو سیس تا ہم انہوں نے استادِ محترم سیر کی علم کی مزیدا شاعت کاعہد کیا۔ مدرسہ کے قیام کے متعلق آئندہ سال تفصیلات طے کرلی جائیں گی۔اس طرح بیعت عقبہاولی کے شرکاء نے واپس مدینہ پنج کرتعلیم وعلم کا کام شروع کردیا اور مختلف مقامات پر علمی مراکز (مساجد) قائم کیے۔ چنانچہ دار بنی زریق میں پہلاسنٹر قائم ہوا، جس میں با قاعدہ نصاب (قرآن) کے مطابق تعلیم شروع کردی گئی۔(زادالمعاد ۱۸۳۸) اوراس کے ساتھ مدینہ میں مستقل یو نیورٹی کے قیام پر بھی کام شروع ہو گیا، جس کے لیے ایک سمیٹی تشکیل دے دی گئی تا کہ دہ اس منصوبے کو آگے بڑھا سکے اور ضروری معاملات کو طے کرے۔ چنانچہ کمیٹی نے آبادی کے اکابرین سے رابطہ کر کے یو نیورش کی منظوری حاصل کر لی اور فیصلہ ہو گیا کہ یہاں یو نیورٹی قائم کیٰ جائے جس میں مختلف فنون کو نصابی صورت میں پڑھایا جائے اورتحریک علم کے بانی معلّم کا بنات کو یہاں تشریف لانے کی دعوت دی جائے تا کہان کی ہدایات کے مطابق جامعہ کے لیے جگہاور تعمیرات کا انتظام کیاجائے۔ ادحرمد يبنه مين زيرتعليم طلباء في حام كي استخريك كومدينه كي تمام آبادي مين چھیلا دیا تھااورلوگوں میں علمی ذوق وشوق پیدا کر کے ان میں جامع العلوم صلی اللہ علیہ وسلم کی زيارت اورديدار کې ترځ پ پيدا کردي تھي۔ جب که مکه میں علم اور جہالت کی کھلی جنگ شروع ہو چکی تھی اور اہل مکہ اپنے اقتدار کے لیے خطرہ محسوس کرر ہے تھے کیونکہ تیرہ سال سے سلگتی ہوئی علمی چنگاری زیرز مین ﷺ اپنی حرارت کو پھیلاتی رہی اوراب مختلف مقامات پر شعلوں کی شکل میں نمودار ہور ہی تھی ۔





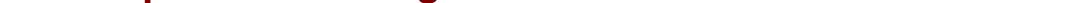
وقت تمنا کرتے تھے کہ کب مبارک ہستیوں کی زیارت نصیب ہوگی، وہ کب تشریف لا ئیں گےجن کاذ کر جارے دلوں کی راحت بن چکاہے۔ (زادالمعاد۔ ۱/۳۸) اب جب جح كاموقعه آياتو عقبه بن عامركي قيادت ميں ستر افراد كا دفد تيار ہوا جو کہ حضور علیہ السلام کومدینہ تنقل ہونے کی دعوت دے گا اور ہر متم کے تعاون کا یقین دلائے گا۔ چنانچہ بیعت عقبہ ثانیہ، کے موقع بران حضرات نے مدینہ والوں کی طرف سے دعوت دی اور ہر ممکن ہر حالات کا مقابلہ کرنے کاعدہ کیا،اس پر معلّم کا سَات نے ان میں سے بارہ حضرات كونقيب مقرر فرمايا اوران كورابطة قائم ركصنى مدايت فرمائي _ (زادالمعاد _ ١/٣٨) مدينة منوره مين مركز كاقيام: اس کے بعد انتقال مکانی کا منتظم حقیقی نے اعلان فرما دیا اور مدینہ میں نقیب

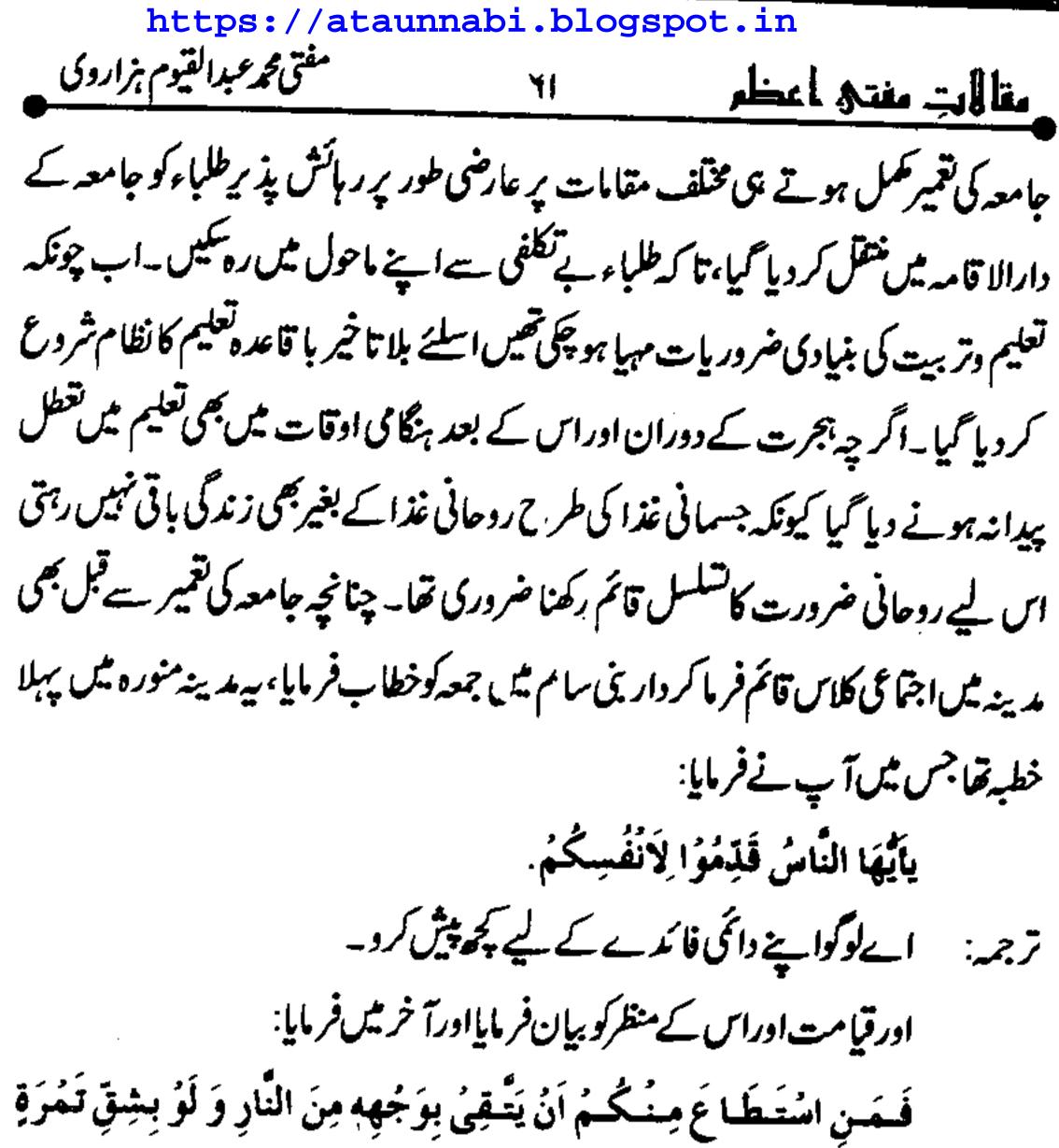
مقالات مغتى اعظم مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى ۲• حضرات کو بروگرام ۔۔۔ مطلع کر دیا گیا۔طلباءکرام کوخفیہ ہدایات دے دی گئیں ۔ جب طلباء کا انخلاء کمل ہو گیا تو خود استاذِ معظم کوچ فرما کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔اوّلاً چودہ دن قباکے مقام پر قیام فرما کرد مان مدرسه اور مسجد کی بنیا در کھی اور پھر دوسراجمعہ راستہ میں مدینہ کی آبادی میں پڑھا۔قبامیں طلباء کو پچھاسباق پڑھائے۔(زادالمعاد : •۳۷)اور ساتھ ہی مدینہ میں مستقل جامعہ کے لیے نور وفکر اور مشورے ہوتے رہے۔ مدینہ منورہ پہنچنے پر پرتیاک استقبال کیا گیا ادر آتے ہی مہاجرین طلبہ کے لیے عارضی انتظام فرمایا کہ آبادی کا ہر ذی استطاعت فردايخ جمراه مهمانوں كور كے۔

مسجد ومدرسه كالتمير

جامعه کی تعمیر:

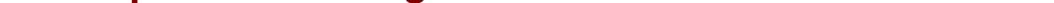
اس کے ساتھ ہی آپ نے مدرسہ کے موز وں جگہ کی تلاش میں مدیند منورہ کا دورہ فر مایا ۔ ایک جگہ پند فر مائی مالکان سے جگہ خرید نے کا فیصلہ فر مایا تو بنی نجار نے مفت جگہ دینے کی پیش کش کی مگر آپ نے قبول نہ فر مائی بلکہ جگہ خرید نے اور تغییر کے لیے اجتماعی شرکت کوتر خیح دی تا کہ عوام میں نیکی کے لیے تحریک پیدا ہو سکے چنا نچہ آپ نے اجتماعی فنڈ قائم فر مایا، جس سے جامعہ کے لیے جگہ خرید کی گئی اور پھر تغییر کا کام شروع کیا گیا تو اس میں کی عمومی شرکت کی دعوت دی جس میں ہرایک نے حصہ لیا یے حکم کا کنات اور استاذ کل نے خود بھی اپنے مبارک کندھوں پر پیشر اشائے اور تغییر کی گرانی بھی فر مائی۔ (زاد المعاد: ۱۳۹۹) لیے دارالا قامہ (صفہ) تغییر کیا گیا جس میں سینکڑوں طلبہ کے قیام کو پیش نظر رکھا گیا ۔ اب



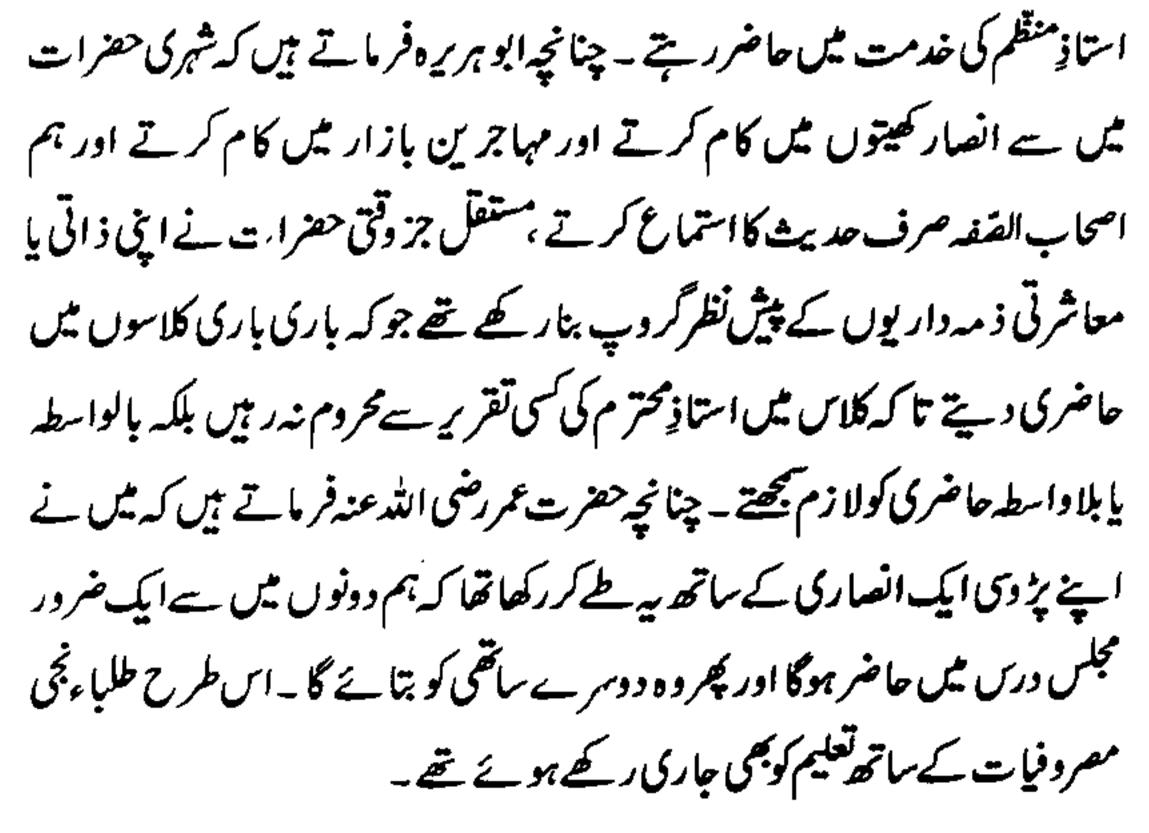


ق لَیُفَعَلُ وَ مَنُ لَمُ یَجِدُ فَبِكَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ فَالِنَّهَا تُجَزِى الْحَسَنَة بِعَشَرِ اَمُثَالِهَا. (زاد المعاد ص ٩٣، جلد ١) ترجمہ: جہنم ہے نجات کے لیے اگر چہ مجود کا کچھ حصد دے سکتے ہوتو دو، اور اگر بید نہ و سکتو پر کلم خیر سے بیہ مقصد حاصل کروکونکہ نیکی کابدلہ دس گنا ہوگا۔ سکتو پر کلم خیر سے بیہ مقصد حاصل کروکونکہ نیکی کابدلہ دس گنا ہوگا۔ اس اولین خطاب وتعلیم میں آپ نے مقتضی حال کے مطابق مالی اور اخلاق دونوں نیکیوں پر زور دیا۔ بیہ بتایا کہ مال خرچ کرنے میں خرچ کرنے والے کو فائدہ ہے اور اخلاقی محبت کا مظاہرہ خود اس کے لیے ضروری ہے۔لہٰذا مہا جرین ، مستحقین اور طلباء کے وجود کو اپنے پر یوجو کی بجائے ان کو اپنے لیے نعمت سے موجود (زاد المعاد ہے ہوں)

مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظم 42 جامعه کے طلباء: مدرسه نبوی میں یوں مرد، عورت، جوان، عمر رسیدہ اور بیخ بھی داخل تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں تابالغی کے دور میں درس نبوی میں شامل ہوااوراس دقت میرے کيآب في دعافرماني: اَللَّهُمَّ عَلِّمُهُ الْكِتَابَ. حضرت انس کوان کے والدین بچپن میں مدرسہ میں لائے تھے۔ (تر مذی ص ۵۴۵)اورجس کوحضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے دارالا قامہ میں رکھنے کی بجائے اپنے گھر میں رکھا کیونکہ وہ بچے بتھے محمود بن رہج فرماتے میں کہ چپن میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے اتنا یاد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے منہ پر کلی مبارک کا پانی ڈالا۔ (زرقانی،ج۳، م۳۳) غرضیکہ ہرعمر کے لوگ حضور کے مدرسہ میں داخل تھے، بوڑھوں کے بارے حديث مي آيا ب: قَدُ تَعَلَّمُوُ اصحاب محمد بعد كبر سنهم. ترجمہ: صحابہ کرام نے بڑھانے میں تعلیم حاصل کی۔(بخاری، جام کا) ليكن نوعيت كحاظ الصان طلباء كوتين قسمول يرمقهم كياجا سكتاب (۱) مستقل ہمہوتی۔ (۲) مستقل جزرقتی (۳) غیر مستقل جو کہ دنود کی صورت میں حاضر ہو کرعبوری دور کے لیے داخلہ لیتے جن کوضر دری بنیا دی تعلیم سے آ راستہ کر کے واپس کردیا جاتا تا کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں واپس جا کرابتدائی تعلیم دے کرلوگوں کو اس علمی تحریک سے دابستہ کریں اور ان میں علمی ذوق وشوق پیدا کرکے جامعہ تک پہنچائیں۔ کویا کہ ہرآبادی میں پرائمری مدرسہ قائم کرنے کی بیٹریک تھی جس کے نتیج میں

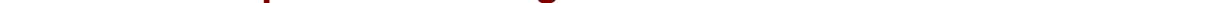


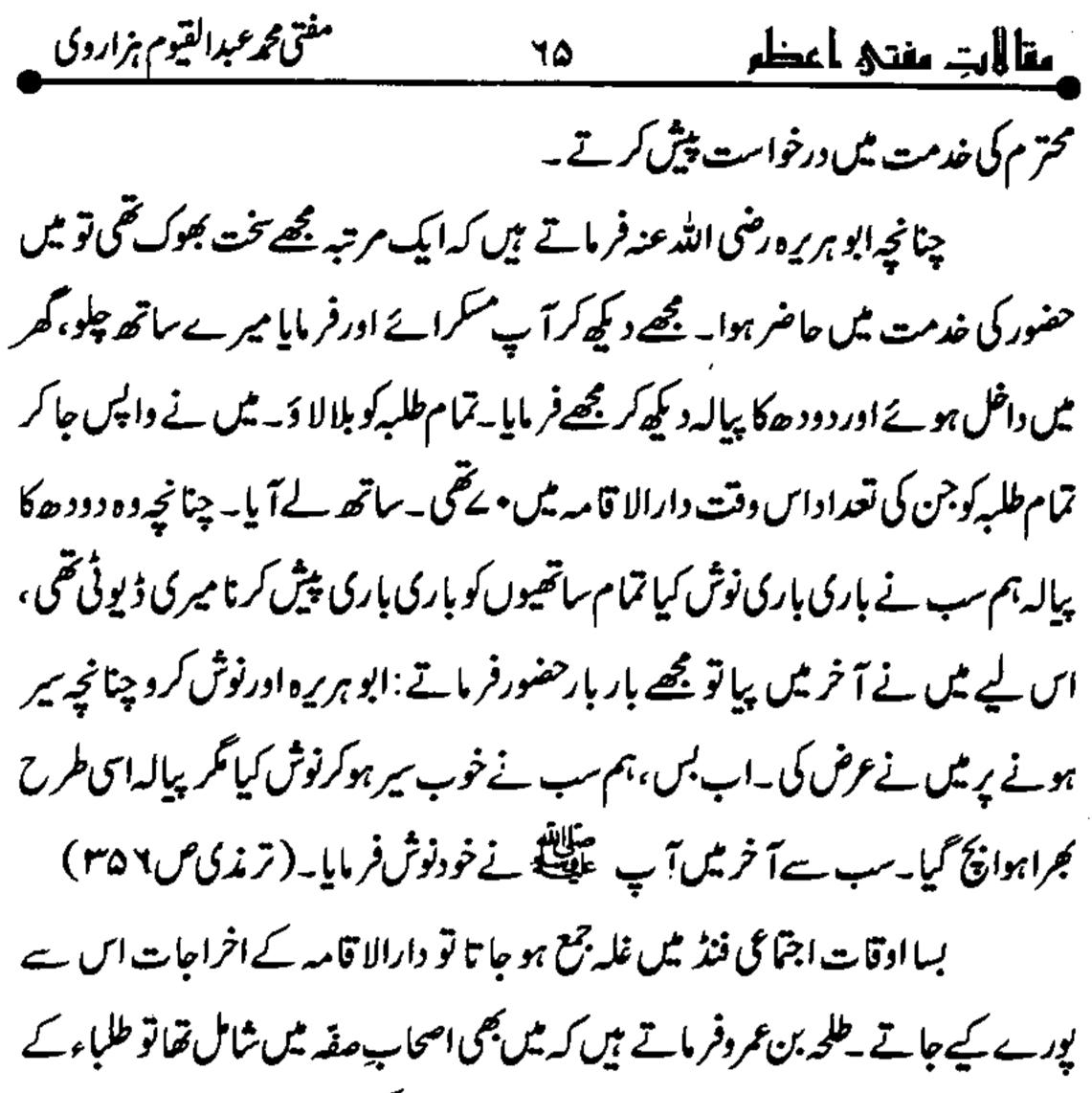
مفتى محمر عبدالقيوم ہزاردى مقالات مفتى اعظم ۳۳ 👘 لوگ ابتدائی تعلیمی مراحل اپنی آبادی اورعلاقہ میں ہی کمل کر لیتے اور فو قانی تعلیم کے لیے وہ مدینہ منورہ میں داخلہ لینے کے لیے حاضر ہوتے۔ مستفلّ طلبہ کوفراغت کے بعد مختلف شہروں میں وسطانی تعلیم کے لیے بھیجا جاتا تا کہ وہ وہاں وسطانی مدارس قائم کریں اور اعلیٰ تعلیم یا فتہ حضرات کو بڑے بڑے مراکز میں فوقاني مدارس قائم كرنے كى ہدايات دے كر بھيجاجا تا۔ اس طرح جامعہ نبويہ سے لحق بے شار براخچیں قائم ہو گئی تھیں اور اس طرح ہرطرف علمی تحریک رواں دوال اِرْجِعُوا اللي أَهْلِيُكُمُ فَعَلِّمُوهُمُ (بخارى جَامَل) ترجمه: واپس جا کرتعلیم دو۔ مستقل جز وقتی وہ شہری طلباء تھے جو تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی معاشرتی ، اقتصادى اورجى مصروفيات كوجمى يورا كرتح تتصاور مستقل ہمہ دقتى وہ مسافر طلبہ تتھے جوجامعہ کے داالا قامہ میں رہائش پذیر یتھے۔ان کا کام صرف تعلیم تھا اور ہمہ وقت



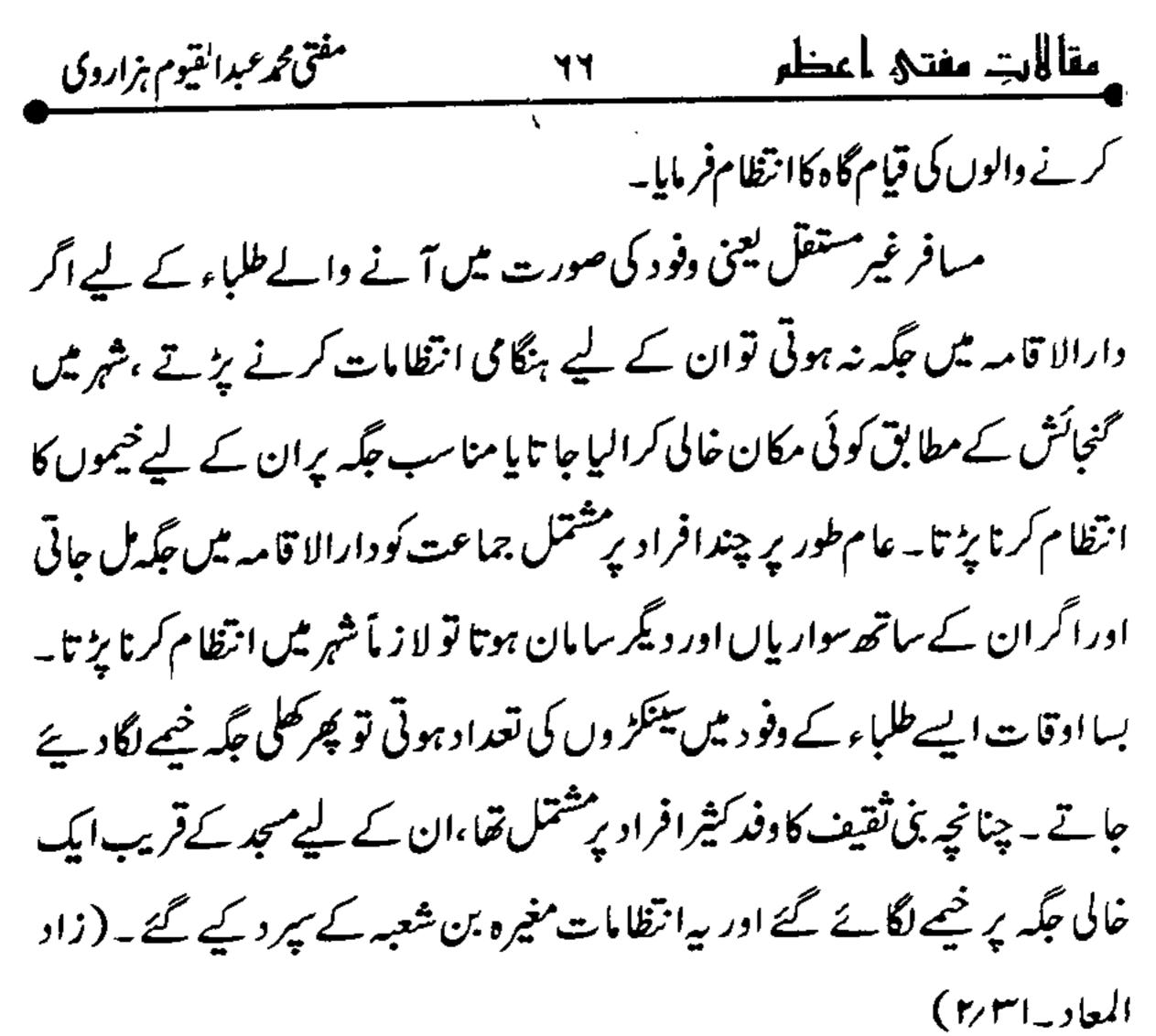
(بخاری۱۰۱۱)

مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتى اعظير - **Y**ľ جامعه يسطلباء كاقيام وطعام جامعہ نبوبیہ کے مستقل جزوقتی طلباء۔مقامی ہونے کی وجہ سے کلاسوں سے فارغ ہونے کے بعداینے اپنے گھروں کو داپس ہوجاتے تھے۔اس لیے ان کا قیام و طعام اپنے کھروں میں تھا۔لیکن مسافر طلباء کا قیام وطعام مدرسہ کے ذمہ تھا، چنانچہ ابتداءبى سيه مسافر طلبہ کے لیے جامعہ میں مستقل دارالا قامہ تعمیر کر دیا گیا تھا جو کہ "صُفّہ" کے تام سے مشہور ہے جس میں طلباء قیام پذیر ہو کر ہمہ دفت تعلیم میں مصروف ریتے ، ان کی خوراک اور لباس وغیرہ لازمی ضروریات کا مدرسہ ہی کفیل تھا، جس کا اہتمام وانتظام استاذِ معظم خود فرماتے تھے۔ پیراخراجات قومی چندہ سے پورے کیے جاتے جس کا طریق کار بیتھا کہ کھانے کے لیے شہریوں سے تعادن کی اپل کی جاتی کہ حسب استطاعت ہر شہری طلباء کو کھانا دے چنانچہ کھانے کے اوقات میں شہری حضرات آ کرطلباءکوحسب توقیق اپنے ساتھ لے جاتے اور کھرلے جا کراپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ ایک تا ای طلباءتک ایک شہری کھانا کھلاتا رہا ہے۔ چنانچہ سعد بن عباده روزانه ٩ طلباء كوكهانا ديت_(حلية الاولياء_ا/١٣) اورخوداستاذٍ محترم بھی اپنے مکان پر طلباء کو کھانا کھلاتے تھے، بلکہ شہری حضرات پ^{یقت}یم کے بعد جوطلبءرہ جاتے ان سب کوخود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ساتھ لے جاتے اور شام کے وقت کھانا کھلانے کے بعد آپ طلباء کو پیش کش فرماتے کہ اگر رات میرے ساتھ گھر میں رہنا پیند کروتو انظام موجود ہے گرطلباء اصحاب صفہ اپنے ہوئل میں واپس آنے کو پیند کرتے تا کہ بے تکلفی کے ماحول میں رہ کیں۔(حلیۃ الاولیاء۔ الاال) ا گر طلباء کے ایک کھانے کا انتظام مجموعی طور پر نہ ہو سکتا تو بھی استاذ صاحب کی ذ مہداری تھی کہ دہ طلباء کے کھانے کا انتظام فرمائیں ۔طلباء کو جو بھی ضرورت ہوتی وہ اِ یہ ذِ

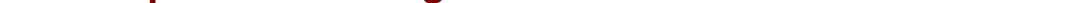




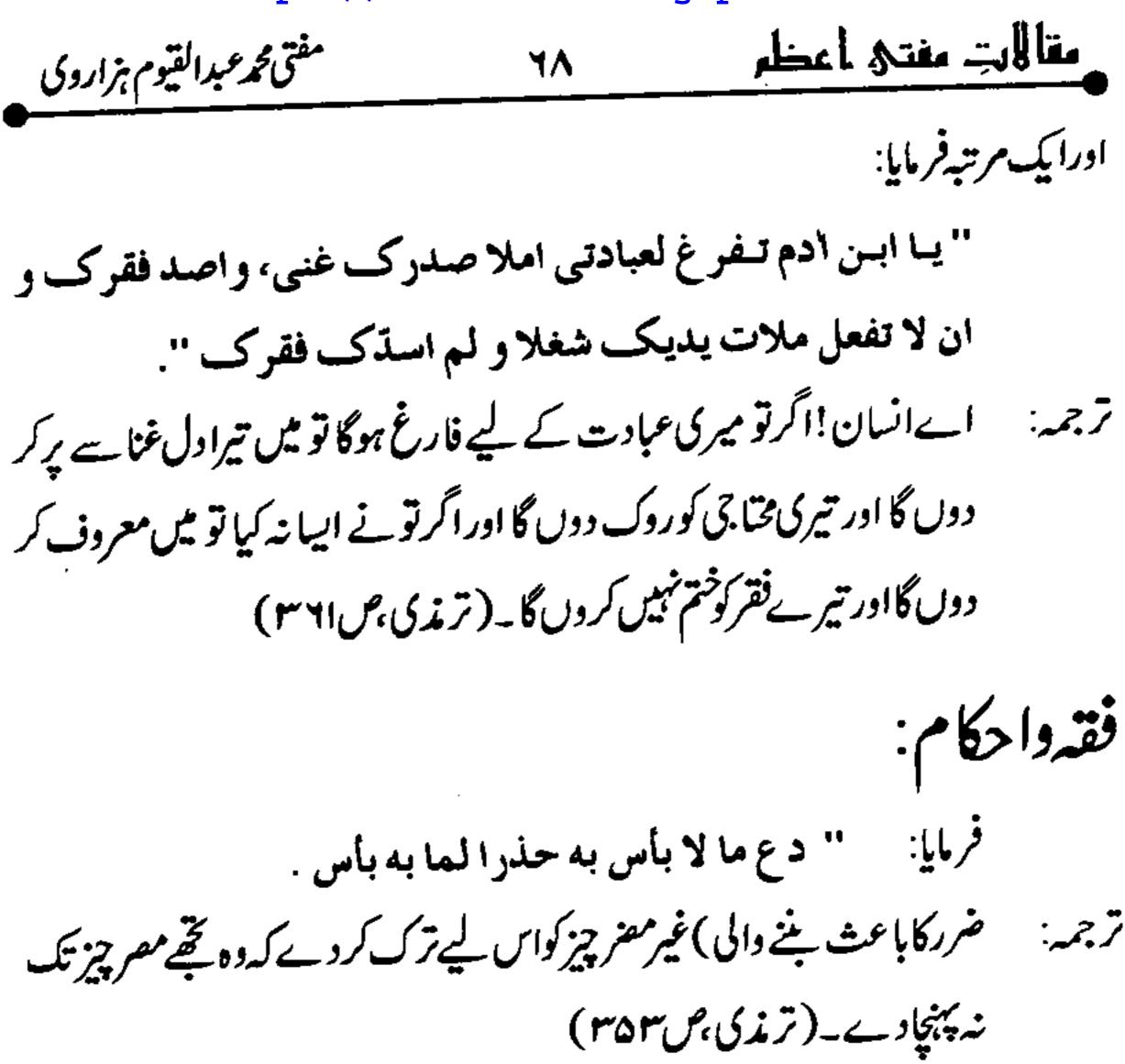
لیے روزانہ ایک سیر فی کس کے حساب سے ایک صاحب تھوریں لاتے جوخود حضور علیہ الصلوة والسلام اس کے ہاتھ ہمارے لیے ارسال فرماتے (صلیۃ الاولیاء۔۱/۲۳۹) غرضيكه علم كائنات في اصول وضع فرمايا كه بعض خصوصيات كى بناء يردين طلبہ کے لیے سفر ضروری ہے اور مسافر طلبہ کے قیام وطعام کی کفالت استاذ کے ذمہ ہے اور استاذ بیفر یضه قوم کے تعاون سے سرانجام دے گا۔ لَوُلا نَفَرَ مِنُ كُلٍّ فِرُقَةٍ مِنْهُمُ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ. (التوبه: ١٢٢) کے تحت بیہ نظام قائم کیا گیا ہے ۔ اس آ بیہ کریمہ میں جس طرح معاشرہ کے لیے تفقہ فی الدین کوضروری قرار دیا گیا ہے اسی طرح تفقہ کے لیے سفر کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ مسافر طلباء کا وجود بھی معاشرتی ضرورت ہے، اس کے بغیر نیکی کے بعض شعبے الممل نہیں ہوتے ، ای لیے اسلام نے مجد د مدرسہ کے ساتھ خانقاہ یعنی تربیت حاصل



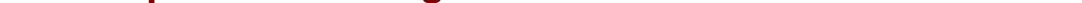
اس طرح مزینہ کی آمد کے موقع پر بھی خیموں کا انتظام کیا گیا اور بیا نتظامات عمر فاردق کے سپرد کیے گئے بلکہ اس دفت فوری طور پرخوراک کا انظام بھی عمر فاروق رضى الله عنه كوكرنا يرا _ استاذٍ عظم صلى الله عليه وسلم في عمر فاروق كوفر مايا كهان كوكهانا کطلاؤ۔عمرفاروق فرماتے ہیں کہ اس دفت میرے یاس گھر میں اتن گنجائش نہ تھی کہ میں استخ بزے وفد کی خوراک فوری طور پر مہیا کروں حضور علیہ السلام کے ظلم پر مجھے گھر جا کرانتظامات کرنے کا بھی موقع نہ ملا۔ بردقت تھم اور وفد میرے ہمراہ روانہ کر دیا گیا، میں بہت پریشان ہوا کیونکہ مزینہ کا دفد جارسوافراد پر مشتمل تھا۔ جب اس پریشان میں م کم پہنچا تو دیکھا کہ کھر میں تھجوروں کا ڈھیر پڑا ہے اس لیے مجھے اطمینان ہوا اور پھر خوش سے میں نے خوب کھلایا۔ (زادالمعاد۔ ۳/۳)



مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتئ اعظم ۲4 نصاب کے اہم مضامین عقائدوكلام: جس کا جمالی بیان آپ نے یوں فرمایا: " تُوْمِنُوا بِاللَّهِ وَمَلَا ئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوُمِ الْآخِرِ وَالْقَدُرِ خَيْرٍه وَ شَرٍّه ." الله،فرشتوں، کتابوں، رسولوں، قیامت اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لا ؤ۔ :27 (بخارى شريف، كتاب الايمان، ج ا، ص ١٢) اخلاق وآ داب: جس محتعلق آب في ايك ضابطه يدفر مايا: " النظر الي من هو اسفل منكم و لا تنظروا الي من هو فوقكم فانه اجدران لا تذدروا نعمة الله عليكم ." (تمذي ٣٢٠) د نیادی امور دفضائل میں اپنے سے پست کود یکھواور برتر کونہ دیکھو۔ ترجمه: ادرایک ضابطہ یوں فرمایا کہ: " لَا يُؤْمِنُ أَحَدْكُمُ حَتَّى يحب لاخيه ما يحب لنفسه. " ترجمہ: سلح میں سے کوئی کامل نہ ہوگا جب تک تم اپنے پیندیدہ کواپنے بھائی کے لیے يبنديده قرارنددو_(ترمذي مص ۳۷) اوربھی یوں فرمایا: " الدين نصيحة لله و لرسوله ولمومنين. (ترتري،^م ۲۸۱) ترجمہ: دین اللہ،رسول اور مومنوں کے لیے خلوص کانام ہے۔



ايك ضابطه يون فرمايا: دع ما لا يريبك فان الصدق طمانية والكذب ريبة . شک پیرا کر نیوالی چیز کوترک کر کے شک نہ پیدا کرنے والی چیز کو پند کر کیونکہ ترجمه: اطمینان سچائی میں اور شک جھوٹ میں ہوتا ہے۔ (ترمذی ص ۱۷۱) اوربحي يول فرمايا:الحلال بين والحرام بيّن وبين ذالك مشتبهات واضح طور پرحلال اور حرام کے درمیان سنتہامور ہیں۔(ترمذی جن ۱۹۱) ایک کلیہ بیفرمایا: " العلم ثلاثة آية محكمة و سنة قائمة و فريضة عادلة ". اصول علم تين بي قطعي آيات قرآني، رسول الله وصحابه كرام كي مروجه سنت اور ترجمه: درست قياس_(مشكوة كتاب العلم)

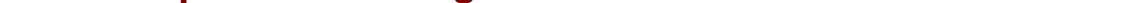


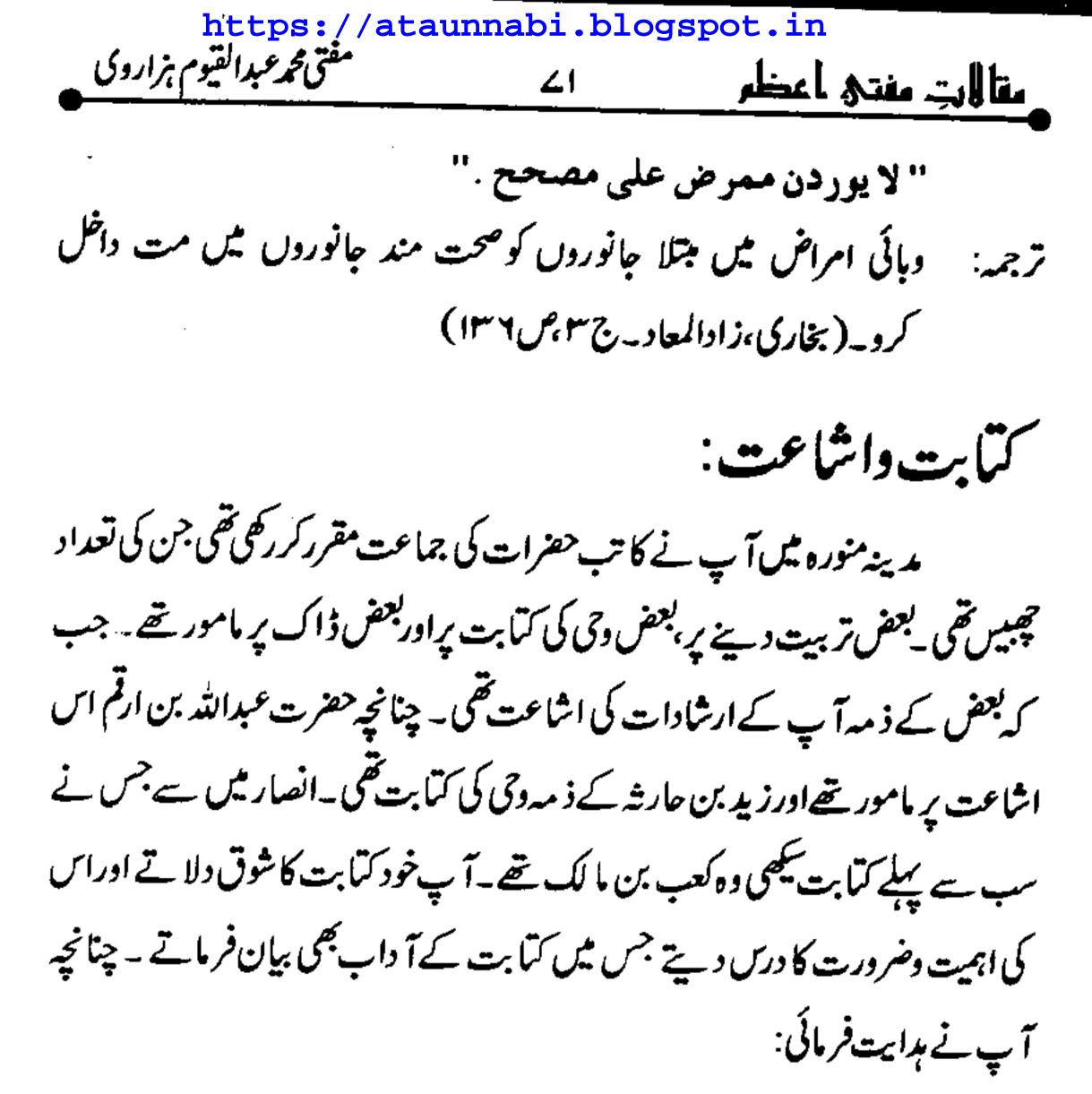
https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 49 اور چردعوت اجتهادیوں دی: " انا حكم الحاكم فاجتهد فاصاب فله اجران و ان اخطاء فله اجر واحد ." (ترندى بر ۱۹۳) اگر حاکم نے فیصلہ کرتے وقت اجتہاد سے کام لیا اور اس نے تن کو پالیا تو اس کو ترجمہ: ر دو گنااج ہوگااوراجتہاد کے باوجود اگر اس سے خطاہو کی تواسے ایک گنا اجرہوگا۔ تاريخ وجغرافيه: ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ سباءایک مردتھا جس پر ملک کا نام رکھا گیا پھراس کی اولاد کا ذکر فرمایا۔ (تر مذی :ص ۳۹۳) شام ویمن کی تاریخ بیان فرمائی جس سے دجہ تسمیہ بھی ظاہر فرمائی۔ شام میں جار قبیلے ایک باپ کی اولا د میں ان قبیلوں کے تا محم ،جذام ،غسان اورعاملہ ہیں۔یمن کی آبادی کا ذکریوں فرمایا کہ دہاں اصل آبادی چھ قبائل پر مشتمل ہے جوا یک باپ کی اولا دہیں جن کے تام یہ میں :از د،اشعرون جمیر، کندۃ ،

مذجح اورانمار_جغرافیا کی طور پرشام اوریمن کامل وقوع بیان فرمایا_(ترمذی_ص۳۲۳) فن حرب وسيدكري: آپ نے فرمایا: الا ان القوة الرمي . (ترندي، ٢٣٩) ارموا و اركبوا. (ترندى، ٢٥٣) اسلحہ سازی کے بارے میں فرمایا: " ان الله ليدخل بالسهم الواحد ثلثه الجنة صائعه يحتسب في صنعة الخير والرامي والمعدبه ." اللد تعالى تیر سے تين افراد کو جنت عطافر ماتا ہے، اس کے بنانے دالے کوجس ترجمه:

مقال بر blogspot in

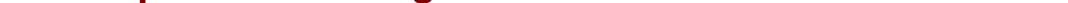
. https://ataunnabi ۲۰ ۲۰ مطلق محمد عبرالقيوم ہزاروي نے نیک جذبہ سے بنایا ، اس کے چلانے والے کواور اس سے امداد پہنچانے والے کو_(ترمذی م ۲۵۴) مجھی آپ سپہ گری کی تربیت کے لیے گھڑ دوڑ کراتے۔ بہترین تربیت یافتہ محور وں کا مقابلہ چیمیل تک اور عام کھوڑ وں کا مقابلہ ایک میل تک کرایا۔ (بخاری ۲۰۱۶) جنگی مشق کراتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے د یکھا کہ صفور علیہ السلام اور حبشہ کے لوگ جنگی سامان کی مشق کررہے تھے۔(بخاری اردوں) طب: آپ نے ہمیشہ پر ہیز پرزور دیا اور فرمایا: " ما ملأ آدمي وعاءً شرا من بطن . اپنے پیٹ کوغذا سے پر کرنا نہایت برا ہے۔ (ترمذی م ۲۳۳) : 27 يسحسب ابس آدم لقيمات يقيمن صلبه فانكان لابه فاعلا فلث لطعامه و ثلث لشرابه و ثلث لنفسه. انسان کو صحت کے لیے ضروری چند لقمے کافی ہیں اگراس سے زائد ضروری ہیں تو ترجمه: پھر پیٹ کا ایک تہائی کھانے ، ایک تہائی پینے اور ایک تہائی سانس کے لیے ر مص_ (زادالمعاد ٢٠/٩٠) تاتج بهكارسالج كى فدمت فرمائي فرمايا: " من تطيب و لم يعلم منه الطب قبل ذالك فهو ضامن ." تا تجربہ کارہونے کے باوجود اگر کسی نے علاج کیا تو نقصان کی صورت میں وہی : 27 ذمهدار بوگا_(زادالمعاد_جلد ۳، صفحه ۱۳۲) وہائی امراض سے پر ہیز کے بارے میں فرمایا:





اذا كتب احدكم كتابا فليتربه فاذا انحج للحاجة. ترجمہ: ککھائی کے بعداس پر باریک مٹی ڈالو کیونکہ اس سے لکھائی کا مقصد حفوظ ہوگا۔ (لیعن ساہی خشک ہونے سے لکھائی محفوظ ہوجائے گی۔)(تر مذی جس ۳۸۸) ایک کاتب کوآب نے فرمایا: " ضع القلم على اذنك فانه اذكر للملي ." قلم کان پر رکھو کیونکہ املاء کے وقت ضرورت مند کویا دد ہانی کرائے۔ :27 (ترندی،ص۳۸۸) غیر کمکی زبانوں میں کتاب کی مہارت کا تھم بھی فرمایا۔حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں: " امر في رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اتعلم السريانية.

مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتئ اعظر 41 رسول اکر صلی اللہ علیہ وسلم نے جھے سریانی زبان شیصے کا ظلم فرمایا۔ *زج*ه: چنانچ فرماتے ہیں: " میں نے چھماہ میں سریانی زبان میں خط و کتابت سکھ لی تھی۔ (تر زی میں ۳۸۸) تاليف وتدوين: اس فن کی تربیت سب سے پہلے عبداللہ بن ارقم کو دی گئی۔مضمون نگاری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خودان کی اصلاح فرماتے اورخطوط کے مضامین کو درست کراتے۔ آپ کے خطوط کودیکھا جائے تو ان کے مضامین کی طبعی تربیت پر تعجب ہوتا ہے۔قرآن پاک کی تالیف بھی آپ خود کراتے اور فرماتے فلال آیت کوفلاں مضمون کے ساتھ ملاؤ۔ (ترندی،ص ۳۳۰) چنانچ زید بن ثابت فرماتے ہیں ہم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس قرآن پاک کی تالیف مختلف رفاع لیخی متفرق اشیاء پرکھی آیات کو تالیف کرتے تھے۔ (ترزی، ص۵۵۸) حضرت عثانِ عنى رضى الله عنه في جب قر آنى نسخ تيار كرف كے ليے كمينى بنائى تواس کے ارکان کے انتخاب میں آپ نے یہی وجہ بیان فرمائی کہ بیلوگ حضور علیہ السلام کے تربیت یافتہ ہیں۔ (ترمذی ص۲۲۳) تعليم نسوال: آپ نے مورتوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ فرمائی۔ چنانچہ آپ مورتوں کے مجمع میں تشریف لے جاتے اور فرائض واحکام اور ان کے خصوصی مسائل بیان فرماتے اور اس مقصد کے لیے ہفتہ میں ایک دن عورتوں کی تعلیم کے لیے مقرر فرمایاً۔ (بخاری، جلدا، صفحہ ۲) لوتڈیوں کی تعلیم کے لیےان کے مالکوں کو پابند فرمایا۔ (بخاری ۱۰۲۰)

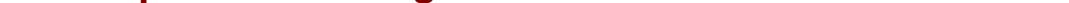


مفتى محمة عبدالقيوم ہزارون مقالات مفتئ اعظم ۲۳ سیاسی امور: شخصیت سازی کے ساتھ ساتھ آپ معاشی اوراجتماعی تربیت کا بھی خیال رکھے بلكتخص تربيت كامقصد بحمى اجتماعي معاشره كي اصلاح تفا كيونكه معاشره عدل پرادرعدل محبت یر اور محبت فضیلت بر موقوف ہے اور فضیلت کا حصول فرد کی اصلاح پر موقوف ہے کیکن اجتماعی مسائل کے سلیے بعض خصوصی امور ہوتے ہیں۔ جن کی خصوصی انداز میں تربیت فرمائی۔ جنگ ہوازن میں مسلمانوں کو فتح ہوئی ، مال غنیمت اور قیدی مدینہ منورہ منقل کیے گئے تقریباً پندرہ روز بعد ہوازن کے لوگ آ ئے اور انہوں نے قیدی اور مال واپس کرنے کی درخواست کی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے آپ کا بہت انتظار کیا اور اب توبیہ ¦ل مجاہدین کوشیم کر دیا گیا ہے، قیدی مملوک بنا لیے الطحتا ہم ایک چیز واپس ہو سکتی ہے۔ مال یا قیدی .

ہوازن نے قیدی واپس لینے پر رضا مندی ظاہر کی۔ آپ نے صحابہ کو جمع فر مایا اور خطبہ دیا کہ تہمارے بھائی ہوازن تا تب ہو کر آ گئے ہیں میں ان کو قیدی واپس کرنا چا ہتا ہوں ۔ تہمارا کیا خیال ہے؟ خوش دلی سے قیدی واپس کر دینے جا کیں یا پھر ان کی قیمت میں تہمیں ادا کر دوں گا کیونکہ میں واپسی کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اس پر حاضرین نے بیک آ واز کہا کہ ہم خوش دلی سے واپس کرتے ہیں۔ راضی نہیں ہے۔ اس لیے واپس جا کر اپنے نمائند ۔ ختیب کر کے میر ے پاس بھیجوتا کہ ان سے میں اعتماد حاصل کر سکوں ۔ چنا نچہ ہر قبیلہ نے اپنا اپنا نمائندہ ختیب کر کے ہیں جا جا کہ ان آپ نے اعتماد لیا اور قیدی واپس کرد ہے جا رہے ماکل معلوم ہو ہے۔ ایک یہ کہ ان خطا میں اس سے شور کی کہ ان خطا ہی کہ کہ میں ان کر ہے ہیں ہے کر کے دیں ہے ہوتا کہ ان

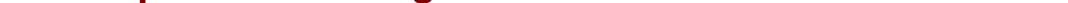


ہوتی تو دوبارہ سبق کی تقریر فرماتے ۔طلباء کوسبق یا د کرنے اوراس کے تکرار کی تلقین فرماتے اورا گرخود بھی مصروف ہوتے تو فو قانی طلباءکو پابند فرماتے کہ وہ طلباءکو بیق پڑھادیں،کلاس میں نظم وضبط کی ہدایت فرماتے اور تعلیم کا شوق و ذوق پیدا کرنے کے لیے طلباء کو علم کی فضيلت سنات_ چنانچہ نصابی مضامین کی تقریر موقعہ اور کل کے مطابق کرتے تھے، اس میں طلباء کے شوق و ذوق اور ان کی ضرورت کالحاظ فرماتے ، خاص طور پر تہذیب اخلاق واعمال میں طلباء پرکڑی نظرر کھتے۔اگر کسی سے اس معاملہ میں غلطی ہوتے تو فوراً تنبیہ فرماتے۔ علم کی فضیلت میں آپ نے فرمایا: يرفع الله بهذا العلم اقوامًا فيجعلهم قادة يقتدى بهم في الخير و تقتص اثارهم. (حلية الاولياء-ن ابس ٢٣٦)

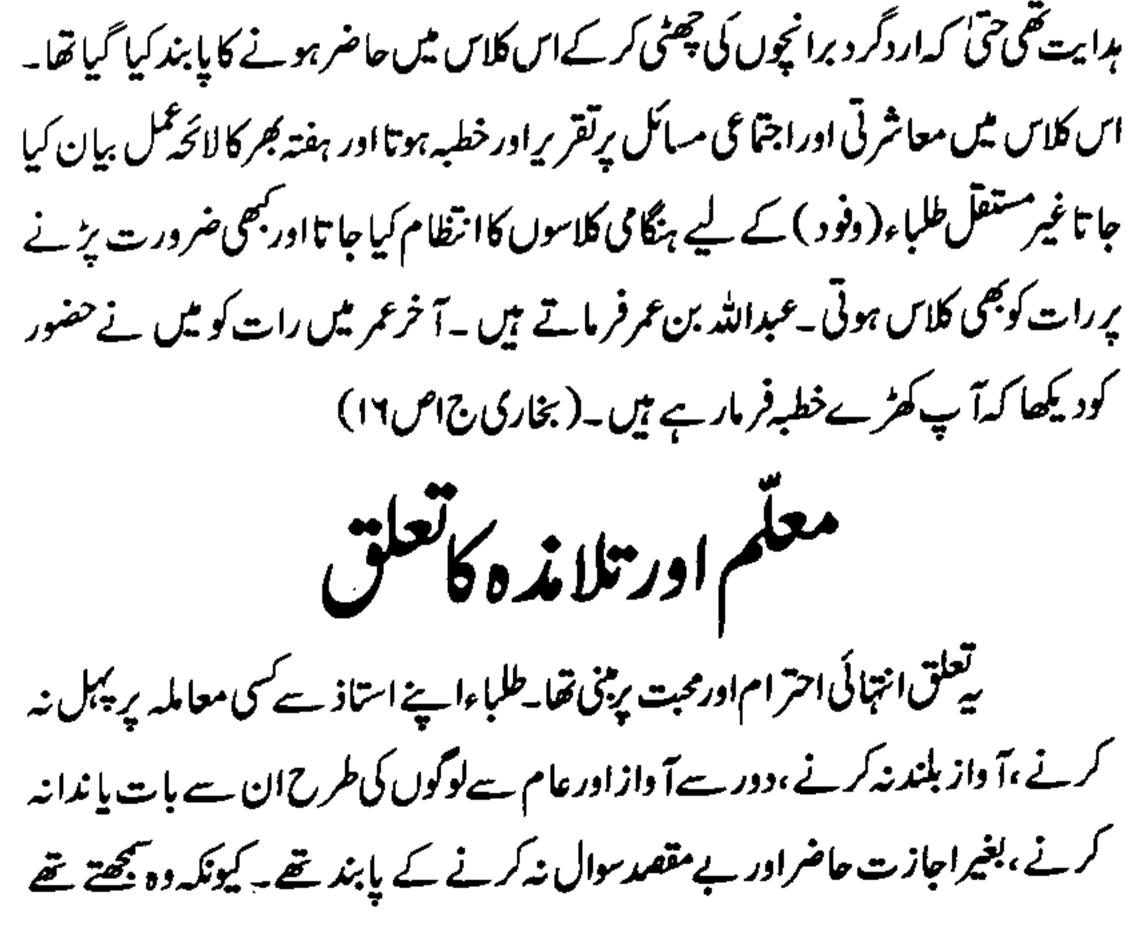


https://ataunnabi.blogspot.in نظر ۲۵۵ کارم القیوم ہزاروی مقالات مفتئ اعظير ان العلماء ورثة الانبياء من اخذ بحظ وافر. (بخاري آ ا ا) مؤثر علم پڑھنے اور شیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: انما العلم بالتعلّم. (بخارى جام ١٢) بحث تحیص کا مظاہرہ یوں فرمایا ، مغیرہ بن شعبہ نے قرآن پاک کے ارشاد پر "یا اخت ہارون" کے متعلق سوال کیا کہ یہودی نے مجھ پر اعتراض کیا ہے کہ ہارون اور موٹ عليه السلام اور حضرت مريم مي تقريباً بزار برس كافاصله بح و چرم يم بارون عليه السلام كي بهن کیے ہو کی _ اس پر آپ نے فرمایا: انھے یسمون باسم انبیا تھم والصالحین کہ بیہ ہارون دوسرے تھے جن کا نام ہارون علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا تھا ، کیونکہ لوگ بزرگوں کے نام سے بچوں کا نام رکھتے تھے۔ (تر مذی ، ابواب النفسير ، ص ۳۵۳) حکایت دامثال سے آپ نے بعض دفعہ اہم مسائل کی تشریح فرمائی۔ دجال کے مسئلہ کو حکامیت کے انداز میں بیان فرمایا۔اس حکامیت کو آپ نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے لقل کیا کہ تم داری نے جھےا یک واقعہ سنایا ہے کہ وہ ایک طوفان میں گھر گئے۔ان کی کشی کو سمندری لہروں نے ایک جزیرہ کے قریب پھینک دیا ، وہاں انہوں نے جساسہ اور دجال کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھا۔ (ترمذی ،ص ۳۲۸) انسان کی فضیلت کو بطور مثال واضح فرمایا که اس کی شکل **میں قد**ر ہے مشابہت ہوا سا درخت بتا یئے کون سا ہے؟ لیے کھجور کے ساتھ تشبیہ بیان فرمائی۔(بخاری،جا،م،۱) خطبہ جمعہ دعیرین دغیر ہاکے علاوہ بھی آ یہ بھی کھڑے ہو کرتعلیم دیتے۔ ابوطلحہ ایک مرتبہ مجد میں گئے تو آپ کھڑے طلباء کوسبق پڑھارہے ہتھے۔(حلیۃ الاولیاء، ج۱،ص ۳۳۲)باربارتقریر کے اعادہ کوانس رضی اللہ عنہ نے یوں بیان کیا: اذا ت کے لیم ب کسل مة اعسادها ثلثا. (بخارى، جاص ١٩) ترجمه: جب آب كونى ابم كلم فرمات تواس كاتين مرتبداعاده فرماتے۔

https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاردى مقالات مفتئ اعظير 24 تكرار كے موقعہ پرطلباء کی اصلاح کے طور پرایک دفعہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بی دہرانے میں غلطی ہوئی سبق کے الفاظ پہ تھے: آمنت بکتابک الذی د انزلت و نبيّك الذي ارسلت. مگر براءبن عازب نے اعادہ کرتے وقت نبیک کی بجائے سو سو لک کہہ دیاتو آپ نے اصلاح فرماتے ہوئے فرمایاونبیک کہو۔ (ترمذی ۲۸۹) طالب علم خود ضردرت يزجنه يراصلاح ليتح حبيها كه عائشة صديقة رضي التدعنها ايي متعلق بيان كرتي مي كه: كانت لا تسمع شيئا لا تصرفه الاراجعت فيه حتى تعرفيه. (بخارى - ن'ام^م) کہ بچھے بھی سبق سنے پر بچھنہ آتا تو میں دوبارہ آپ سے رجوع کرتی۔ سبق یاد کرنے اور تکرار کی تلقین کے طور آپ نے ایک دعا کی تعلیم یرفر مایا: فساد ر سوها و تعلّموها . (ترجمه) اس كاتكراركردادر سيكهو_ (ترمذي ص ٣٤٣) ايك مرتبدآب فرمايا: احفظوا اور اخبروه من وراكم. (بخارى، ج١، ص١٩) ترجمہ: اس کویاد کرداور آ کے پہنچاؤ۔ مصروفیت کی بناء پرفو قانی طلباء سے کام لیتے ہوئے ایک دفعہ آپ نے ابی بن کعب کوفر مایا که عابد قبیله دفد کی صورت میں آیا ہے۔اس کوقر آن کی تعلیم دو۔ (زادالمعاد 🛛 ج اص ۲۳) کلاس کے موقعہ یرتقم قائم کرتے ہوئے آپ نے متفرق طلباء کو اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: حلقہ بناؤ، اس طرح آپ نے حلقہ درس کی بنیا درکھی۔ (حلیۃ الاولیاء، جاص ۳۳۳) اگرطلباء کی تعداد زیادہ ہوتی تو صفوں میں تر تیب دیتے اور فرماتے: ليليني منكم اولوا الارحام والنهلي. (ترزي، ٢٠) ترجمہ: فہم ددانش دالے حضرات میر بے قریب رہیں۔



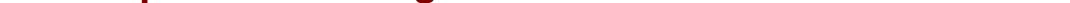
مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتئ اعظم 22 لعلیم میں طلباء کے ذوق وشوق اور طلب کالحاظ فرماتے ہوئے اہم اسباق کے لي ہفتہ میں بعض ایا م کو تخصوص فرماتے۔ چنانچ عبد اللہ ابن مسعود فرماتے: كان بتخوّلنا الموعظة في الايام كراهية الساعة علينا. لیعنی ہم پر بوجھ تاپیند فرماتے ہوئے آپ بعض ایا م کو (خصوصی) تقریر کے لیے مخص فرمات_ (بخاری۲۱۱۱) اوقات تعليم: جامعہ نبوبیہ کے اوقات تعلیم حسب ذیل بتھے۔ اقامتی طلباء (شہری دمقیم) کے لیے روزانہ عمولی پانچ کلاسیں ہوتی تھیں۔(اوقاتِ نماز)اورخصوصی کلاسوں کے لیے ہفتہ میں چند دن مردوں کے لیے اور ایک دن عورتوں کے لیے اور ایک ہفتہ وارعمومی کلاس (جمعہ) ہوتی تھی۔جس کے لیے خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔اس میں ہرایک کوشامل ہونے کی



مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظر ۷۷ کہ بیاموراستاذ کے خلاف ہیں اور بے ادبی ہے۔ان کو یقین تھا کہ استاذِ معظم کی ذراس بے اد پی علم اوراس کے نتائج سے محرومی کا باعث ہے۔ کیونکہ اس مدرسہ کے منتظم حقیق نے استاذ کی معمولی سی بے ادبی پر بھی **م**رسہ سے اخراج کا قانون وضع کررکھا اوران کی تعظیم وتو قیر میں ذرّاسی کوتا ہی نا قابلِ معافی جرم قرار دےرکھا ہے۔ مدرسہ کا منتظم اعلیٰ ربّ ذوالجلال خود اس استاذِ محترم کے آداب کی تربیت دیتا ہے۔جس کا مشاہدہ طلباء کرام کررہے تھے اس لیے طلبا آپ کی مجلس میں دم بخو در ہے دار این نگاہ تک کو نہ اٹھا سکتے اور کوئی عرض پیش کرتے وقت بھی اپنا سُر اور نگاہ جھکا کر رکھتے یتھ_(بخاری شریف، جلداول صفحہ ۳۷) طلباءكرام كي اين استاذٍ معظم مس محبت كابيه عالم تقالم دنيا كي عزيز ست عزيز تر چز کوآپ پر قربان کرنے سے نہ چو کتے بلکہ ان طلباء کے ہاں دنیا وآخرت آپ کی محبت کا

د دسرانام ہےاس کے مقابلہ میں وہ کسی دوسری ذات یا چیز سے محبت یالگا وُسے آشنا تک نہ تھے۔ان میں سے ہرایک نے عملاً اپنی جان ، مال ،عزت ، والدین ،اولا د ، بیوی ، خاونداور تمام خاندان کوآپ پر قربان کرنے کی بے شارمثالیں قائم کی ہیں۔ ایک ہی واقعہ مثال کے لیے کافی ہے۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو جنگ تبوک میں پیچھےرہ جانے کی خطا پر آپ نے علم دیا کہتم نے موجودہ دنیاوی ہ^ر تعلق کو خیر باد کہہ کر ہمارے علم کا انتظار کرنا ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ہرتعلق کوختم کرکے مدینہ سے باہر بیابان میں موت وحیات کی کٹکش میں وقت ہر کیا اور دشمنانِ اسلام کی طرف سے بڑی بڑی پیشکشوں کے باوجودا پنے استاذ کی عقیدت ومحبت کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑ ااور ای محبت میں آپ کے تصور کو حرزِ جان بنایا۔ بی امتحان صرف کعب بن مالک کا نہ تھا ،اس کے والدین ، بیوی ، اولا د ، خاندان اور پور کے معاشرہ کا امتحان تھاجنہوں نے اپنے محبوب استاذ کے ایک اشارہ پرکعب بن مالک کوتا قابل رم اورمتروک قراردیا۔(بخاری شریف،ج۲،ص۲۳)

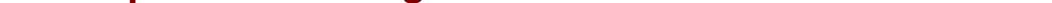
https://archive.org/details/@zohaibha





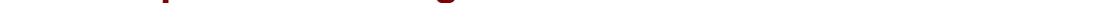
معلم كائنات كااب شاكردوں كر ساتھ جول قاده تو بيان سے باہر ہے۔ ہر استاذ اپن تلافدہ ہے محبت رکھتا ہے گر بياستاذ معظم تو اس محبت كر بھى استاذ ہيں ۔ انہوں نے بى كائنات ميں محبت كادرس سحمايا۔ قر آن نے جس كى رافت و نبت كو بيان كيا دوسرا كيا بيان كر سكتا ہے؟ حويص عليكم بالمومنين رؤف رحيم. کوئى مال كوئى باپ كوئى بچہ آيس ميں كيا محبت كريں گے۔ رحمة للعالمين جس كا لقب ہواس كى رحمتوں اور شفقتوں كاكون احاط كر سكتا ہے۔ آپ طالب علموں كا خودا سقبال فرماتے وفد عبدالقيس آيا تو آپ نے مرحبا بالوفد فر ماكر استقبال فر مايا۔ (بخارى ص ١٩) طالب علم روانہ ہوتا تو اس كول والوداع فر ماتے ۔ وفد عامد آيا تو اس كو خود الوداع فر مايا۔ (زاد المعاد جلد است ميں الال جلم آتا دعا كميں و سے ۔ وفد عامد آيا تو فر مايا تہ ہار ہے ہو م ب

فارع الحصيل حضرات كواعزازات مدرسة الرسول ي طلباء تخصيل علوم سے فارغ ہوتے تو ان کی شايان شان اعزازات تقسيم کیے جاتے اور بیہ اعزازات استاذِ مکرم خود اپنے ہاتھ مبارک سے تقسیم فرماتے، جس سے فارغ التحصيل حضرات كى جو حوصلہ افزائى كے علاوہ علم كى تحريك كو آ گے بڑھانے کا بیا آیا ۔ طریقہ تھا ، کیونکہ فاضلین حضرات کواحساس ذمہ داری پیدا ہوتا کہ اب اپنے آپ کواس کا اہل ثابت کرنا ہو گا گویا یہ ذمہ داری کا سر شیفکیٹ ہے، دوسرا بيركهان اعزازات كوديكھنے والے حضرات ميں شوق پيدا ہوتا كہ اگر ہم علم حاصل كريں تو بمين بھی بيراعز از حاصل ہو،عبدالرحن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہيں کہ حضور عليہ السلام نے خود میری دستار بندی فرمائی اور میری دستار کا ایک پڈ آ گے اور ایک پڈ پیچھے کی طرف چھوڑا۔(ابوداؤد۔جلد ۲، ۲۰۸)



https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محرعبدالقيوم ہزاروى -مقالات مغتى اعظم حضرت سعدالرازی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ کو بغداد میں خچر پرسوار د یکھاجن کے سر پر سیاہ دستارتھی اور وہ فرمارے تھے کہ بیدستار مجھے حضور علیہ السلام نے باندهى ب__(ترندى م ٢٥٩) م تبھی ہی**اعزاز تحریری سند کی صورت میں ہوتا اور اس میں حامل کی اہلیت و** صلاحت كاذكر جوتا كهاس كوفلا سعمده كاابل قرارديا كميا بسماور بصى مجمع عام ميس زباني سندكا اعلان فرماتے چتانچ چھنرت زیاد بن الحرث الصدانی کوتعلیم سے فراغت پر تحریری سندعطا فرمائي جس ميں ان كوا چي قوم كي امارت كا ابل قرار ديا تھا۔ (زادالمعاد،جلد سوم ۲۰) بن سعد کا نوجوان جب تعلیم سے فارغ ہوا تو آپ نے اجتماع میں اعلان فرمایا کہ میتوم کاامیراورامام ہے۔(زادالمعاد،جلد ۳،صفحہ۵۵) مدرسة الرسول كے افاضل حضرات كى معاشرتى ذمەدارياں اس مدرسہ سے علیم حاصل کرنے والے تمام حضرات اہلیت میں اگر چدتمام کامل تھے۔ يرفع الله بهذا العلم اقواما فيجعلهم قادة يقتدي بهم في الخير . (كرال تعليم فردكوقيادت كاابل بنادياب-) (حلية الاولياء جلداص ٣٣٦) *گر بعض حضرات کو تعلیمی شعبوں میں خصوصی مہارت حاصل ہوتی تھی تو ان کے* فارغ ہونے پرخود استاذ معظم صلی اللہ علیہ وسلم معاشرتی ضروریات کے مطابق ان کو ذہب داریاں تقسیم فرماتے۔ اس تامزدگی میں آ پنصوصیت کالحاظ فرماتے اور جوجس خصوصیت کا حامل ہوتا اس کے مناسب ذمہ داری اس کوسونی جاتی تھی چونکہ ایک نیا معاشرہ تشکیل دینا مقصودتهااس ليے بڑی احتیاط اور تامل ہے مختلف مراحل کو طے کرنا تھا۔لہٰذا انتخاب میں علاقہ، قوم، زبان اور وہاں کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر اس کے لیے مناسب اور موزوں

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مغتى اعظي مفتى محمد عبد القيوم ہزاروى حضرات كومنتخب كياجا تاقعا تاكه كوقوم،علاقه ميں كوئى مرحله تاكام نہ ہو۔ چنانچہ جب معاشرہ میں کسی عہدہ کی ضرورت پیش آتی یا اس کے لیے کسی طرف سے مطالبہ ہوتا تو آپ اس کے لیے نہایت احتیاط اور نورو تامل سے کام لیتے اور حاضرین میں سے فورا کمی کو تامزد نہ فرماتے بلكه مناسب شخصيت كسمامين آني پراس كااعلان فرمات _ اس طرح جب كسى علاقه ياقوم میں اہم مرحلہ کامیابی سے ہمکنار ہوجا تا تو دوسرے مرحلہ کے لیے دوسری موزوں شخصیت کو وہاں مقرر کر دیا جاتا۔اس طرح مختف مراحل کومختف حضرات کے ذریعے کمل کیا جاتا، چنانچہ یمن میں ابتدا تبلیغی مرحلہ کے لیے خالد بن ولید اور براء بن عازب کو بھیجا گیا اور دوسر مرحلہ میں تعلیم وتربیت کے لیے علی الرتضی کو بھیجا گیا۔ (زادالمعاد ص) آپ نے جن حضرات کو بھی منتخب فر مایا ای ضابطہ کے لحاظ سے منتخب فر مایا ، یمی وجہ ہے کہا یک صاحب ایک علاقہ میں ملغ اور دوسرے علاقہ میں قاضی یا امیر مقرر ہوئے اور یہی صاحب ایک جگہ قاضی ہیں دوسری جگہ امام اور تیسری جگہ وہ جرنیل ہیں مثلاً معاذبن جبل تم مدينه منوره ميں امام ہوئے اور بھي تمن ميں قاضي ہوئے اور بھي دوس علاقہ میں بیگورنر ہوئے۔ علی الرضی رضی اللہ عنہ ایک جگہ تلغ نظر آتے ہیں اور دوسری جگہ گورنر ہیں اور تيسري جگه جرنيل بين _اس انداز تقرري ميں ايک حکمت پيھي کہ تو م کوظم وضبط اوراطاعت امیر کی تربیت کے علاوہ ان کے للہیت کے جذبہ کو برقر اررکھنا مقصود تھا۔ تا کہ کوئی بھی اپنے آپ کوضروری نہ بھولے۔ چنانچہ ای تربیت کا نتیجہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خالد بن وليد کو مش اس لي ع**ېد**ه سے الگ کيا که پے در پے کامرانيوں کي بناء پر وہ قوم ميں غلط تا ثر کاباعث بن رہے تھے، کیکن اس کے باوجود خالد بن ولیدر ضی اللہ عنہ نے اس معز ولی کو ذر الجرب محسوس نه فرمایا۔ اس کے علاوہ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ مدرسة الرسول کے فارغ التحصيل حضرات ميں اکثر حضرات نے بڑے سے بڑے عہدے پرفائز رہنے کے بعدادتی



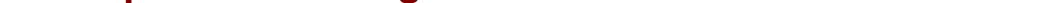


عنهم کومک مرمد میں مودّن مقرر کیا گیا۔ ای طرح برقبیلہ کے ایک فردکواس قبیلہ کا مام مقرر کیا جاتا۔ ابی بن کعب اور ایومویٰ اشعری کوفر مایا: لقد اعطیت مزماد ا من مزامیر ال داؤد . (تریزی ۵۵۵ – ۵۳۸) معاذ بن جبل ، اور تسمت کو ا بعهد ابن مسعود فر ماکر ان کومفتی قرار دیا اور معاز بن جبل ، اور تسمت کو ا بعهد ابن مسعود فر ماکر ان کومفتی قرار دیا اور التمسو ا العلم عند اربعة ر هط عند عویمر ابی درداء و عند سلمان فارسی و عند عبد الله بن مسعود و عند عبد الله بن سلام فر ماکر ان چاروں حضر ات کو معلم اور استاذ قرار دیا۔ ای طرح انتظامی عبدوں پریمی آپ نے ایک سپاہی (شرطی) سے لے کر گورز تک تامزد کیاں فر مائی میں ۔ حضرت انس فر مات یں: کان قیس بن سعد من النبی

مقالات مغتری اعظم مزاردی معتری القوم ہزاردی صلى الله عليه وسلم بمنزلة صاحب الشوط من الامير . چنانچ تح الحارين ے کہ آپ کے علم پر قیس بن سعد گرفتاری ، سزا، قید کرنے وغیرہ امور پر مامور تھے دختف درجات کی امارات کے لیے مختلف حضرات کے تام روایات میں کثیر موجود ہیں ، خالد بن وليدكوسيف من سيوف الله فرماكر ما ہر كمانڈ رمقرر فرمايا يلى المرتضح كوبھى كمانڈ رتبھى يمن ميں زیاد بن امیدانصاری کوحضرت موت میں امیر وقاضی مقرر کیا گیا۔ جبکہ جم کی علاقہ میں سب سے پہلے کورنر حضرت باذان رضی التد منم کو قرار دیا۔

(ترمذي ابواب المناقب، زادالمعادج ا، ص ٢٧)

مدرسه بوت کے فاضلین کی اہلیت واستعداد کی بھی مدرسہ کے فاضل کی قابلیت معلوم کرنے کے لیے، مدرسہ کا نصاب، وہاں کے علم اوراستاذ ،اور مدرسہ کے ماحول کو معلوم کیا جاتا ہے اوراس کے بعد دوران تعلیم خود طالب علم كانتخصى كردار ديكها جاتا ہے۔ اگر نصاب، فنون كا جامع اور استاذ معلّمانه خصوصیات کا حامل ہونے کے علاوہ تمام علوم وفنون کا ماہر ہو، مدرسہ کا ماحول پا کیزہ اور علمی ہو، نیز خود طالبعلما پی استعداد، محنت اور شوق علم کے علاوہ مدرسہ کے قواعد دضوابط اور نظم و نشق کی پابندی کا بہترین سر شیفکیٹ حاصل کر چکا ہوتو اس کی قابلیت میں کسی شک وشہد کی کنجائش باقی نہیں رہتی۔اب صرف میدان عمل میں اس کی صلاحیت کارے لیے کملی تجربہ کی ضرورت ہے۔ کیکن اگر کسی مدرسہ کا نصاب ہی ایساجامع ہوجس میں تعلیم کے ساتھ ساتھ کی رسوخ پیدا کرنے کے لیے تربیت لازمی ہوتو پھرفاضل کوفارغ قرار دیتے ہی اس کومعا شرقی ذ مه داریاں سونپ دینامناسب ہوتا ہےتا کہ وہ حاصل شدہ علمی اور کملی فضیلت کو بروئے کار لاسکے اور اس فضیلت کی بنیاد پرخلق کوعیال اللہ قرار دے کران سے محبت کرے اور پھر اس

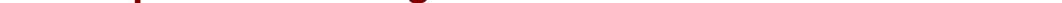


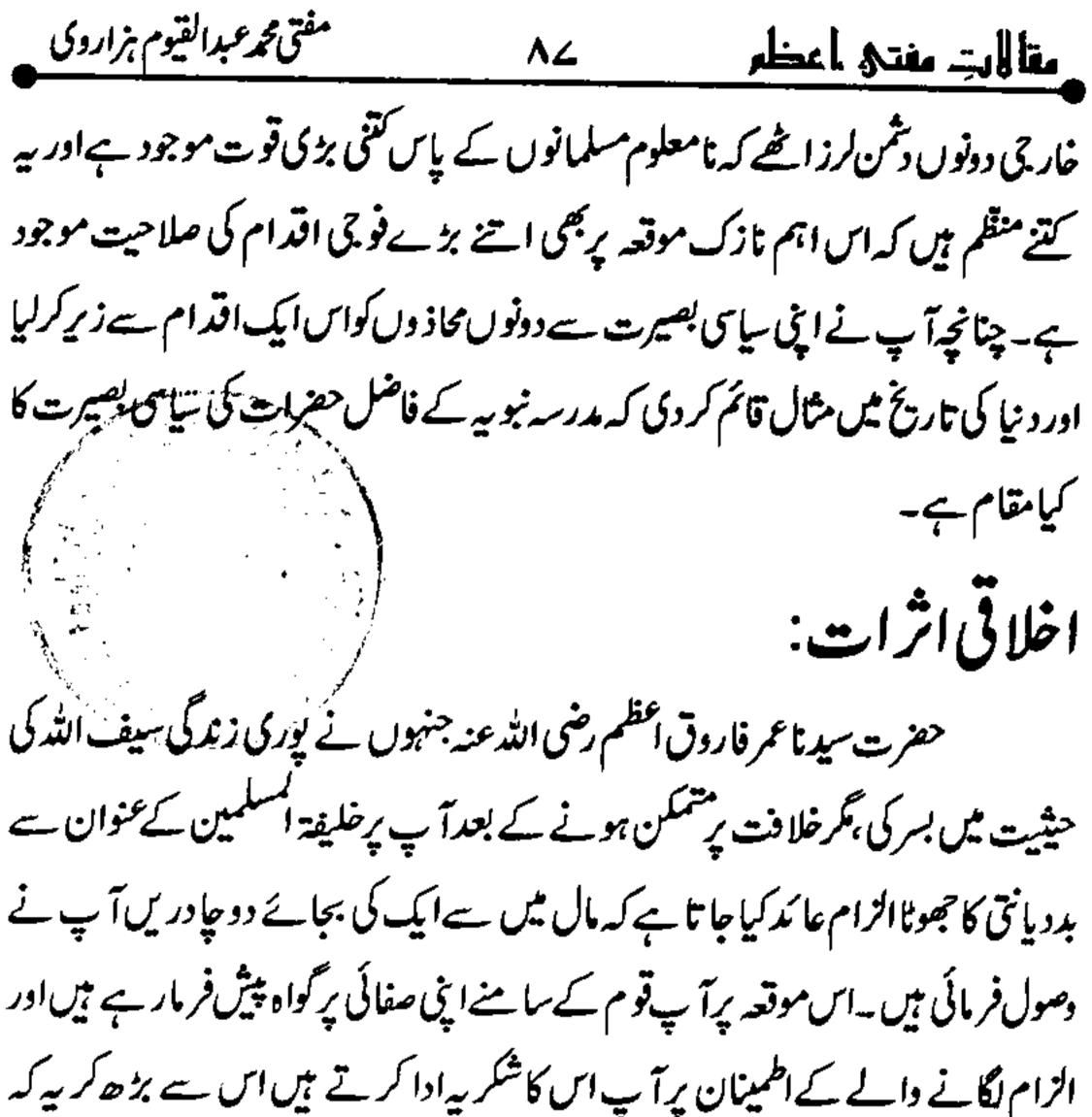
مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظم ۸۵ محبت پرعدل کی ممارت قائم کر کے معاشرہ میں اصلاحی انقلاب بر پا کر سکے۔ مدرسه نبوت کے فضلاء جن کاتعلیمی نصاب، بے مثال کامل مسا فسر طنا فس الكتاب من شي كاجامع اور تبيانا لكل شي كاحال، تمام علوم وفون يرشمل، اورجن كالمعلم واستاذ عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم، صفت كالثفق، يزكيهم، اعلى مرجى، انك ليعيلني خيلق عظيم كلقب والاب مثال معلمانه خصوصيات كاحال، يعلمهم الكتاب والحكمة، كمعاركاعلوم ظابرى وباطنى كامابر،و ماهو على الغيب بضنين كى دوررس نگاه دالا اور ستقتل كوحاضراور ماضى كى طرح جاينچنے والا ہو۔ پ*ریافاضل جس مدرسہ کے تربیت یافتہ ہیں ،اس کا ماحول ، یسم*نسون عسلس الارض هونا واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلامًا ، يبيتون لربَّهم سجداً وَّ قيامًا (الفرقان١٣) كآداب اور لا تسوف عوا اصواتكم فوق صوت النبي و لا تبجهروا له بالقول اور ولا تبجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم لبعض اورلا يسخر قوم من قوم اور ولا يغتب بعضكم بعضا كاخلاق س مزين ہو! اوروه فضلاء جن کودرس گاه اور جامعه کی *طر*ف سے یہ جبھہ ویہ جب ونسہ، اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي اوررضيت لكم الاسلام دينا اور كنتم خير امة، اور امة وسطًا لتكونوا شهداء على الناس كالميمال تميل سر فيفكيت في حكامواور پھران كور حسماء بينهم ، اور اذلة عسلى السمومنين ، اعزة على الكافرين، يجاهدون في سبيل الله ولايخافون لومة لائم أور تأمرون ب السمعروف و تسنهون عن المنكو پِمُشْمَل سندا بليت مل چکی بوادر يهاں تک كه لاخوف عليهم ولاهم يحزنون ، اور ثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا کا اعلان فرما کران پر دائمی اعتماد کا بھر پورا ظہار کر دیا گیا ہو، تو ظاہر ہے کہ بید فضلاء جب

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مغتى اعظير مقتى محمد عبدالقيوم ہزاروى میدان عمل میں اتریں گے، تو شعبہ ہائے زندگی میں انقلاب بر پا کر کے مثالی معاشرہ تشکیل دیں گے۔ مدرسة الرسول کے لیمی اورتر بنتی اثرات "فاضلین پر" کسی تعلیم کی اہم کامیابی سے ہوتی ہے کہ ستقبل پر وہ اپنے اثرات قائم کر کے انقلاب پیدا کردے اور اس کے حاملین اہم اور نازک ترین مواقع پتعلیمی اور تربی تقاضوں سے سرِ مواخراف نہ کریا کیں۔ اس معیار کو پیش نظرر کھتے ہوئے ، مدرسہ نبوت کے فارغ کتحصیل فضلاء کے چند داقعات نمونہ کے طور پرہم پیش کررہے ہیں،جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ مدنی تعلیم کس قدر جامع اورمؤ ثر نیز دوسروں کے لیے قابلِ تقلید ہے۔

مدرسه نبوت کے ساسی اثرات:

حضرت ابوبكررضي التدعنه جب خليفه قرارديئ كجئتو داخلي طوريرايك طرف قوم ، وصال نی صلی اللہ علیہ وسلم کے تم میں اپنے ہوش وحواس کھو چکی ہے اور دوسری طرف شور وغوغا کے علاوہ ارتداد، بغاوت کا سامنا ہے۔ خار جی طور پرمحاذ وں پر جنگ کے شعلے ہیں، بلکہ ایک بڑی طاقت، ریاست پر حملہ کے لیے صف آراء ہے۔ اس تازک موقعہ پرجیش اسامہ کا مسلہ پیدا ہوا۔ اکثریت کی رائے تھی کہ جیش کوروک لیا جائے تا کہ داخلی محاذ میں خلاء پیدانہ ہو، جب کہ آپ کا مفرد موقف تقا که میں خارجی اور داخلی دونوں محاذوں پر مقابلہ جاری رکھوں گا۔ اکثریت کی رائح معقول اورعكم سياست كامروجه اصول تفاليكن حضرت ابوبكر صديق رضي الله عنه جنهون نے تمام زندگی خاموش متانت سے اپنے معلّم کی خدمت میں گزاری تھی، نے مفردرائے پر قائم رہتے ہوئے جیش اسامہ کوروائگی کا حکم دیا۔ جیش اسامہ کوردانہ کرنا تھا کہ داخلی اور

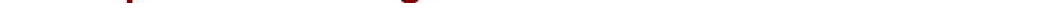




آپ پرایک ذمی مجوی کنسل شخص کھلے بازار میں باغیانہ اقدام سے حملہ آور ہوتا ہے مگر آپ اس اشتعال انگیز موقعہ پر موت وحیات کی کشکش میں ، بعد میں آنے والے خلیفہ کو دصیت فرماتے ہیں کہ: اوصبي الخليفة من بعدي باهل الذمة خيرًا ، ان يوفي بعهدهم و ان يقاتل من ورائهم ولا يكلفهم، فوق طاقنهم. (بخارين، ١٦٠٠) کہ میرے بعد آنے والے خلیفہ کو میری وصیت ہے کہ ذمی حضرات کا خاص خیال کے،ان سے کیا ہوا عہد پورا کرے اور ان کی حفاظت کے لیے جنگ سے بھی گریز نہ کرےاوران پران کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نیڈالے۔(بخاری خی اہم ۴۷۹) اپی قوت داختیار کی دسعت کے باوجود ، اپنی عزت وجان کواخلاقی سربلندی

https://ataunnabi.blogspot.in متالات مغتى اعظر مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى $\Lambda\Lambda$ پر قربان کر کے سید نا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دنیا میں اخلاقی قدروں کی حفاظت کا مثالی سبق دیا ہے۔ آئيني اورقانوني اثرات: حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہیں، آپ کی زرّہ گرجاتی ہے ایک عیسائی ذمی اٹھالیتا ہے۔ آپ نے قاضی شرح کی عدالت میں عیسائی کے خلاف دعویٰ دائر کردیا کہ میری زرّہ اس سے واپس دلائی جائے۔نصرانی کوعدالت میں طلب کیاجاتا ہے گراس کا اصرار ہے کہ زرّہ میری ہے۔قاضی صاحب امیر المونین سے گواہ طلب کرتے ہیں، آپ گواہ ہیں پاتے۔قاضی نے ذمّی کو قابض ہونے کی حیثیت سے فتم لے کراس کو مالک قرار دے دیا۔امیرالمونین عدالتِ شرعیہ کا فیصلہ ین کرسر سلیم خ کرتے ہوئے،اپنے مخالف فریق کے ہمراہ عدالت سے باہرا تے ہیں، ذرّہ لے کر

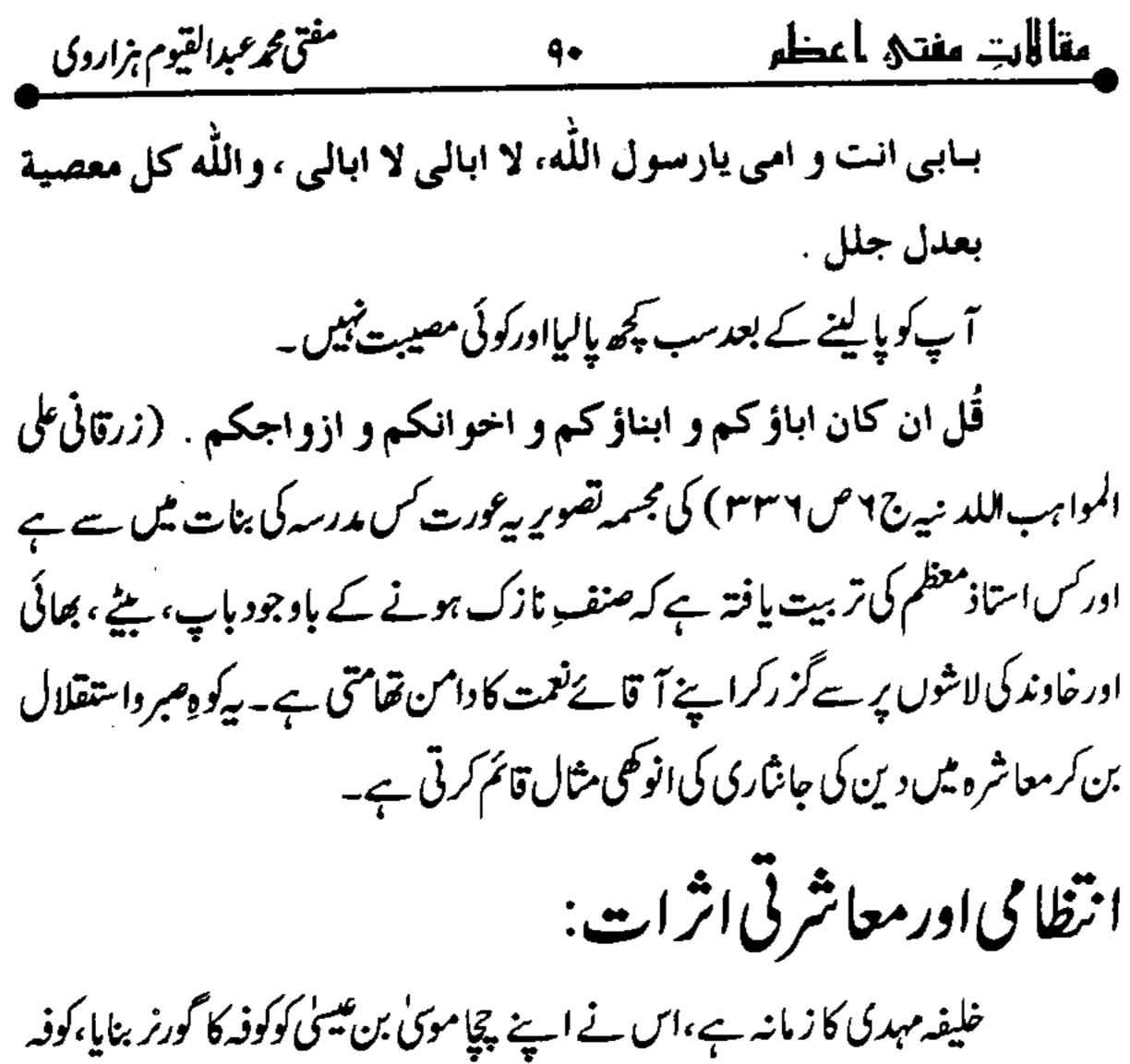
نصرانی چل پڑتا ہے لیکن چند قد موں کے بعد واپس آ کرامیر المومنین کو آواز دیر خطاب کرتا ہے کہ آپ عدالت کے فیصلہ پر داضی ہو گئے؟ آپ نے فرمایا: بیشک، اس پر نصرانی جو کہ مملکت اسلامیہ کا ذمی ہے، اعلان کرتا ہے کہ واقتی تمہا دے نبی اور دسول کا دین سچا ہے اور اسی اسلامیہ کا ذمی ہے، اعلان کرتا ہے کہ واقتی تمہا دے نبی اور رسول کا دین سچا ہے اور اسی اسلامی عدل وقانون کی بناء پر دنیا قائم ہے۔ اس کے بعد نفر انی کلمہ پڑ هتا ہے ۔ عدالت اور مدعی دونوں سے معذرت کرتا ہے اور زرّہ امیر المومنین کو واپس کر دیتا ہے۔ (البدا میہ والنہ نیة ، ج ۸ میں میں) عدالت کے شرعی فیصلہ کو اپنے ذاتی وقار اور منصب کا مسلہ نہ بنانا اور ایک ذمی کے حق میں عدالتی فیصلہ کی بناء پر اپنے تی میں میں اور قانون کی کے حق میں عدالتی فیصلہ کی بناء پر اپنے حق میں عدالتی فیصلہ کی بناء پر اپنے حق



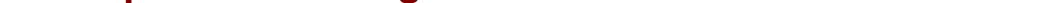
https://ataunnabi.blogspot.in

مفتى محمة عبدالقيوم ہزاردی مقالات مغتى اعظم 88 اقتصادی اثرات: خليفه ثاني حضرت سيدناعمر فاروق اعظم رضي التدعنه بحيز مانه ميس عراق وفارس فتح ہوتا ہے، سواد عراق کے زرخیز خطہ پر قبضہ کے بعد غانمین اور اکثریت کا مطالبہ ہے کہ باقی غنیمت کی طرح بیز مین بھی غانمیں میں تقسیم کی جائے۔ دونوں طرف سے دلاکل اپن جکہ پر بگر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انو کھا استدلال ہے کہ اگر فتو حات میں زمینیں بھی تقسیم کر کے غانمین کی ذاتی ملکیت قرار دی جاتی ہیں تو بعد میں آنے والی سلیں ان لوگوں کی محتاج ہو کررہ جائیں گی اور نظام حکومت کیسے چلاسکیں گی، جب کہ نظام حکومت کے اخراجات پورا کرنے کا بڑا ذریعہ بیدزمینیں ہیں جن کی بناء پرجزیہ اورخراج وصول ہوتا ہے۔ فاروق أعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کابیا نقلائی فیصلہ ان کے ماہرا قتصادیات ہونے کا مثالی ثبوت ہے جس نے آج تک ماہرین معیشت کود کوت فکردے رکھی ہے۔ (تاريخ المذاجب الاسلاميه-ج ٢ ص ١٢) مثالى قرّبانى وجانثارى: جنگ احد سے واپسی پرشہداء کی لاشیں واپس آ رہی تھیں ،ایک انصار ی عورت لاشوں کا استقبال کرتی ہے، جارلاشیں اس کے سامنے سے گزرر بی ہیں، بیدلاشیں اس عورت کے والد، بیٹے، بھائی اور خاوند کی ہیں۔ یہ چاروں لاشیں سامنے ہیں انصاری عورت دیکھر بی مگر بیہ بنت الاسلام غازیوں سے سوال کیا کرتی ہے؟ اتن تیز نگا ہوں سے س **کی کو تلاش کرتی ہے، کہتی ہے میرانی کہاں ہے؟ میرا پیارا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام** کہاں ہے؟ وہ کیسے میں؟ بتاؤ جلدی بتاؤ۔غازی تسلی دیتے میں کہ خیر ہے، کہتی ہے جھے جلدى دكماؤ، مجصح جلدى بتاؤ، كدهري باحضور عليه الصلوة والسلام كود كم يرآب كادامن مبارک پکڑ کر عرض کرتی ہے:

https://ataunnabi.blogspot.in

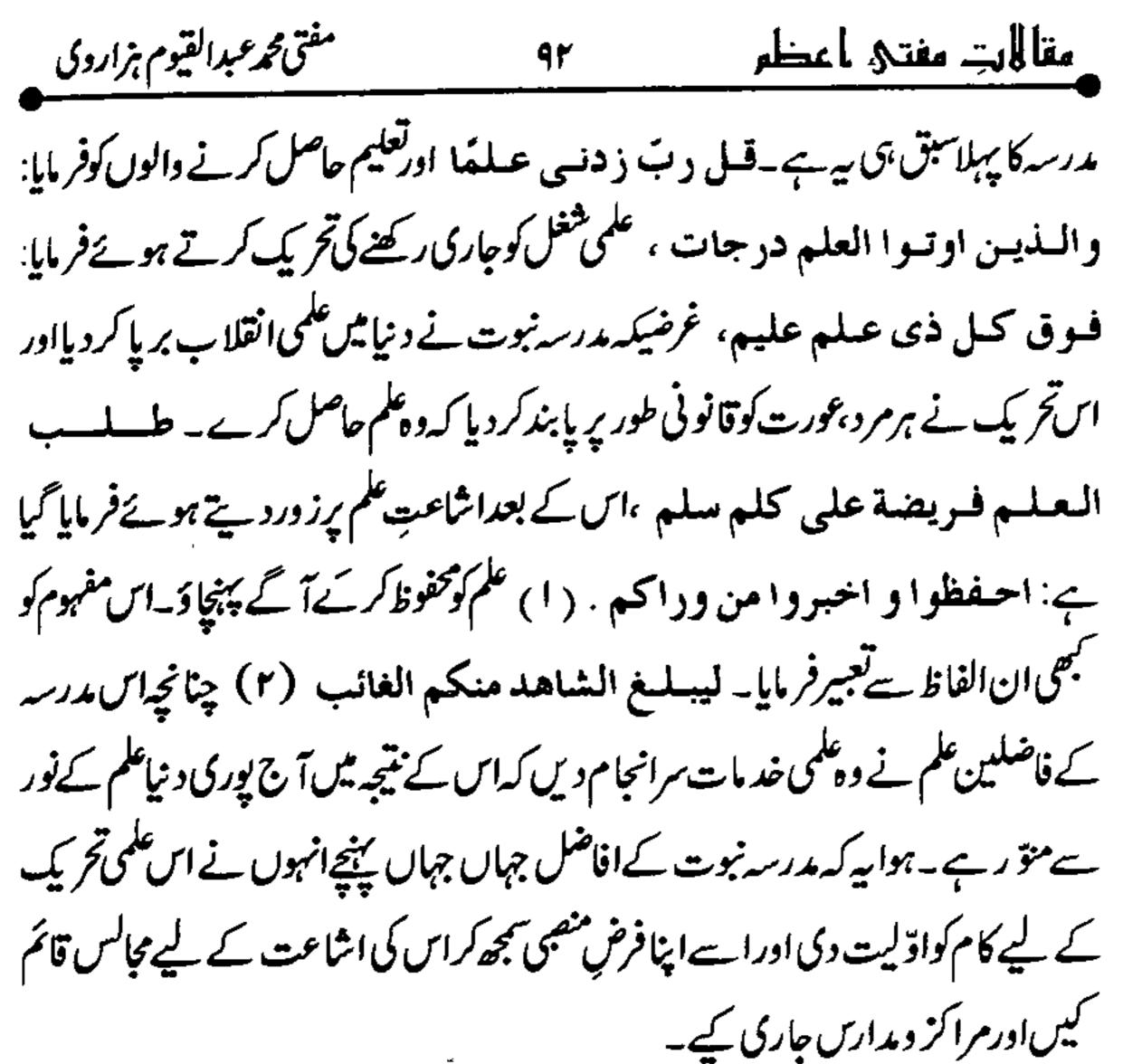


کے قاضی شریک بن عبداللہ کے پاس ایک عورت، گورنز کے خلاف دعویٰ داخل کرتی ہے کہ میرے باغ کی دیوارتو ڑ کر گورنر نے اس پر رات قبضہ کرلیا ہے اوراپے باغ میں شامل کرلیا ہے۔ کیونکہ وہ مجھے فروخت پر مجبور کرتا تھا، میرے انکار پر اس نے بید کاروائی رات کے اند حیرے میں کی ہے۔قاضی نے تمن کے ذریعہ گورنر کوعدالت میں طلب کیا، گورنر خود حاضر ہونے کیا بجائے قاضی صاحب کو خط بھیجتا ہے کہ ایک عورت کے کہنے پر آپ نے میرے خلاف تمن جاری کردیا ہے۔ بیخط در بان کودے کر قاض کے پاس بھی بتا ہے، دربان سیا بی کو معلوم تھا کہ عدالت بچھے گورنر کا خادم تبجھ کر معاف نہیں کرے گی، معذرت کرتا ہے گر کورنر نے حکماً جانے پر مجبور کیا، سپاہی عدالت میں پیش ہو کر خط دیتا ہے تو قاضی صاحب نے حکم · یا کہ سپاہی کونظر بند کردو۔ اس پر گورنر نے قاضی کے دوست تلاش کیے ان کو قاضی صاحب ے پاس سفارش بنا کربھیجا کہ میرے سیاہی کو تھوڑ دیا جائے، وہ قاصد ہے اس کا کیا قصور

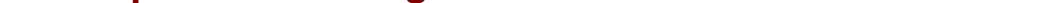




پھر درخواست قابل ساعت ہوگی۔ چنانچہ کم کے ازالہ کے بعد ، مائی کی سفارش پر گورنر اور نظر بندوں کور ہا کر دیا گیا۔(نفحات الخلو دہں ۹۹) معاشرتی ، انتظامی اور عدالتی وقار که گورنر ، بھی خلیفہ کا چچا ، اپنی سرکشیوں کے باوجودعد لیہ کے سامنے عاجز ہے، بے بس ہے۔ بیہ معاشرتی انقلاب کس مدرسہ کی تعلیم کا نتیجہ ہے؟ س فانسل کی تربیت نے قانون کے سامنے طافتور کو کمزوراور كمزوركوطاقتورينايا ب؟ مدرسہ نبوت کے کمی اثرات: ہ پر سرا یک تحریک کانام ہے جس کے اثرات پوری دنیا میں محسوس میں۔ اس



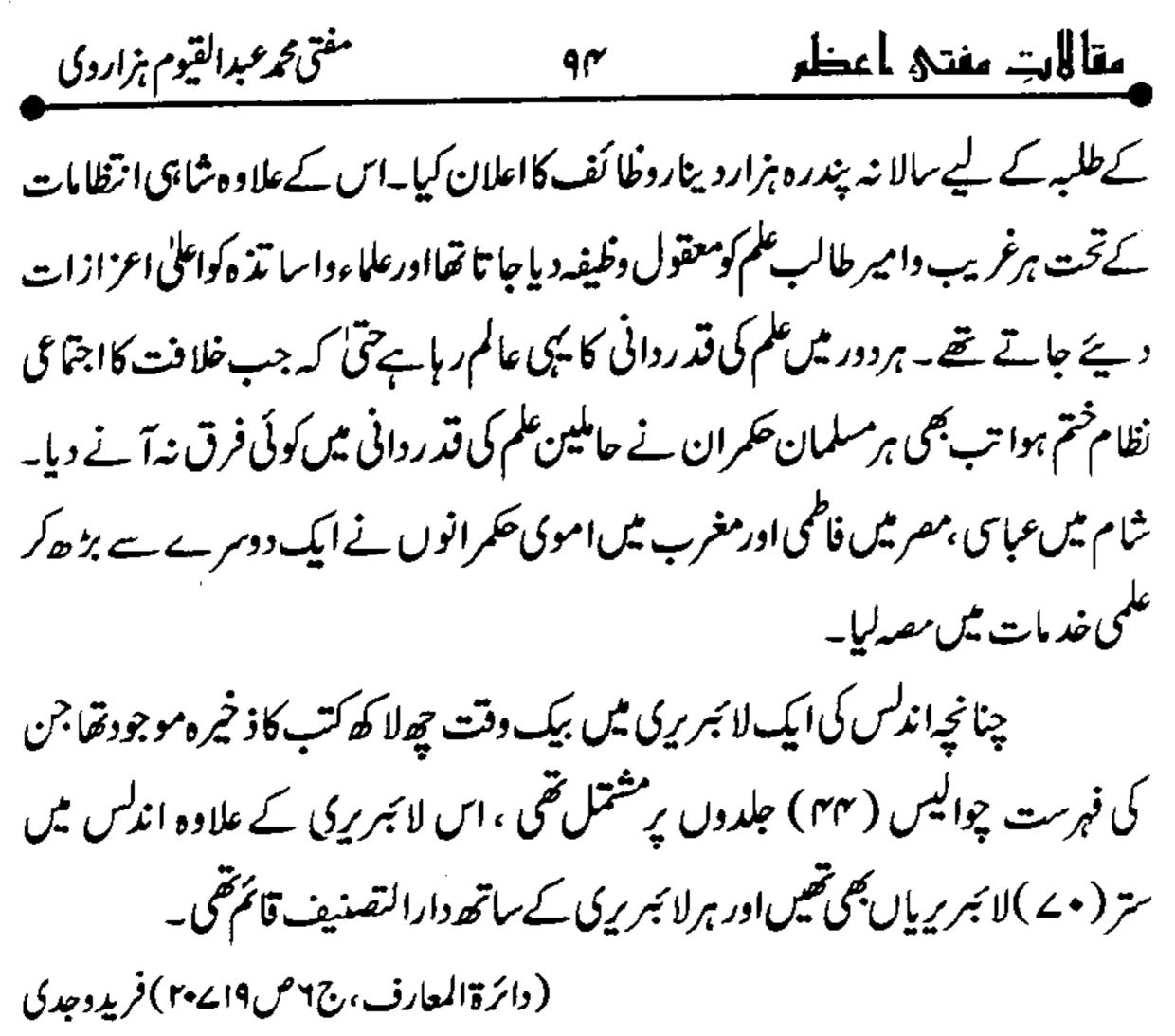
اورخود ایک ایک علمی نقطہ کے لیے تحض حصول علم کی نتیت سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل کاسفر کیا۔ یے سروسامانی کے عالم میں ہوشم کی کوفت برداشت کی ۔تاریخ شاہد ے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب مدینہ منورہ میں سنا کہ مصر کے قاضی عبراللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک حدیث ہے جو قصاص سے متعلق ہے اور اس حدیث کا اس وقت اور کوئی حامل موجود نہیں ہے تو حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے فوراً سواری کے لیے ادنٹ خریدا، ایک ماہ سفر کیا، سید ھے مصر پہنچ کر قاضی صاحب کے گھر جا کر دستک دی۔ بچ نے اندرجا کر قاضی صاحب کو بتایا کہ ایک مسافر آیا ہے، قاضی صاحب با ہرتشریف لائے تو حضرت جابر بن عبداللہ کود کھے کر حیران رہ گئے۔ یو چھا: بھائی صاحب! اجا تك كي تشريف لائح؟ فرمایا ایک حدیث، قصاص سے متعلق تمہارے پاس ہے۔اس کی ساعت کے





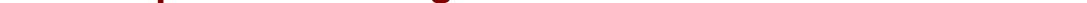
ع من رف سی سی می الد معاید معانی که میں نے رسول الد صلی الد علیہ وسلم سے سا ہرگز نہیں ! اس پر آپ نے ایک حدیث سنائی کہ میں نے رسول الد صلی الد علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص محض علم کے لیے سفر کرتا ہے تو فر شتے اس کے قد موں تلے اپنے پُر رکھتے ہیں۔ میں معلی اشتیاق اور خلوص جس کی مثال دوسری کوئی قوم پیش نہیں کر سمتی سی تر بیت صرف مدرسہ نبوت نے ہی دی ہے۔ ای تحریک کا نتیجہ ہے ابو جعفر منصور نے بغداد میں جس مرف مدرسہ نبوت نے ہی دی ہے۔ ای تحریک کا نتیجہ ہے ابو جعفر منصور نے بغداد میں جس مرف مدرسہ نبوت نے ہی دی ہے۔ ای تحریک کا نتیجہ ہے ابو جعفر منصور نے بغداد میں جس مرف مدرسہ نبوت نے ہی دی ہے۔ ای تحریک کا نتیجہ ہے ابو جعفر منصور نے بغداد میں جس مرف مدرسہ نبوت نے ہی دی ہے۔ ای تحریک کا نتیجہ ہے ابو جعفر منصور نے بغداد میں جس مرف مدرسہ کو جاری کیا، ہارون الرشید کے زمانہ میں اس کو جامعہ کی شکل دی گئی اور پورے ملک میں مجد کے ساتھ مدرسہ قائم کر نے کا تھم دیا گیا، اس کے بعد مامون الرشید نے اس کو مثال یو نیورش بنانے کے لیے دنیا مجر سے ماہرین علوم طلب کر کے جامعہ میں تعینات کیے اور اطراف عالم سے کتب جن کر کے تصنیف وتا لیف کا شعبہ قائم کیا۔ مامون کے ایک وزیر نے اس جامعہ کو دولا کا دینا رکا عطیہ دیا اور ساتھ ہی وہ ہاں

https://ataunnabi.blogspot.in



اشاعت علم:

مدرسته نبوت کے اوّل فاضلین کرام نے ایپ ایپ مراکز میں تعلیم کا سلسله شروع کیا۔ چنانچد مدینه منورہ کے علاوہ مکہ مکر مد، دمشق ، عراق ، مصر، یمن وغیرہ میں صحابه کرام نے مدارس قائم کیے۔ مدینه منورہ میں سیدنا فاروق اعظم ، عبد الله بن عمر ، حضرت عاکشہ صدیقہ ، زید بن ثابت اور عبد الله بن عباس رضوان الله علیم اجتعین نے کثیر تلامزہ ایپ دا ث چرزے بین ڈبن اور عبد الله بن عباس رضوان الله علیم اجتعین نے کثیر تلامزہ ایپ دا ث چرزے بین ڈبن اور عبد الله بن عباس رضوان الله علیم اجتعین نے کثیر تلامزہ ایپ دا ث چرزے بین ۔ جن میں سید سیب ، عروق بن ز بیر تاسم بن ابی بکر ن میں سے نے اس مدرسه میں ایپ اسا تذہ کرام کی تعلیمات کوتر قی دی ۔ پھر ان کے تلامذہ میں سے کوان کے تلامذہ میں ایپ اسا تذہ کی تعلیمات کو مرق دی دی بھر ان کے تلامذہ میں سے کوان کے تلامذہ میں حضرت ان رضی اللہ حصوصاً مغرب (مراکش) اور افرایق مما لک میں آپ کے مسلک نے خوب تام پیدا کیا۔



مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 90 المرتضح رضی اللہ عنہمانے مدر ہے قائم کیے جن کے تلامذہ میں سے علقمہ، ابراہیم تخفی اور حماد بن ابی سلیمان وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فاضلین کی کثیر تعداد تیار کی ،جن میں سے امام ابوصنيفه رضي اللد تعالى عنه نے اپنے اساتذہ کے ذخیرہ علم پراجتہا دی کام کرکے اپنے تلامذہ کے ذریعہ تصنیف و تالیف پر توجہ فرمائی اور تدوین کے بعد پوری دنیا میں اس مدرسہ کی تعليمات مروّن ہوئیں۔ ا، ما بوحنیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ کے سلسلہ میں امام شاقن نے اور چران ے شاگر دحفرت امام احمد بن عنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علیحدہ اپنے مدر سے قائم کیے اور اپنے اجتہادی کام کومد وّن فرما کررواج دیا۔ان مذکورہ چارمدارس نے پورے نظام حیات کو مدوّن کرلیا۔جبکہ اس سے قبل اور بعد پورانظام حیات مدوّن کرنے کا کسی مجتہد کوموقع نہ ملا۔ اس لیے امت مسلمہ نے ان چار آئمہ کی تعلیمات پرا تفاق واجماع کیا۔ کیونکہ اس نظام حیات کی مکمل تدوین سے نہ صرف عمل کی راہیں متعین ہوئیں بلکہ امت مسلمہ اپنے علمی

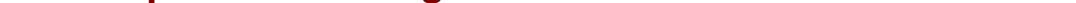
سلسله بين متند ہوگئی اورامت میں افتر اق وانتشار کی راہ مسد در ہوگئی۔

امت مسلمدكان چار مدارس كى تعليمات پراجماع كابى نتيج ب كراس ك بعد تمام فقها -، علما -، محدثين ، مفسرين ان چار مسالك سے بى متعلق بير ، اوركو كى ايك بھى ان سے عليحدہ ندر با - اگر كى نے عليحد ور بنے كى كوشش كى تو اس كوشاذ قر ارديا گيا - اللہ تعالى ك بال قبوليت كى بيا يك بى علامت ب كراس پر مسلمان ا تفاق كرليس - ما د اہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حق . آئم اربعد كا امت پر بيا حمان عظيم ب ، شاہ ولى اللہ ، الا تصاف ميں فرمات بي : بعد المأتين ظهر فيهم التماد هب للمجتهدين باعيانهم و قل من كان لا يعت مد على مذهب مدجتهد بعينه اور پحر آ گرمات بي ف الت مان مان من كان لا للمجتهدين سو المهم اللہ تعالى العلماء. (الانصاف ميں اللہ منا ال

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مغتى اعظير مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى 94 لیعنی دوسری صدی کے اختیام پرایک معین مجتمد کے مذہب کی یابندی مرقرح ہو گی اور بہت کم لوگ تھے جو معین امام کے مذہب کے پابند نہ تھے اور فرمایا: بیدانڈ تعالٰی کی طرف مسے مقبولیت کاراز تھا۔ جوالٹد تعالیٰ نے علماء پر الہام فرمایا ہے۔غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے يون اتمام نعمت فرمايا اورسبيل المونيين كومتعين فرمايا _ اس كااتباع بى سواد إعظم اور جماعت عامہ کا اتباع ہے۔اس کا خلاف، افتر اق وتشتت ہے۔ و صلّى اللّه تعانى على النبي المعلم و اله و صحبه أجمعين و بارك وسلّم.

☆.....☆.....☆

.

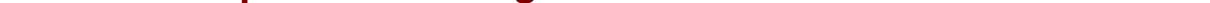


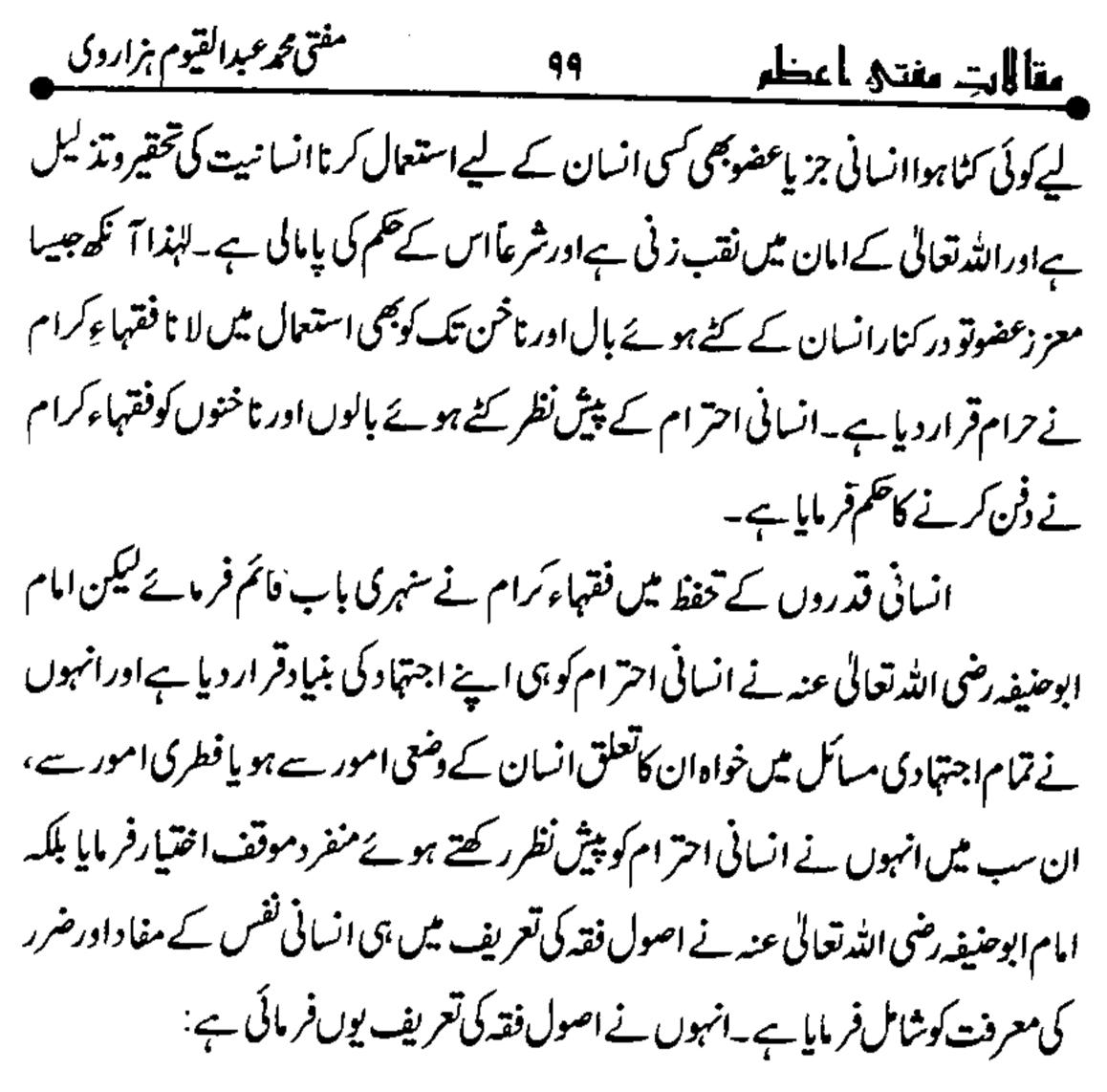
https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى متالات منتئ اعظم 92 فقہائے امت کی احترام انسانیت کے من میں خدمات اسلامی احکام ونظام کی غرض وغایت ہی احتر ام انسا نیت ہے۔ کیونکہ تمام شرعی احکام کامدارانسان کا نفع دنقصان ہے۔انسان کے لیے ہر صلحت شرعاً مطلوب اوراس کے لیے مفتر ت شرعا ممنوع قرار دی گئی ہے۔ اس کیے کا سُات کی ہر مفید چیز انسان کے لیے مباح ہے۔اور ہر مفرچیز اس کے لیے حذور، گویا کا بُنات کا وجود صرف انسان کے لیے ہے ادرتمام مخلوق اس کے تابع اور خلاہر ہے کہ متبوع ہمیشہ تابع سے افضل واکرم ہوا کرتا ہے۔

خالق کا نئات کے ارشاد " حسلتی لکم ما فی الارض جمیعا " میں ای حقیقت کودا ضخ فرمایا گیا ہے۔ انسان کو کرامت وشرافت کی بناء پر ہی ملقفِ عبادت قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے خلقی طور پر حامل کا نئات بنایا ہے۔ یہ پوری کا نئات کا مجموعہ ایک جہاں ہے اور یہ جسمانی طور پر جمادات سے لے کر حیوانات تک مخلوق کا جامع ہے اور روحانی طور پر مجردات کا تشخص ہے۔ جب پوری کا نئات کا خلاصہ یہ انسان اللہ تعالیٰ ک معرفت سے مرشار ہو کر مراسح د ہوگا تو پوری کا نئات اپنے خالق وما لک کی مطبع وفر ما نبر دار قرار پائے گی اور یوں انسان کے ایک محدہ کے ساتھ تمام مخلوق اپنے خالق وما لک کے سامنے مجدہ دیز ہو گی فرضیکہ ایک طرف کا نئات میں تصرف کے لیے خالق وما لک کے تارج خلافت سے نواز کر مکر م فرمایا تو دوسری طرف مخلوق نے اپنے ملوکیت کے اظہار میں

https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ أعظم ٩٨ -اینا قائد بنا کرانسان کو متر مقراردیا۔ و لیقید کرّمنا بی ادم و حملنا هم فی البر والبحر و رزقنا هم من الطيبات و فضلّنهم على كثير ممن خلقنا تفضيلا ٥. ترجمہ: بیٹک بنی آ دم کوہم نے عزت دی اوران کوہم نے خشکی اور دریا پر سوار کیا اوران کو ہم نے پاک رزق دیااور ہم نے اپنی بہت سی مخلوق پران کو کامل فضیلت دی۔ فرما كرالتد تعالى أساني كرامت كوداضح فرمايا تو دوسرن طرف انا عرضنا الامانة على السمون و الارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها و حملها الانسان 0 ہم نے زمین، آسان اور پہاڑوں پرامانت کو پیش کیا تو انہوں نے اٹھانے سے ترجمہ: انکار کردیا اور اس سے ڈرگئے اور انسان نے اسے اٹھالیا۔ فرما کر،انسان کوکا ئنات کامحتر مقراردیا ہے۔

فقهاء کرام کا اتفاق ہے کہ اسلامی احکام کا محور صرف پانچ امور ہیں۔ انسان کا نفس ، دین ، مال ، سل اور اس کی عقل۔ چونکہ انسان کی حیات اور اس کی بقاء کا مدار یہ پانچ چزیں ہیں اس لیے ان پانچ امور کے مصالح اور مفا سد کا حصول اور دفع ، ی مقاصد احکام قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا فقہاء کرام نے اسلامی احکام کے انہی مقاصد اور مصالح کوا پنی توجہ کا مرکز بتایا اور اجتہا دی ذریعہ انہوں نے انسانی عظمت و کر امت کا تحفظ فر مایا ہے۔ ای بنیا د مرکز بتایا اور اجتہا دی ذریعہ انہوں نے انسانی عظمت و کر امت کا تحفظ فر مایا ہے۔ ای بنیا د پر انہوں نے انسانی اعضاء کا تبذل واستعال اور ان کی خرید دفر و خت کو منوع اور باطل قر ار دیا۔ کیونکہ انسانی کا طرح اس کے اجزاء بھی شرعاً عمر مو محتر م ہیں۔ دیا۔ کیونکہ انسانی کو باتی تحلق کہ مُ مَا فِی الکَ رُضِ جَمِیْعًا " فرما کر جس طرح کر امت انسانی کو باتی تحلق کہ مُ مَا فِی الکَ رُضِ جَمِیْعًا " فرما کر جس طرح پر اینہدین کم اِل التَ التَ اللہ اُلہ کو باتی تحلق قرار این کی خرید دور ایس ان سیاسی کر جس اور ا





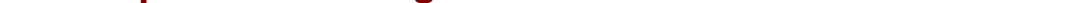
معرفة النفس مالها و ما عليها . لیعنی انسان کے لیے مفید اور مصر امور کو پہچانے کا تام اصول فقہ ہے۔ یہاں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے احتر ام انسا نیت کے بارے مثالیں پیش کی جاتی ہیں ۔ عرفه وتعامل الناس: اس لیے امام اعظم نے انسان کے قول وقعل کو ایک حد تک قانو نا تحفظ دیتے ہوئے عرف اور تعامل الناس کو بھی احکام کی بنیا د قرار دیا تا کہ انسانی احترام کے پیش نظر اسکے وضع کردہ امور کو مہمل ہونے سے بچایا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تنفی اصولوں کے تحت حلال دحرام میں ترمیم سے بچتے ہوئے حتی الا مکان عامۃ الناس کے معاملات کو درست قرار

https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم بزاروي مقالات مغتى اعظم 1++ دیا گیاہے بلکہ ان امور میں اس وقت تک عوام کی موافقت کی جائے گی۔ جب تک ان کی ممانعت برکوئی شرعی دلیل متحقق نہ ہو۔ عرف د تعامل کے اعتبار سے جہاں احناف کے ہاں بہت سے معاشرتی مسائل حل ہوتے ہیں۔وہاں اس سے انسانی قدروں کے احترام کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس ے انسان من حیث الانسان مسلمان ہویا کافر، عالم ہویا جاہل کے قول دفعل کوایک طرح ے قانون اور بموعی طور پرانسانی معاشرہ کوا یک طرح سے مقنن کا درجہ حاصل ہو ^اجا ہے۔ شخصي آزادي: امام اعظم رحمة اللدعليہ نے احترام انسانیت کی بناء پرشخصی آ زادی کوانتہائی اہمیت دی ہے اور انہوں نے ہر پہلوشخصی آ زادی کا تحفظ فرمایا ہے اور کسی طاقت کی مداخلت کی بجائے، آپ شخصیت سازی میں اخلاقی احساسات کواجا گر کرنے کے قابل تصحتا کہ قانونی

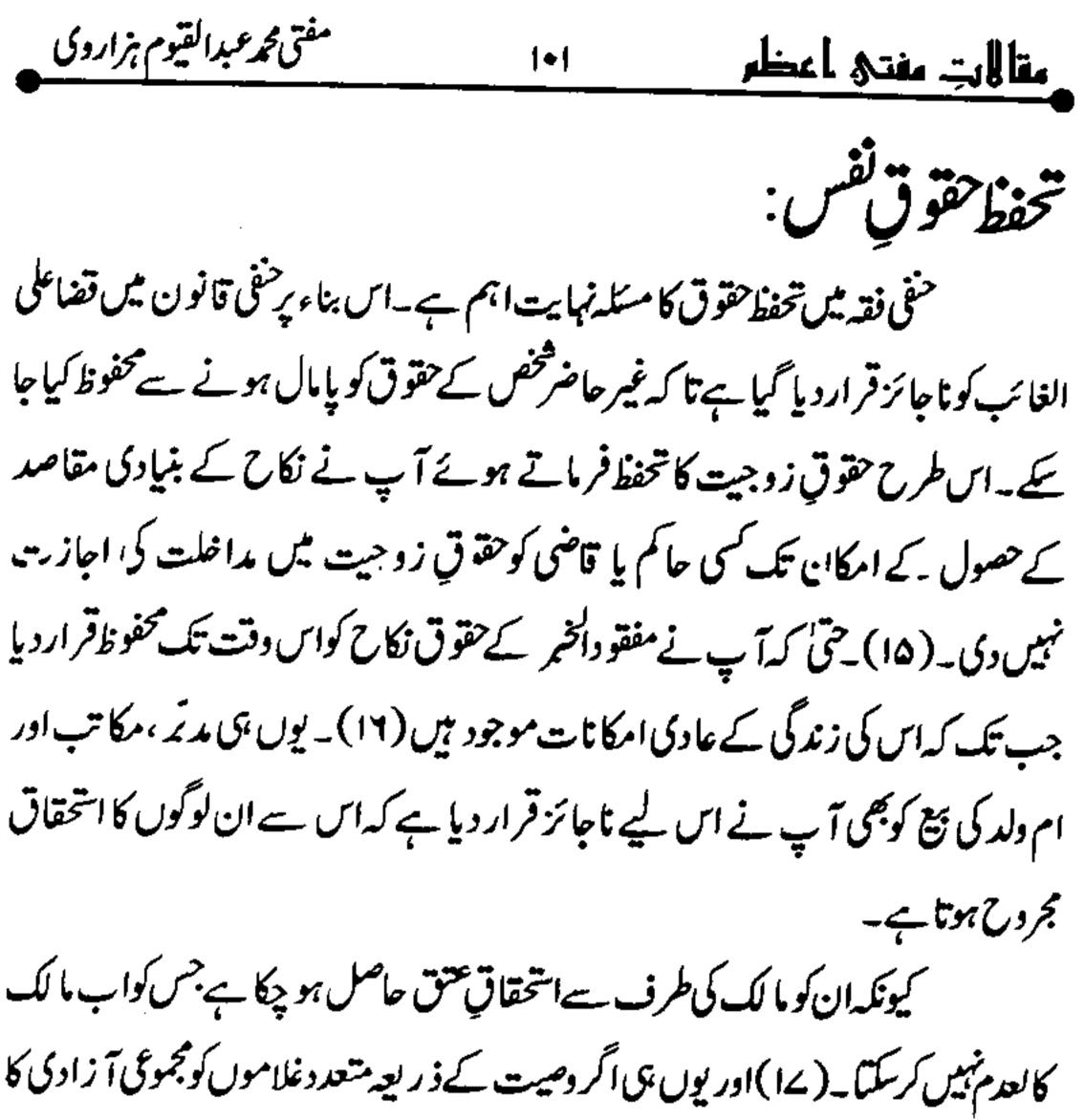
جرکی بناء پرانسانی قدریں پامال نہ ہوں۔ **ولایت نفس**:

انسان کے اکرام واحتر ام کے طور پرامام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ولایت نفس کی بے مثال پاسداری فرمائی ۔ اس لیے ان کے ہاں عاقلہ بالغہ لڑکی کو اپنا نکاح کرنے کا خود اختیار ہے۔ اور اس طرح آ ب نے شادی شدہ لونڈی کے آ زاد ہونے پر اس کو دریع اختیار دیا ہے کہ دہ غلامی کے دور میں مالک کے کیے ہوئے نکاح کو فنخ کر سکتی ہے خواہ اس کا خاوند حرہ ویا عبد ہو۔

چونکہ معیارِ ولایت حاصل ہونے کے بعد انسان فطری طور پر اپنے ذاتی معاملات میں دوسرے کی مداخلت کو ہتک نفس قرار دیتا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ احترامِ نفس کے طور پراس کی ولایت کو تسلیم کیا جائے۔



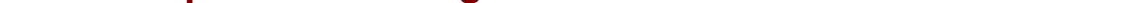
https://ataunnabi.blogspot.in



حن ملتا ہوتو آپ کے موقف میں وہ سب آ زاد قرار دینے جائیں گے۔اگر چدان سب کی قیت دصیت کرنے دالے کے تر کہ کے مکث سے زائد ہولیکن زائد ہونے کی صورت میں ہر ایک غلام کواییخ حصه کی زائد رقم ورثاء کوادا کرنی ہو گی (۱۸)۔ چونکہ طبعی طور پرانسان ایپنے حقوق کی یامالی کو برداشت نہیں کرتا اور اس کوعزت گفس کے منافی جانتا ہے اس لیے تحفظ حقوق سے متعلق امام عظیم رضی اللہ عنہ کے بیم نفر دقیطے ہنسانی احتر ^{ہن} کی اعلیٰ پاسدار ک کے کامل نمونہ ہیں۔ ملكيت مي تصرّف: ابنی ملکیت میں تصرف کی آ زادی بھی حنفی فقہ کی خصوصیت ہے، مثلاً جب کوئی لڑ کا سنِ بلوغ میں کامل ہوجانے کے باوجود فضول خرچی سے بازنہیں آتا تو اس صورت میں امام

مغالل بندي اعظر (۱۰ مانه) https://ataunnabi.blogspot.in acaunnabi.b] مفتى محمد عبد القيوم ہزاروى ۱۰۲ اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک قاضی کو بیاختیار نہیں کہ وہ اس لڑکے کواپنے مال کے تصرف سے محروم وبخو رقرار دے (۱۹)۔ اس طرح آپ نے دیوالی پخص کو بھی اپنی ملکیت میں تصرف کرنے سے حروم کرنے کا اختیار قاضی کوہیں دیا۔ (۲۰) چونکہ اپنی ملکیت میں تصرف کی آ زادی میں غیر کی مداخلت فطری طور پرانسانی حمّت کے لیے پیلنج قرار دی جاتی ہے۔ اس لیے انسانی وقار اور اس کی غیرت کا تحفظ فرماتے ہوئے امام ابو صنیفہ ؓنے تصرف کی آزادی کواحتر ام انسانیت کے لیے لازی قرار دیا ہے۔ فكرى آزادى: امام اعظم رحمة الله عليه حريت فكرك زبردست حامي تتص_ان كاموقف تقاكه صاحب فكرانسان كاآ زادر ہناضروری ہےتا كہوہ بح سوچ وفكر ميں آ زادمنش رہ سکے۔اس لیے آپ نے سرکاری ملازمت کوممنوع قرار دیا بلکہ آپ کی رائے میں اس کوخلیفہ یا حاکم کا

مر سید یا دخلیفہ بھی قبول نہیں کرنا چا ہےتا کہ دہ کلم حق کہنے میں بے باک رہ سے (۲۱)۔ آ پ کا بید موقف بھی صاحب فکر انسان کی عظمت و احتر ام کا محافظ ہے کیونکہ سرکاری ملاز مت انسانی سورچ اور فکر کو محر دم تی ہے اور انسان کو ذہنی غلامی میں مبتلا کر دیت ہے جو کہ ایک کامل انسان کے مقام داختر ام کے منافی ہے۔ **احتر ام انسا نہیت دستور ہے:** امام الائمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے احتر ام انسانیت کو دستور قرار دیتے ہوئے اہم فیصلے فر مائے حر ہ محورت کے مہر کے مسلہ میں آپ کا خصوصی موقف ہے ہے کہ اس کا مہر شرعی حق ہے جس میں کسی انسان کو بلکہ خود عورت کو بھی مداخلت کا اختیار نہیں لہٰذا کسی دلی یا خود عورت کو بیا فتی رہیں کہ دو ہنچر مہریا شرعی مقد ار سے کم یا مہر میں مال کے بغیر کسی اور شرط پر نکار کر سکے ۔ کیونکہ انسانی جزیا حصہ سے انتخار کا استعال احتر ام انسانیت کے منافی نکار کر سکے ۔ کیونکہ انسانی جزیا حصہ سے انتخار کا استعال احتر ام انسانیت کے منافی نے منافی کہ منافی کہ منافی کی ہو کہ کا میں میں مال کے بغیر کسی اور شرط پر





یادر ہے کہ اکر آس اسی جند جز کیات بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ورندا تمد اسلاف کی متفقہ اجتہادی خدمات میں سے چند جز کیات بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ورندا تمد اسلاف کی متفقہ رائے ہے کہ احتر ام انسانیت ہی ابوحنیفہ کی فقہ ہے (۲۵)۔ امام ابوحنیفہ کے وجود پر اللہ تعالیٰ کا شکر گز ارہونا چا ہے کہ انہوں نے لوگوں کے لیے احتر ام کی وسیع تنجائش پیدا کی ہے (۲۶)۔ اسی طرح دیگر موضوعات پر تفصیلی گفتگو ہے فقہا بچکرام کی احتر ام انسانیت سے متعلق خدمات کو پیش کیا جاسکتا ہے گر اختصار کھوظ خاطر ہے۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و اللہ و صحبہ اجمعین.

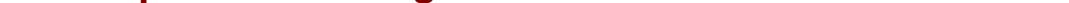
٠

ı.

Participation of the second se

حوالهجات

ا۔ قرآن پا ۲۸۶۹ ۲۔ قرآن پ۵۱ ۱۰/۵۰ ۳۔ قرآن پ۲۲ ۳۰/۲۳ ۴. عصمہ غزالی،۱۰ المتصفیٰ جا،ص ۲۸۷ ۹. ابوز جرہ،تاریخ المذاہب،ج۲،ص ۸۲ ۵۔ ابن عابدین،ردالخیار،ج۳،م کاا ۲۔ قرآن پ۲ ۱۹۵۶

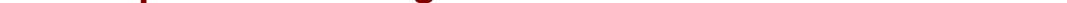


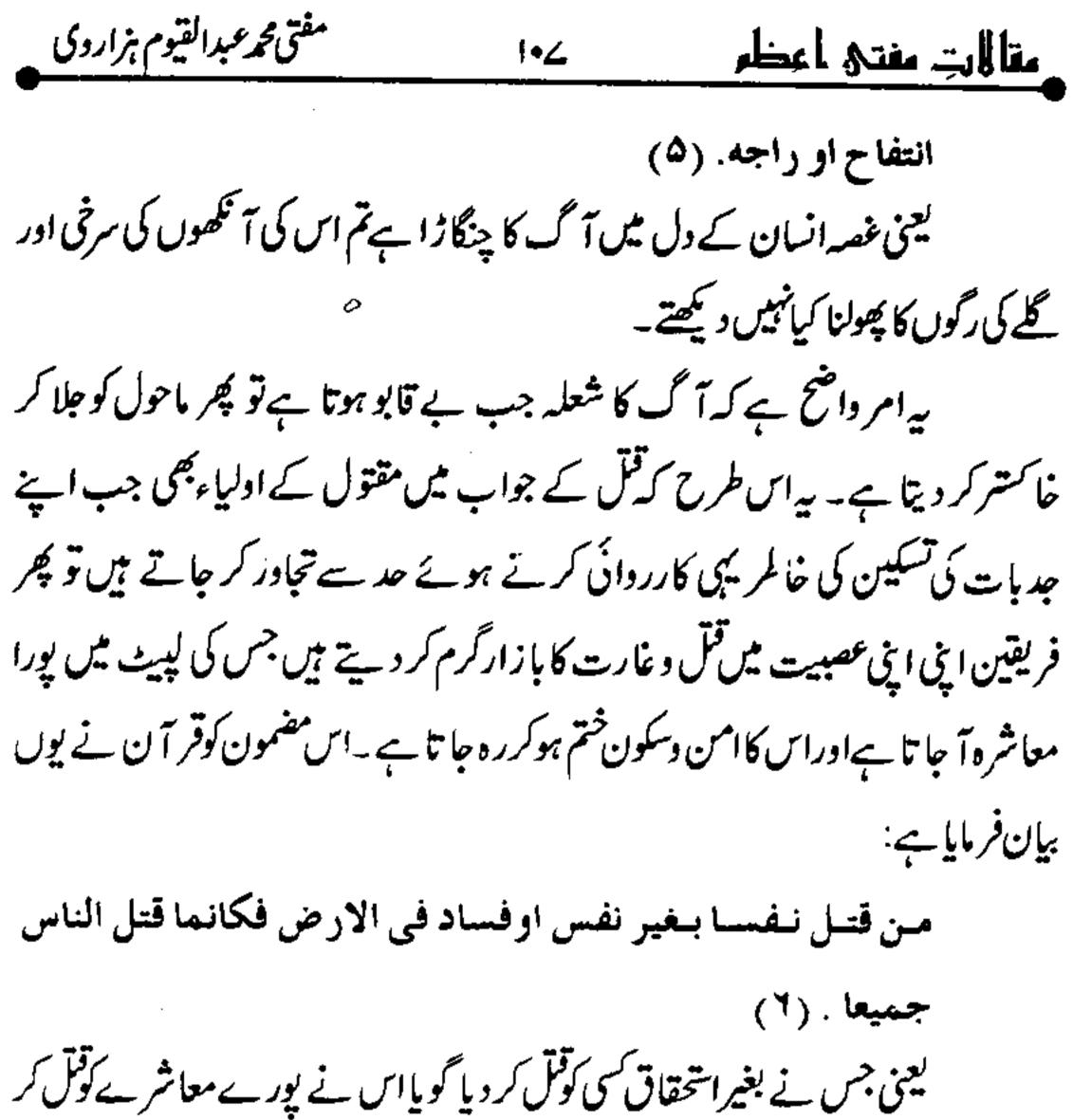
https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظم 1+0 امام ابن الحمام كمال الدين، فتح القدير، جساص ٣٦٨ 110 امام ابن الحمام كمال الدين، فتح القدير، جسم ٣٦٨ ۵۱_ امام ابن الحمام كمال الدين، فتح القدير، جس ٢٨ ٣ 11 امام على بن ابي بكر مرغينا في ، بدايه ، ج ٢ ، ص ٥٢ ٣ _14 امام ابن عابدين، شامى، ج ٢، ص ٢١ _1A اماما بن الحمام كمال الدين ، فتح القدير، ت ٢، صب ١٣ _1<u>9</u> امام ابن طاہرین ،ردائمتار، ج۵، ص۱۰۱ _1* ابوز ہر ہمصری، تاریخ المذاہب، ج۲ میں ۱۳۹۲ تا ۱۳۹ _*I امام ابن تجمیم، بحرالرائق، ج۳، ص۱۳۴ _ 11 امام این تجیم ، بحرالرائق ، ج ۳ ، ص ۱۳۶ _17" امام ابن تجيم، بحرالرانش، جرم ١٣٦ _111 حافظ ابوبكرين احمدين على الخطيب البغد ادى، تاريخ بغداد، جسوس مست _10

امام عبدالوباب الشعراني، الميز ان الكبري اردد، ج ا، ص ١٢٢

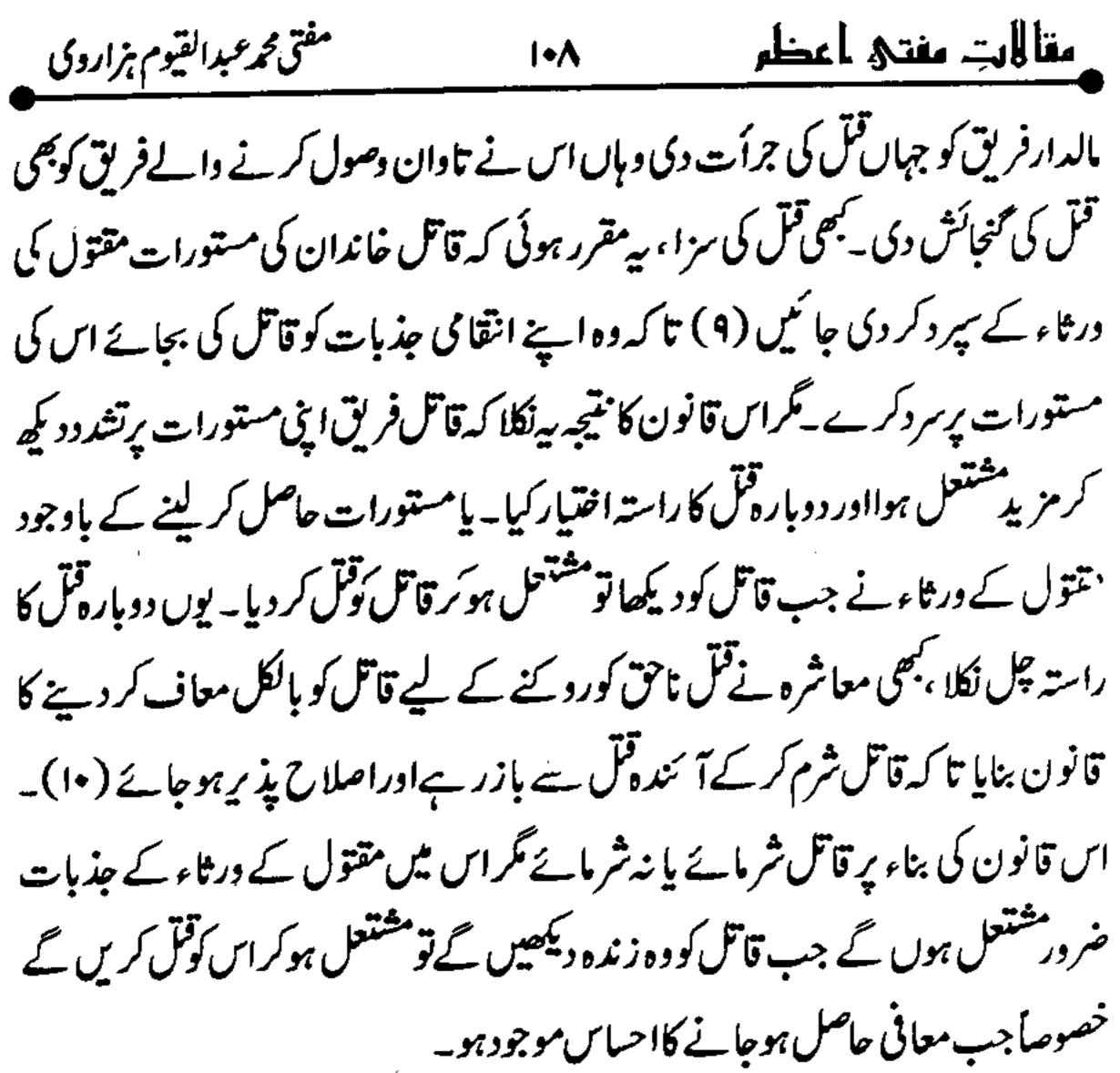
ት.....ት....ት

https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظير [+Y قانون قصاص انسانیت کی بقا کاضامن ہے قصاص، لغت میں مماثلت اور مسادات کو کہتے ہیں (1)۔ اصطلاح شرع میں،قصاص کامعنی،عداقتل یاقطع اعضاء کے بدلے میں امکانی حد تک مساوات کو برقرار رکھتے ہوئے ، مجرم کے ساتھ وہی کارروائی کرنا جواس نے کی ہو(۲)_ یہ کارروائی اگر جان کے بدلے ہوتو اس کوقصاص بالنفس کہتے ہیں۔اس میں ہر جان مساوی جان ہے۔ کیونکہ حر،عبر، مرد،عورت، بچہ اور بوڑھا سب جانیں مساوی ہیں _(٣) اگریہ کارردائی قطع اعضاء کے بدلے ہوتو اس کو قصاص مادون النفس کہتے ہیں اس میں مساوات کے لیے زخم یاقطع کی کیفیت اور کیمیت کا بھی اعتبار ہوگا (۳)۔ انسانیت کی تاریخ کوتل ناحق کا مسئلہ در پیش رہا ہے۔ کیونکہ بیہ ایک فطری امر ہے کہ بسا اوقات انسان کسی تاپسندیدہ امر پر خضب میں حداعتدال سے بڑھ جاتا ہے اور غیظ دخضب کی حالت میں اس کا آگ والاعضر بھڑک اٹھتا ہے جس کی بناء پر اپنے ہوش وحواس پر کنٹرول نہ کرتے ہوئے مخالف کوتل کر دیتا ہے۔ اس حقیقت کو حضور علیہ الصلوٰ ۃ و الام في يون بيان فرمايا: ان الغضب جمرة في قلب ابن آدم اما رأيتم الي حمرة عينيه و

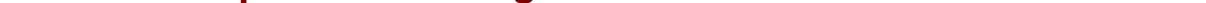




دیا۔ کیونکہ معاشرہ افراد کے مجموعہ کانا م ہے جبکہ انسانی افرادا پن طبعی اور فطری تمدن کی بناء دیا۔ کیونکہ معاشرہ افراد کے مجموعہ کانا م ہے جبکہ انسانی افرادا پن طبعی اور فطری تمدن کی بناء پرایک دوسرے کے کام آتے ہیں اور آپس میں تعاون کرتے ہیں۔ لہٰذا جس نے معاشرہ کے ایک فرد کوفل کیا تو اس نے کو یا ایک جز کو کاٹ کر معاشرہ کو ناقص کر دیا۔ اس طرح قاتل پورے معاشرہ کا مجرم اور پود امعاشرہ مقتول کا ولی قرار پاتا ہے (ے)۔ جب کہ فطری طور پر کوئی جی این قاتل کے تاک نولفلر انداز کرتے ہوئے اپنے ساتھ ہرداشت نہیں کر سکنا اس لیے قاتل کے معاشرتی وجود کوفتم کرنا معاشرے کا فطری حق بن جاتا ہے۔ کے معاشرتی وجود کوفتم کرنا معاشرے کا فطری حق بن جاتا ہے۔ کوئی جی این کہ معاشرہ انداز کرتے ہوئے اپنی ساتھ ہرداشت نہیں کر سکنا اس لیے قاتل کے معاشرتی وجود کوفتم کرنا معاشرے کا فطری حق بن جاتا ہے۔ کورو کی کی تد اپیر افتیار کرتا رہا۔ چنا نچہ ماقبل اسلام دورِ جاہلیت میں معاشرہ نے اپنی تد پیر سے بھی قاتل کے لیے مالی سزا تجویز کی اور تا وان کا قانون وضع کیا (۸) مگر اس قانون نے



وصابحب سعان حال الموجاع حاد حسال موبود بو۔ دور جاہلت میں قبل ناحق کی سدباب کے لیے جو قانون مشہور ادر مسلمہ قرار دیا جاتا تھادہ جوابی قبل کا قانون تھا۔ چنا نچان کے ہاں۔ القتل اوّل للاوّل، القتل النفی للقتل، قتل البعض احیاء للجمیع. محادر ادر مقو لے مشہور تھ(۱۱) جن کا معنی ہے: محادر ادر مقو لے مشہور تھ(۱۱) جن کا معنی ہے: محادر ادر مقو لے مشہور تھ(۱۱) جن کا معنی ہے: محادر ادر مقاد ہوتا ہے اور بعض کا قبل باقی لوگوں کی بقاء ہے۔ محرار میں قانون میں جوابی قتل کا کوئی معار مفررہ نہ ہونے کی بناء پر جوابی کارر دائی حد ہے تجادز کر جاتی اور ظلم و تعد کی کا راستہ کھل جاتا جس کے جواب میں دوسرا فریق پھر جوابی کارر دوئی کا حق محفوظ رکھتا اس طرح یہ سلسلہ دونوں فریق عمر بھر جاری رکھتے چنا نچہ یہود کا قبیلہ بنی نفسیر بمقابلہ بنی قریظہ اسی طرح نصاری کا قبیلہ بنی خز رہ جا مقابلہ اوس مد یوں ایک دوس کو قبل کرتے رہے ۔ کیونکہ ان مقابلوں میں ایک فریق طاقتور

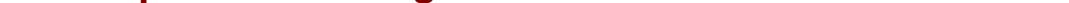




کے مزیدا یک فرد کوضائع کرنے کے سوالچھنہیں۔ جب کہ ہوسکتا ہے کہ بعد میں میخص قوم کے کام آئے۔ اس کے علاوہ موجودہ دور می**ں ق**ل وغارت کورو کنے کے لیے نفسیاتی اقدامات بھی تافذ کیے جاتے ہیں مثلاً بازاروں اورمحلوں میں سلح دیتے مقرر کیے جاتے ہیں یاعوام کو ک کرنے کے لیے اسلحہ لائسٹس اور اسلحہ ڈیو عام کر دیئے جاتے ہیں تا کہ عوام اپنا دفاع خود کریں اور قاتل اسلحہ سے ڈرکرٹل کے اقد ام سے بازر ہے۔ مگران تمام تد ابیر کے باوجوڈ آ وغارت کابازارگرم ہےاورروزانہ ینکڑ دں تاحق قتل ہور ہے ہیں۔ غرضیکہ انسان کے **ص**ع کردہ تمام قوانین قُل کورد کنے میں غیر موثر ثابت ہوئے ہیں بلکہ ری**توانین فریقین میں مزید**اشتعال پیدا کرنے کا باعث بنے جس کی دجہ سے قل و



ان یں دستدن پید ایا جا۔ اس حقیقت کے پیش نظر قاتل اور مفتول کے ورثاء کے فطری احساسات کا اگر جائزہ لیا جائز واضح طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ دونوں جس احساس کا شکار ہیں وہ احساس انتقام ہے ۔ مفتول کے ورثاء میں انتقام لینے کا احساس ہے جبکہ قاتل کو انتقام سے نیچنے کا احساس ہے ۔ دونوں کا بیا حساس فطری ہے اور دونوں فریق اس میں طبعی طور پر جتلا ہیں۔ احساس ہے ۔ دونوں کا بیا حساس فطری ہے اور دونوں فریق اس میں طبعی طور پر جتلا ہیں۔ احساس ہے ۔ دونوں کا بیا حساس فطری ہے اور دونوں فریق اس میں طبعی طور پر جتلا ہیں۔ احساس ہے ۔ دونوں کا بیا حساس فطری ہے اور دونوں فریق اس میں طبعی طور پر جتلا ہیں۔ اختیار ہو، قاتل کو اس سے خوف ہے نہ ڈر ہے۔ اس کی دلیل میہ ہے کہ فوری انتقام سے نیچنے ہوتوں کے لیے قاتل بسا اوقات سزا دینے والے تیسر ے فریق کی تحویل میں اپنے آپ کو دے دیتا ہوتوں کے دورتاء کے جوش انتقام سے خوف زدہ رہتا ہے۔ اس طرح مفتول کے درثاء کو بھی ہمقتول کے درثاء کی کی کارروائی سے اطمینان نہیں ہوتا اور نہ کا جوش انتقام سرد تیسر نے غیر متعلق فریق کی کی کارروائی سے اطمینان نہیں ہوتا اور نہ کی ای جوش انتقام سرد



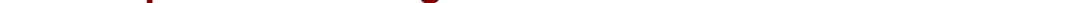
https://ataunnabi.blogspot.in



فا ل و ل ر ح 6 میسلد ر ی نے یادہ کا تفسر یں واپ کے ساتھ ہوں کا در مر میں بدل دیں گے کیونکہ تخل اور برد باری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جوش کو رحم و کرم میں بدل دیں گے کیونکہ نخالف کو باخلوص شر مساروار بے بس پا کر انسان فطری طور پر عفوا ور در گز رکا مظاہرہ بھی کرتا ہے (11) ۔ کیونکہ جوش کا یہی مطلوب تھا جو حاصل ہو گیا جبکہ حصول مطلوب پر سکون اور تشہراؤ فطری امر ہے۔ اس لیے ایسے موقعہ پر انتقام پورا کر لینے یا معافی دے دینے ک دونوں احمال موجود ہوتے ہیں۔ انتقامی جوش اور خوف کو ختم کرنے کو اس فطری طر یقہ میں دونوں فر یقوں کا نہ صرف احساس انتقام ختم ہو گا بلکہ قاتل کی جان ڈی جانے کا احمال بھی موجود ہے۔ لیکن اس سیجانی کیفیت میں قاتل کو اولیا ہے مقتول کے سامنے پیش ہونے میں خوف مانع ہے اور دوسری طرف قاتل کے چیش ہوجانے پر اولیا ہے مقتول کے سامنے پر ہو اعتدال

مقالات مفتئ اعظر مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى 117 کے لیےان کا جوش مائع ہے۔ تواس کے لیےایک تیسر _ فریق کی خدمات درکار میں جوانقام سے لاتعلق اور اولواالامر ہوتا کہ وہ قاتل کو پیش کرنے اوراولیاءمقتول کواعتدال پر کھنے کا نتظام کرے اور خیال رکھے کہ بدلے کی عملی کارروائی میں مماثلت اور میاوات کے خلاف کوئی کام نہ ہو، حاد ثقل سے متعلق دونوں فریقوں کے فطری جذبات اوران کے فطری علاج ، کے معیار کو بی نظررکھا جائے تو داختی ہوجا ما ہے کہ انسانوں کے ڈبنج کردہ تمام قوانین غیر معیاری ہیں کیونکہ ان سب میں بیر کن مشترک ہے کہ ان میں فریقین کے احساس انتقام کا یا س ہیں رکھا گیا بلکہ سزا کاحق ایک تیسر فریق کودے دیا گیا ہے جوجذ بہ انقام سے لائعلق ہونے کی بناء پر قاتل کوسزادینے میں خارجی دباؤیالا کچ کا شکار ہوسکتا ہے۔ یہ وجہ ہے کہاس سے قاتل کوڈر ہے اور نہ ہی اولیاءِ مقتول کواظمینان ہے۔ اس لیے ان توانین کے تحت قاتل کوموت کی سزادے دی جائے تو بھی اس سے قاتل کی جان رائیگاں جانے کے سوالیچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ ابھی تک اس فتنہ کی بنیاد احساس انتقام باقی ہے جس کی وجہ سے دونوں فریق ایک دوسرے کے تعاقب میں مصروف اور آل و عارت کا بازارگرم کیے ہوئے میں۔ جبکہ اسلام نے انسانی قوانین کے مقابلہ میں جو قانون پیش کیا ہے وہ نہ صرف مؤثر ہے بلکہاس میں بھی دیگراسلامی قوانین کی طرح معاشرتی ضرورت اورانسانی فطرت کو منحوظ رکھا گیا ہے(۱۷)۔جس کی بناء پر حادثہ کل سے متعلق دونوں فریق مظمئن ہوجاتے ہیں اور آئندہ کے لیے معاشرہ میں فتنہ وفساد کی بنیاد ختم ہوجاتی ہے۔ بیطبعی اور فطری قانون قصاص ہے۔

> ياايهام الذين آمنوا كتب عليكم القصاص في القتلي. (١٨) ا _ ایمان دالو! تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے۔ ترجمه

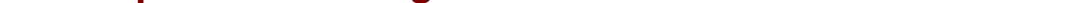


https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 111 قانون قصاص: ر سیے کہ محومت شوت قبل کے بعد قاتل کواولیاءِ مقتول کے سامنے پیش کر کے ان ے مجرم کوتل یا معاف کرنے کا فیصلہ حاصل کرے۔اگرادلیاءِ مقتول مجرم کوتل کرنے کا فیصلہ دیں تو پھر حاکم اس کوتل کرنے کا ایسا انتظام کرے کہ تل کی سیرکارروائی قاتل کی کارروائی کے مساوی ہواور کوئی تعدی اورز ادتی نہ ہواور اگراولیاء مقتول معاف کرنے کا فیصلہ دیں توجس شرط پر معافی دی گئی ہواس شرط کو پورا کرنے کا اہتمام کرے۔ قصاص کی معنوی خصوصیات: قصاص کامعنی سہ ہے کہ اولیاءِ مقتول کے کہنے پر مقتول جان کے بدلے قاتل کی جان، کے ساتھ دہی کارر دائی کرنا جواس نے کی ہو، یوں قصاص کے معنوی اجزاء تنن ہیں جن کو تر آن نے علیحدہ علیحدہ بیان کر کے ان کوعدل کی بنیاد قرار دیا ہے۔قصاص کے معنی کی پہلی جزادلیاءِ مقتول کا فیصلہ ہے۔ معنی کی اس جزء کوقر آن نے دوسری آیت میں واضح فرمایا من قتل مظلوما فقد جعلنا الوليه سلطانا . (١٩) لیتن جو شخص ظلما قتل کیا گیا ہوتو قاتل کے بارے فیصلہ اولیاءِ مقتول کے اختیار یں ہے۔ قصاص کی دوسری جزء مقتول جان کے بدلے قاتل کی جان، اس جز کو قرآن نے یوں بیان فرمایا: النفس بالنفس. (٢٠) دونوں پر الف لام، لا کر پہلے نفس سے قاتل اور دوسرے نفس سے مقتول کی طرف اشارہ فرمایا۔ یعنی مقتول کی جان کے بد لے قاتل ہی کی جان لی جائے گی۔

مقالات مكن العصوم بزاروي مقالات مكن المعلق معد القيوم بزاروي اس مفہوم کودوسر الفاظ میں بیان فرمایا کہ: فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ماعتدى عليكم. (٢١) لیعن جس نے تم برزیادتی کی ہے تم اس سے اتنابدلہ کو۔ قصاص کی تیسری جزءوہی کارروائی کرتا جواس (قاتل)نے کی ہو۔اس کوواضح فرماتے ہوئے ایک مقام پر فرمایا: ان عاقبتم فعاقبوا بمتل ما عوقبتم به . (٢٢) لیعنی تم پرجتنی زیادتی ہوئی تم اسی کی مثل کارردائی کرو۔اس معنیٰ کی دوسری آیت میں یوں فرمایا: فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ماعتدى عليكم . لین جس نے جتنی زیادتی کی تم اس کے خلاف اتن ہی کارروائی کرو۔ ان تین اجزاء کے تحقق سے جہاں قصاص کامفہوم کمل ہوا وہاں عدل کامعنی بھی

کامل ہو گیا۔

یوں قاتل اور مقتول فریقین کے فطری جذبات کو طوظ رکھتے ہوئے قانون قصاص اور اس کی معنوی خصوصیات نے اصل مرض یعنی احساس انتقام کا علاج کر دیا۔ ایک طرف اولیاءِ مقتول کے پر جوش انتقامی جذبہ کو سرد کرنے کے لیے قاتل کو ان کے سامنے عاجز اور بے بس کر دیا اور ان کو اختیار دے دیا کہ وہ قاتل کو قتل کر میں یا معاف کریں، جب کہ دشمن کی بے بسی اور بحز کے مقابلہ میں اپنا تقوق اور برتر اور بااختیار ہونا انسان کے انتقامی جذبات کو فطری طور پر ختم کر دیتا ہے۔ (۲۲) دو سری طرف اولیاءِ مقتول پر سے پابندی لگا کروہ صرف قاتل کی کا رروا کی معاف کریں اس کے خلاف کا رروا کی کر سکتے ہیں اس سے زائد کسی اور کے خلاف تر ہے جہ میں سے زائد کی اور کر خلاف



مقال بر مفترد القوم بزاردي https://ataunnabi.blogspot.in مقال بر مفترد القوم بزاردي کردیا۔ کیونکہ صرف قاتل کواس کی کارروائی کے مطابق قتل کرنا عدل کا تقاضا ہے جس کوشلیم کرتا انسانی فطرت ہےاوراس تک وہ لاجواب اور غیر مشتعل ہے کیونکہ انقام کا جذبہ کم اور تعدی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جس کا یہاں شائبہ تک نہیں۔ لہٰذاعدل کی حد تک اس کارروائی نے قاتل فریق سے خوف انتقام کوختم کر کے اس کوآئندہ کے لیے بے فکر کردیا۔ اورای ارج اگراولیاء مقتول ماف کرنے کا فیصلہ کر سے توبیدان کے بذبہ انتقام کے خاتمہ کا داضح ثبوت ہے کیونکہ انتقام اور احسان دومتضاد چیزیں ہیں جو بیک وقت جمع نہیں رہ سکتیں۔جب کہ معافی نے دوسرےفریق کومنونِ احسان کرکے ،اس کے خوف کو جاربة شكري بدل ديا-غرضیکہ قانونِ قصاص نے احساسِ انتقام کا خاتمہ کر کے دونوں فریق کو مطمئن کر دیا اوراس حادثة قمل کی بناء پر آئنده کسی فتنه اور فساد کاسدِ باب کر دیا اور معاشره کو تتحفظ عطاكرديابه

جبکہ غیراسلامی تمام توانین اس فطری مرض کے فطری علاج سے عاری ہونے کی بناء پر *فریقین میں ق*ل وغارت کے سب کو باقی رکھتے ہیں جس سے معاشرہ کے ا^من کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔ خا**ل فطرت نے ولکہ ف**ی القصاص حیو **ق^فر م**اکراس میں پانچ اعلانات فرمائے۔ قتل يت محفوظ زنا گي صرف جنياص ميں يہ ۔ _1 ۲۔ ہرقصاص میں جہت ہے۔ قصاص کی بناء پر حاصل ہونے والی حیات نہا یت معظم ہے۔ _٣ قصاص كثير جهات كاباعث ہے۔ _11 قصاص میں ایک خاص فتم کی حیات ہے۔ ۵_ ان اعلامات کی ترتیب داروضاحت یوں ہے:

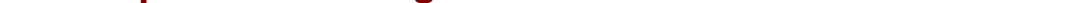
مقالات مفتری اعظم ۱۲ مفتری ما مطلوم ہزاروں مقالات مفتری معتری اعظم ۱۲ مفتی محموم برالقوم ہزاروں پہلا اعلان: پہلا اعلان میں حصراور شخصیص کی وجہ یہ ہے کہ فسی المقیص اص حیوۃ میں نظرف مقدم ہے جس سے حصراور شخصیص صفت بالموصوف حاصل ہوتی ہے جیسا کہ لا فیصا خول میں فرمایا گیا ہے کہ نشد کا نہ ہونا صرف جنتی شراب کی خصوصیت ہے ۔ باقی تمام شرابوں میں نشہ ہے (۲۳) ۔ ای طرح یہاں بھی خصوصیت کا اعلان فرمایا گیا کہ حیوۃ لیتی بقاءِ انسانیت صرف قصاص میں ہے ۔ لیتی حیات و بقاءِ انسانیت کا واحد راستہ قصاص کے نظام کا نفاذ ہے ۔ اس کے بغیر کوئی طریقہ (قاتل کو چھانی، قید، جرمانہ، معانی ، اسلحہ کی تقسیم یا پہرہ نفاذ ہے ۔ اس کے بغیر کوئی طریقہ (قاتل کو چھانی، قید، جرمانہ، معانی ، اسلحہ کی تقسیم یا پہرہ

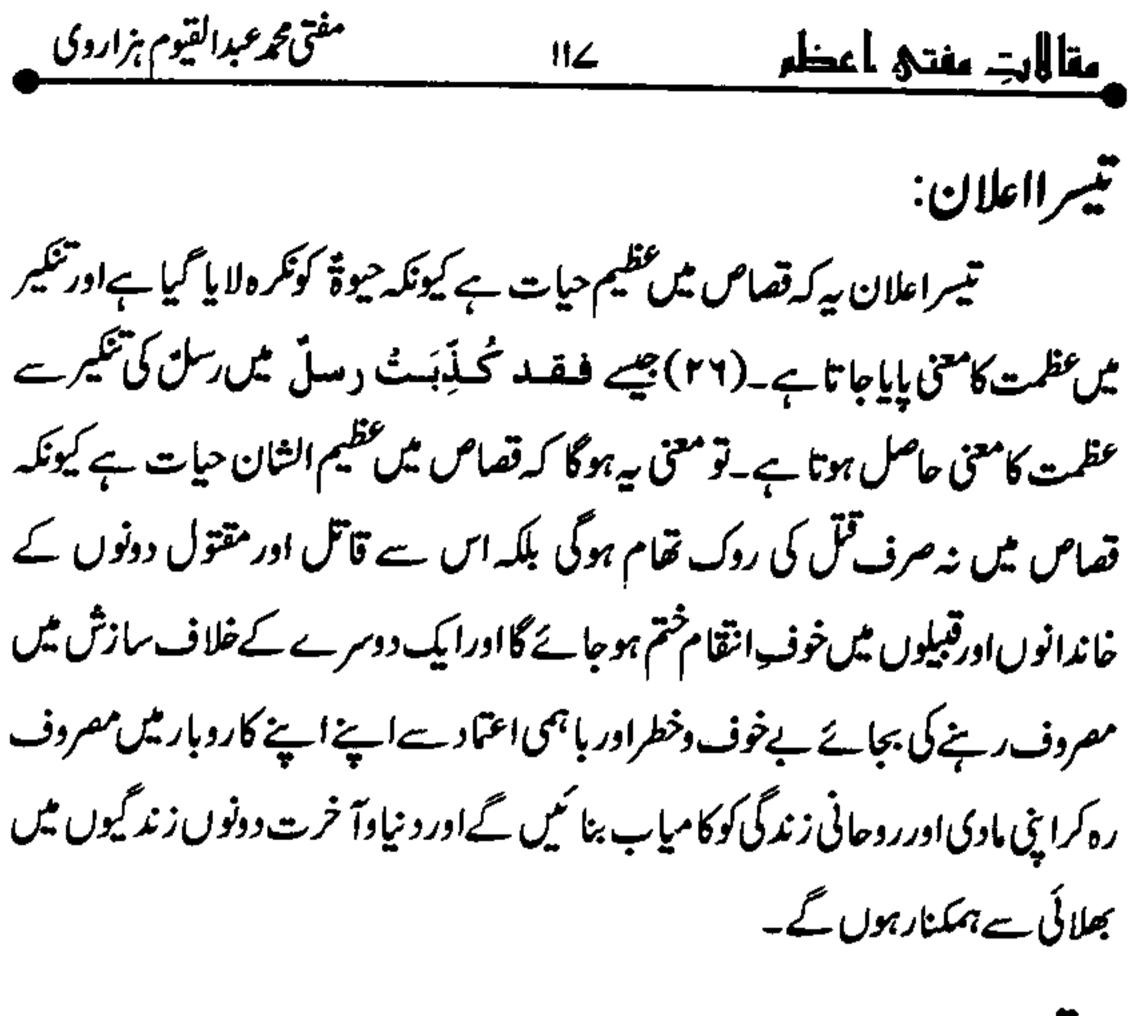
یہی مفاداس آیت سے یوں بھی حاصل ہوتا ہے کہ فی القصاص حیوۃ ، میں فی القصاص کوحیات کے لیے ظرف قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ ظرف محل ہوتا ہے اور مظر دف حال ہوتا ہے میعنی جس طبیح کہ بکی با محل سے بغیر نہیں یا پارکیں میں طبیحین دور کی ب

حال ہوتا ہے یعنی جس طرح کوئی حال کل کے بغیر ہیں پایا جا سکتا ای طرح انسانیت کی بقاء بھی نظام قصاص کے بغیر حفوظ ہیں روسکتی۔

دوسرااعلان:

دوسرا اعلان کہ ہرقصاص میں حیات ہے، بیہ جامعیت القصاص کے الف لام استغراقی سے حاصل ہوتا ہے (۲۵)۔ ہرقصاص میں حیات اس لیے کہ قصاص اولیاءِ مقتول کاحق ہے۔ان ، ن کے فیصلہ پر قاش کول کیا گیا ہے وہ ای لیے جمکن ہو گئے اور قاتل کو مجرم ہونے کی حیثیت سے برحن قتل کیا گیا ہے۔ لہذا قاتل کے درثاء کو بھی اعتراض کا حق نہیں اور قصاص کے نفاذ کے یقین پر، دیکھنے والے حضرات بھی پرامن رہیں گے۔لہٰدا قصاص کا ہرفر دمفیر ہوگا اور عوام میں تحفظ کے یقین کا موجب ہوگا ادر کبھی بھی قصاص کی بناء پرفتنه پيدانه موگا۔

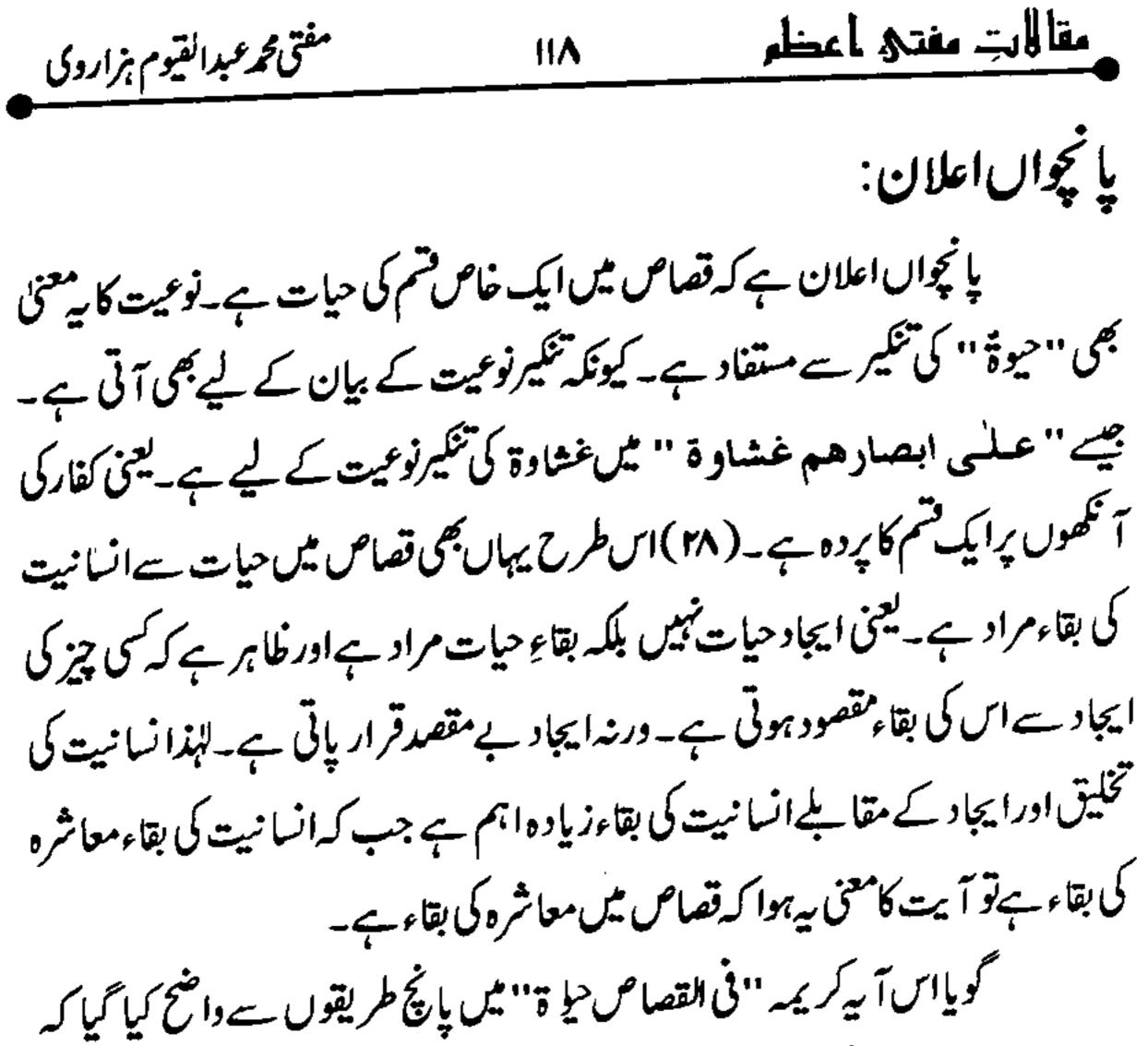




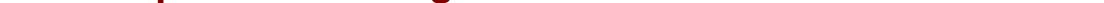
چوتھااعلان:

چوتھا اعلان بیرتھا کہ قصاص سے کثیر التعداد زندگیاں حاصل ہوں گی.

کونکہ "حیوۃ" "کی تنگیر سے تکثیر کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے جیسے ان لمه لا بلا و ان کونکہ "حیوۃ" کی تنگیر تکثیر کے لیے ہے (۲۷) اور معنی سے ہے کہ اس کی بکریاں اور اونٹ کثیر تعداد میں بیں ، یہاں بھی اسی طرح تکثیر حاصل ہوگ اور وہ اس طرح کہ جب قاتل بنے والے نے قصاص کے خوف سے ارادہ قتل ترک کردیا تو وہ قصاص میں قتل ہونے سے ذبح کیا اور جتر ل بنے واز بھی ذبح کیا اور زندہ رہ گیا۔ "س طرح ان دونوں ہونے سے زبح گیا اور جتر ل بنے واز بھی ذبح کیا اور زندہ رہ گیا۔ "س طرح ان دونوں کی عصبیت اور جمایت میں دوقبیلوں اور خاندانوں کی جنگ و قتال کا خطرہ بھی ٹل گیا جس سے اس جنگ میں ضائع ہونے والی بہت ی جا نیں زندہ رہ کئیں جس طرح سے مام لوگ د نیاوی زندگی میں بھی عذاب سے ذبح سے اس طرح قانون قصاص میں زند کیوں کی کثرت پائی گئی۔



قانونِ قصاص انسانیت کی بقاءکا ضامن ہے۔ بلکہ حصراورخصوصیٰت سے ثابت ہوا کہ آل غارت يسيخجات كاضامن صرف قانون قصاص بے۔ لہذامسلمان ہونے کی حیثیت سے تمام سلمانوں پرفرض ہے کہ وہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے مقابلہ میں خالق تعالیٰ کے قانونِ قصاص کی حقانیت اور افادیت پر یقین رکھیں اور ای کول عام کے سد باب کے لیے موثر جانتے ہوئے نافذ کریں تا کہ ملک وملت كوجلداز جلدغارت كري سيخات فل سكر عقلى طورير" قصاص بى انسانىت كى بقاء كاضامن" قراريا تا ہے۔ کیونکہ آل کا سبب غیظ وغضب کی شدت ہوتی ہے۔ جبکہ غیظ دغضب انسان کی آگ دالے عضر کا مظہر ہے۔ اس آگ کی شدت کوختم کرنے کے لیے برددت یعنی صندک کی ضرورت ہے جب کہ خوف، برودت کا مظہر ہے کیونکہ خوف میں انسان کے خون پر جمود طاری ہوجاتا ہےجس کی بناء پراعضاء پر کرزہ طاری ہوجاتا ہے اور اس https://archive.org/details/@zohaibhasanattari



مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى متالات مفتئ اعظم 119 کارنگ زرد پڑجا تا ہے۔ لہٰذا قاتل کوقصاص سے بازر کھنے کے لیے خوف میں مبتلا کرنا ضروری ہے تا کہ اس خوف کی دجہ ہے اس کا غیظ دغضب ٹھنڈا پڑ جائے اور بیہ بات عقلی طور پر سلم ہے کہ سب سے بڑا خطرہ اور خوف انسان کواپنی جان کی فکر پر ہوتا ہے اور جان کی فکر قانون قصاص کے نفاذ کے یقین سے ہی پڑسکتی ہے۔لہٰذا جب قاتل کوارادہ قُتل کے وقت سے یقین ہوجائے کہ بھے پرقصاص کا فانون نافذہوگا تو وہ لارمی طور پراپی جان کی نگر میں مبتلا ہو کر سوچ کوتبدیل کرلےگا۔ فِي الْقَصَّاصِ حَيوةٌ علم بلاغت كَ رَشَى مِن اس آیت کریمہ کوفن بلاغت میں خاص مقام حاصل ہے۔ وہ اس لیے کہ عربوں کے ہاں بھی بیہ بات مسلم تھی کہ آل کی روک تھا م^قل کی سزا سے بی ممکن ہے۔ اگر چہ

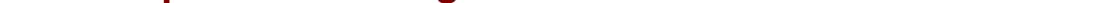
وہ اس میں افراط وتفریط کا شکار تھے۔ وہ اس مفہوم کوا یک مختصر اور جامع کلام سے ادا کرتے تھے جس کو وہ فصاحت و بلاغت مي ضرب المثل قراردية يتصير بمخضراور جامع كلام" المقسل انسفس لملقتل "تھا_(۲۹) گراس کے مقابلہ میں قرآن نے جوکلام استعال کیا ہے وہ زیادہ جبی وہ پلنے ہے جس کوئن رفعهاءِعرب دنگ رہ گئے۔ فن بلاغت ميں ان جملوں كامواز ندكيا كيا ہے (۳۰) اس موازنه مين" السقت ل انتف لسلقت ل " كمقابله مي قرآني جمله " فسي القصاص حيوة "مين در خوبان پائي جاتي مين -ان میں سے یا بج خوبیاں معنوی اور پانچ کفظی ہیں۔

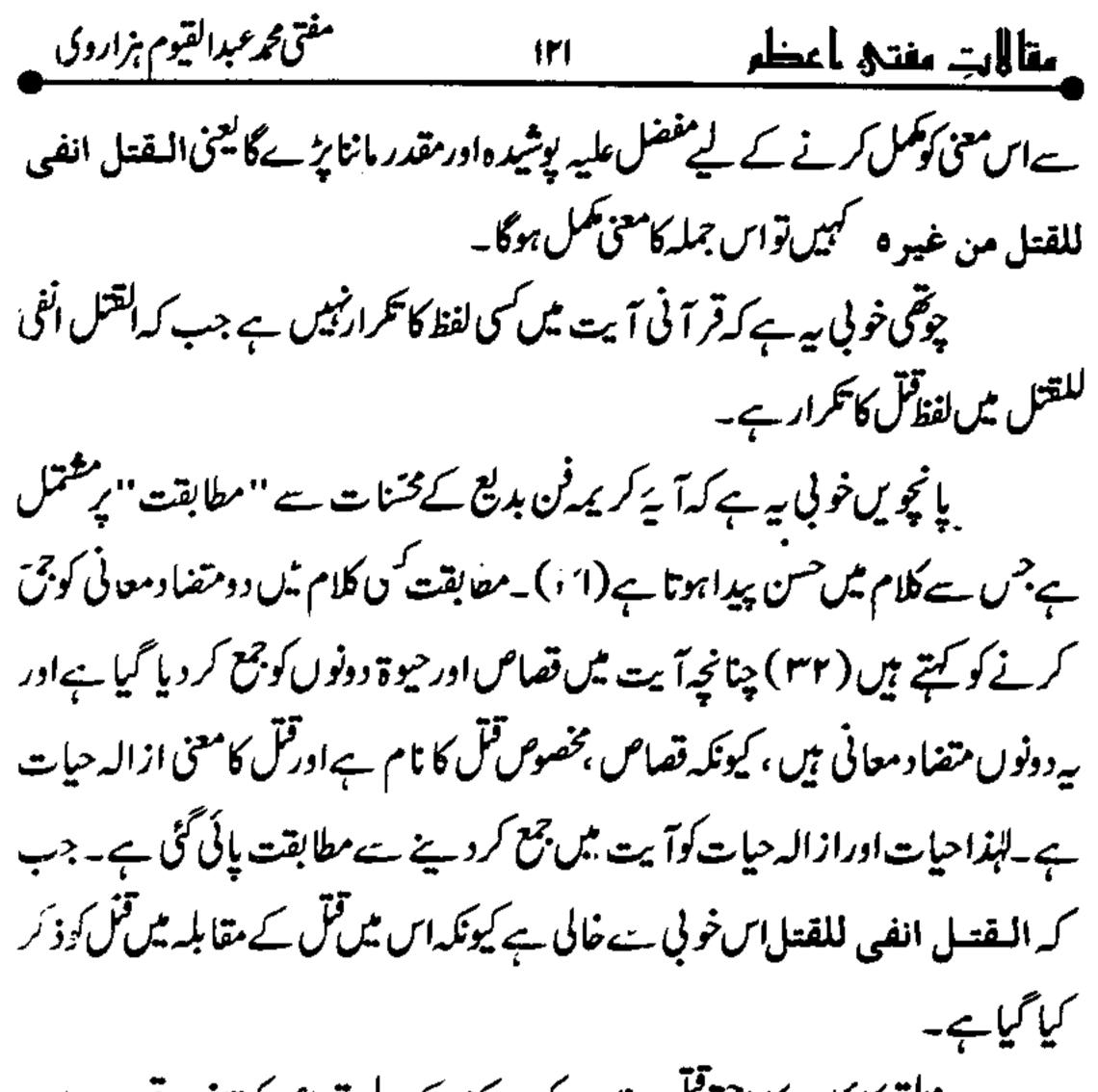
https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظر 1++ معنوى خوبيان: آپ پانچ اعلانات کی صورت میں سن چکے ہیں لینی حصر وتخصیص، جامعیت، عظمتِ حیات، کثرت ِحیات اورنوعیت حیات ۔جن پرقر آنی آیت مشمّل ہے جب کہ پیر معنوى خوبيان" القتل الفي للقتل" بين بين بائي جاتين كيونكه "القتل الفي للقتل" كي جمله میں خرمقد منہیں کی گئی تا کہ *حصر وخصیص* کا ذائدہ حاصل ہوا وراس میں من الیہ کر نہیں تا کہ اس سے عظیم بکثیر یا نوعیت کا فائدہ حاصل ہو سکے ادرجامعیت اس لیے ہیں کہ "القتل انفی للقتل" میں قصاص کی بجائے کی کالفظ استعال کیا گیا ہے، جبکہ تل بطور قصاص اور بطورظلم بھی ہوسکتا ہے جب سے بطورِظلم ہوتو پھرتل کے لیے تافی ہونے کی بجائے داعی ہوتا ہے جبکہ لفظ قصاص میں داعی تل ہونے کا احمال قطعانہیں ہوسکتا کیونکہ قصاص کامعنی ہی یہ ہے کہ قاتل کوبدلہ میں مساوات اور مما مگت کے طور یرقش کرنا۔

لفظى خوبيان:

آیت میں گفظی پانچ خوبیاں جوان کے کلام میں نہیں ہیں وہ بیر 'القتل انفی للقتل '' کے مقابلہ میں '' فی القصاص حیوۃ'' میں جن الفاظ کا تلفظ ہے وہ گیارہ ہیں جبکہ القتل انفی للقتل کے الفاظ چودہ ہیں ۔

دوسری خوتی میہ بر کہ آیت قرآنی میں مطلوب کی صراحت ہے کیونکہ قصاص کا مقصد محض قل نہیں بلکہ اس کا مقصد حیات اور بقاء ہے۔ جبکہ القتل انفی للقتل میں حیات کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں دفع قتل کا ذکر ہے حالا نکہ آیت میں حیات صراحناً مذکور ہے۔ تیسری خوبی میہ ہے کہ "فی القصاص حیوۃ" اپنے معنی مرادی کو ادا کرنے میں کامل ہے جس میں کوئی زائد لفظ بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے جبکہ "القتل انفی للقتل "میں کی دیم "انفی" اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ جس کے لیے مفضل علیہ کی ضرورت ہوتی ہے جس کی دیم





خالق کا نتات کا ناحق قمل وغارت کورو کنے کے لیے قصاص کوقانون قرار دینا اور پھر اس قانون کو فصاحت و بلاغت کی انتہائی بلند یوں پر فائز کر کے زور دارا نداز میں بیان فرمانا انسان کو دعوت فکر دیتا ہے کہ انسانی معاشرہ کے قیام اور اس کی بقاء اور تحفظ کا ضامن صرف قانون قصاص ہے۔ اس کامل اور ضامن قا ون کونظر انداز کر کے ناقص قوانمین کو اختیار کر ناعقل و دائش کے خلاف ہے۔ اس لیے اللہ تعالی نے ولکم فی القاص حیوۃ یا اولی الالباب فرما کر اہل عقل و دائش کو خطاب فرمایا۔

☆.....☆.....☆

مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظر 122

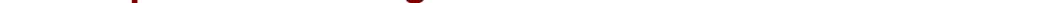
حوالهجات

لباب التاويل المعردف تغسير خازن ، ج ا م ١٠ _1 احكام القران ببصاص ، ج ا، ص ١٣٣ _٢ فآدی قاضی خان، جرم، ۲۰۰ _٣ فآویٰ قاضی خان، ج^ہ م ۲۹۷ ~ ٢ جامع الترمذي جص ١٩٣ ۵_

قرآن ، سورة المائده ، آيت ۳۳ ۲_

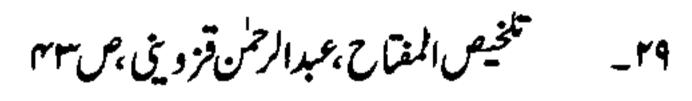
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ŋ



https://ataunnabi.blogspot.in

مفتى محمد عبدالقيوم ہزار دى	144	مقالات مفتئ باعظر	
	ت ۸ کا	قر آن، سورة بقرة ، آير	_1A
	بل،آيت٢٣	قرآن ، سورة بني اسرائي	_19
	: بت ۲۵	قرآن،سورة المائده،آ	_ľ+
	يت ١٩٣	قرآن،سورة البقرة،آ	_11
		سورة النحل،آيت ۱۲۶	_**
	قادر عودہ)ج ا، ص ۴۹۵	التشريع البحائي (عبدال	_ rr ·
	انی جس ۸۶	مخضرالمعانى،علامة تفتاز	_*/*
		ايضاً	_10
		ايضاً	_11
		ايضاً	_12
		اليشاً	_11



۳۰ اليضاً

;

اس الينياً

۳۲ دروس البلاغه، ص ۱۳۱

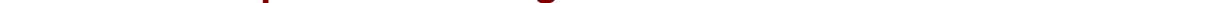
مفتى محمر عبدالقيوم بزاروى ِ مِقَالًا بِتِ مِعْتِي أَعْظِير 111

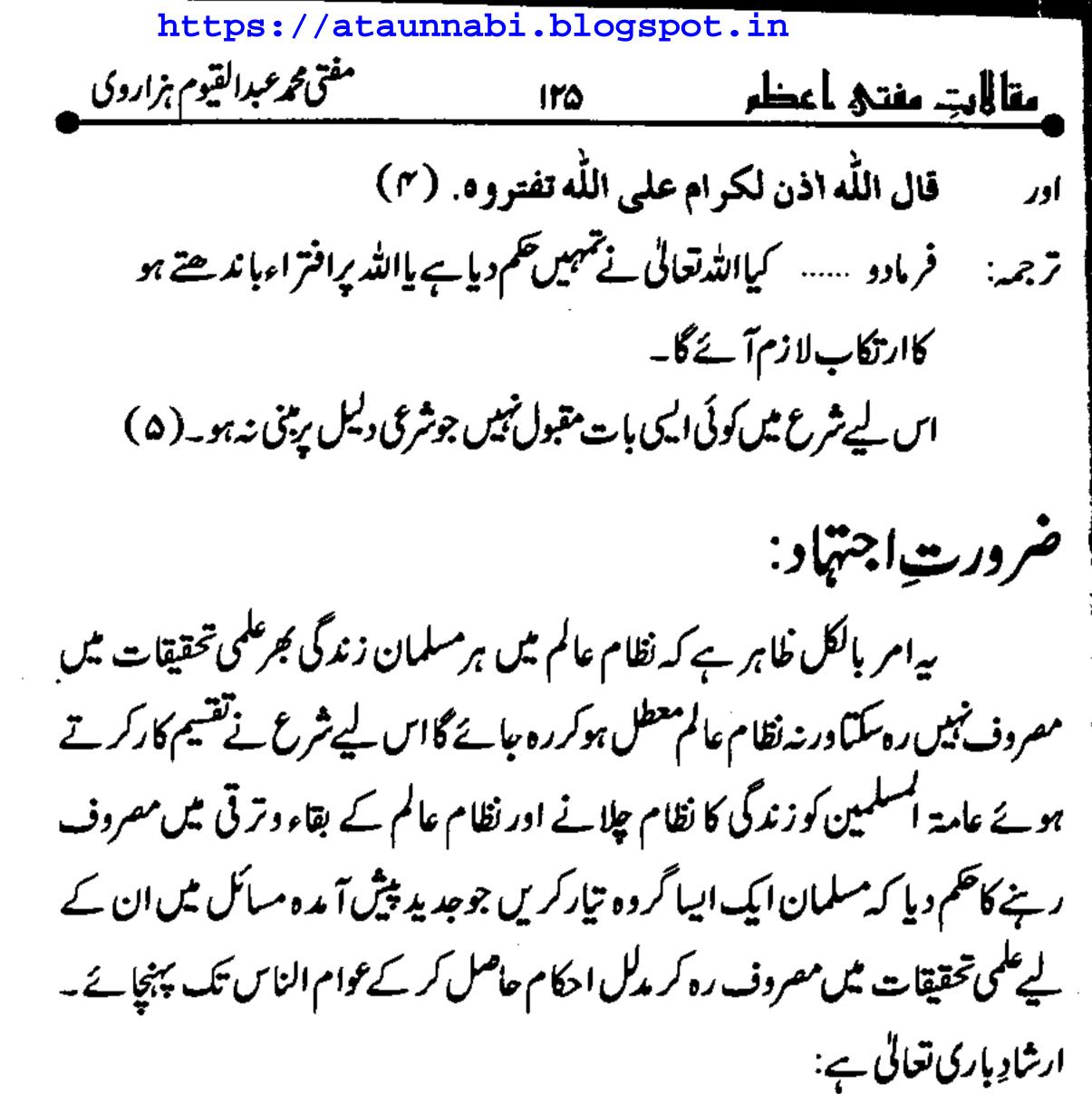
اسلام میں اجتہاد

اجتهاد کے لغوی معنی مشقت برداشت کرنا اورکوشش کرنا ہے۔ اجتهاد کے شرعی معنی پوری دیا بنت سے فروعی شرعی احکام کوادلہ شرعیہ سے مستبط كريم مين اين انتهائي علمي قوت كوصرف كرتا. (۱)

ادلّه تترعيه:

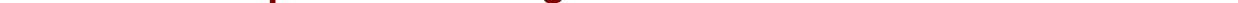
عام طور پر ادله شرعیه کا اطلاق اصول شرع پر ہوتا ہے جو چار ہیں۔قرآن ، حدیث، اجماع اور قیاسگراجتهاد کی بحث میں ادلہ ^مثرعیہ سے مراد دلائل ہیں جن پر مذکورہ چاروں شرعی اصول مشمتل ہیں جوزندگی بلکہ نظام عالم کے تمام مسائل پر منطبق ہوتے ہیں اورجن کو مجتہدا حکام کے جزئیات کے مقابلہ میں تفصیلی طور پر قائم کرتا ہے۔ ضرورت دلائل: چونکہ ہرمسلمان اپنے روزمز ہ کے مسائل میں شرعی احکام کا مکلف ہے جس کا دارومداراس کے علم پر ہے جبکہ شرعا وہی علم معتبر ہے جو کم از کم ایسی شرعی دلیل سے حاصل ہو جس سے اس کی طبیعت مطمئن ہوجائے لیعن جس دلیل سے طن غالب حاصل ہو درنہ: ام تقولون على الله ما لاتعلمون . (٣) ترجمه: كيااللدتعالى يرافتراءكرت موحالانكهم بي علم بي -





"وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فيي الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلَّهم يحذرون." (٢) تمام مونین (حصول علم کے لیے)سفرنہیں کر سکتے ہیں کیوں نہیں ہرتو م میں سے *ز.ج*ه: ایک گروہ دین میں تفقہ کے لیے سنر کرتا تا کہ وہ داپس لوٹ کراپن قوم کو تبلیغ کرے ہوسکتا ہے وہ سبق حاصل کرلیں۔ محمر مسلمان خواه عالم ہویا غیر عالم ، مجتہد ہویا غیر مجتہد ہرا یک اپنے اپنے مسائل میں شرعی دلیل سے اخذ کردہ علم کے مطابق عمل کا یا بند ہے۔ مسلمانوں کا وہ گروہ جو دن رات علمی تحقیقات میں مشغول ہے اپنے روز مرہ کے مسائل میں ہرجز دی تھم کے مقابلہ

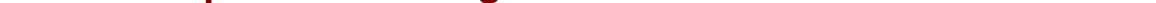
https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاردى میں دلائل کے جزئیات قائم کرسکتا ہے گرعامۃ المسلمین جونظام حیات کے دوسرے شعبوں میں *مصروف ہیں وہ کیسے اپنے ہرمسکلہ کے لیے تص*یلی دلائل قائم کر سکتے ہیں۔ان کے لیے تو یہ تکلیف مالا پطاق ہوگی۔(۷)اب دوصورتوں میں سے ایک لازمی طور پراختیار کرنا ہوگی یا تو عامۃ اسلمین کوبھی پابند کردیا جائے کہ وہ بھی نظام حیات کو معطل کردیں اور دن رات اپنے مسائل کے لیے دلائلِ شرعیہ تلاش کریں تا کہ شرعی احکام کے ملّف ہوسکیں یا پھر عامة المسلمين کے لیے کوئی ایسا انتظام ہو کہ ہیلوگ نظام عالم میں مصروف رہ کروس کی بقاء وترقی کا باعث بنیں اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے اد تہ شرعیہ سے ماخوذ احکام شرعیہ کے یابند بھی رہیں۔ چنانچہ قرآن پاک نے دوسری صورت کی طرف راہنمائی فرمائی اور فرمایا ایک خاص گروہ ہی علمی تحقیقات کے ذریعے روزمرہ کے مسائل معلوم کرے اور عامۃ الناس کو بتائے اورعوام ضرورت کے دقت اس گروہ کی طرف متوجہ ہوں اوران سے سوال کریں جودہ بتائیں وہی ان کے لیے شرعی دلیل ہے۔(^)اس کے معلوم ہوا کہ شرعی دلیل کی دوشتمیں ہیں ایک تفصیلی دوسری اجمالی ۔عوام الناس کواپنے رزمرہ کے مسائل کے لیے کلیہ کے طور پر ایک اجمالی دلیل عطا کردی گئی ہے جواپن نوعیت کے لحاظ سے کافی بھی ہے اور آسان بھی۔ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون. (٩) (اہل ذکر ہے دریافت کروجوتم نہیں جانے۔) جس سے معلوم ہوا کہ معاشرہ میں اہل ذکر کا ہونا ضروری ہے جوعوام کے لیے ان کے تمام مسائل میں شرعی دلیل مہیا کریں اور چونکہ ہرمسلمان بحثیث مسلمان تمام شعبہ ہائے زندگی میں شرعی احکام کا مکلف ہے جس کے لیے اسے شرعی دلائل کی ضرورت ہوگی جس کے لیے قرآن پاک نے تنبی فرمائی ہے۔ "ولا تـقـولـوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال و هذا حرام

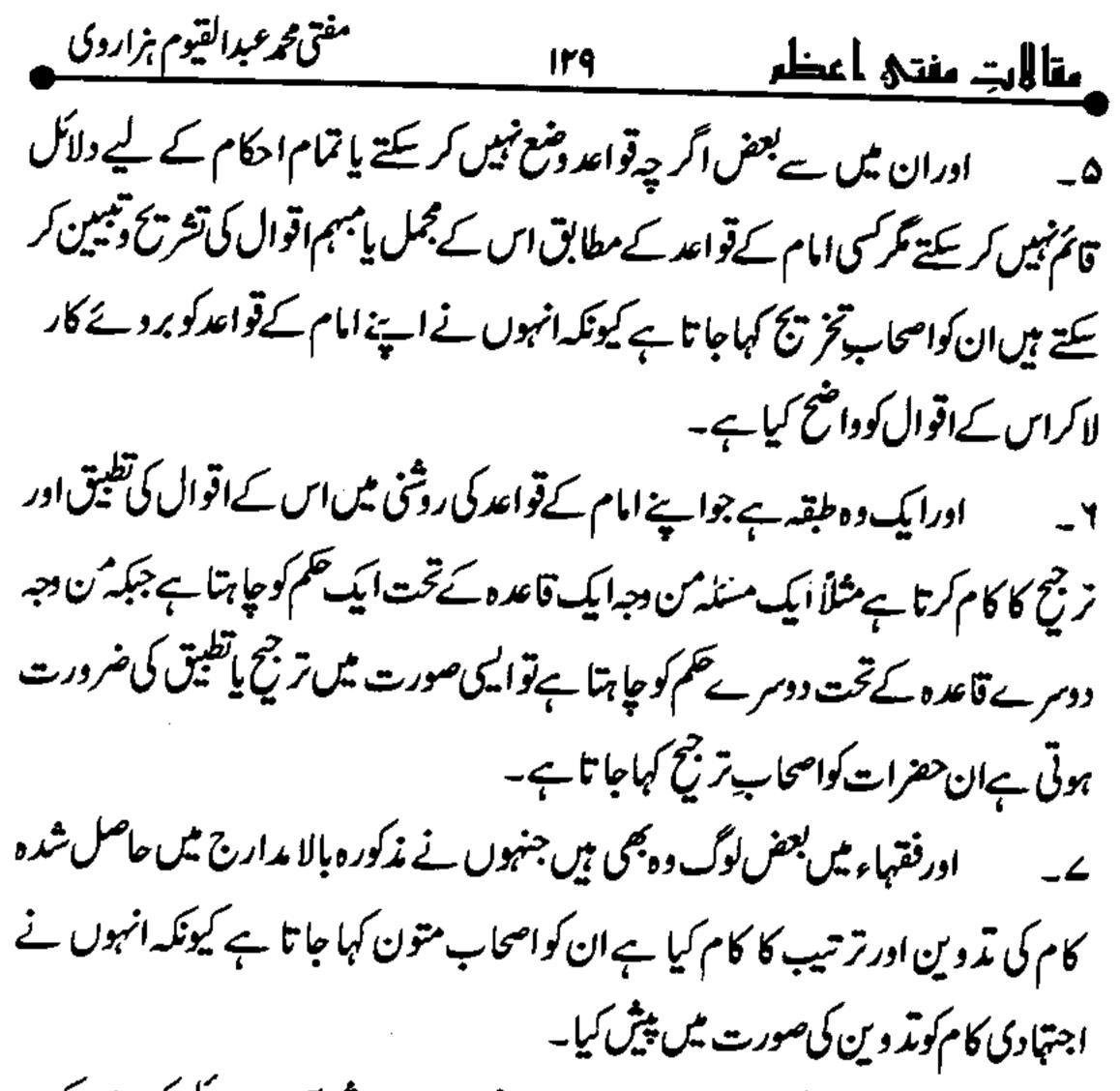


https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى اعظىر مقالات مغتى اعظم لتفتروا على الله الكذب ان الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون. " (١٠) اپن زبانوں سے جھوٹ کے طور پر کہ بیرطال ہے اور بیر ام ہے۔مت کہو، بیر ترجمہ: اللد تعالی پرافتراء ہے۔ بے شک جواللہ تعالی پرافتراءادر جموٹ باند ھتے ہیں وہ فلاح نہیں یا کیں گے۔ الہذا ہالی ذکر ایسے حسرات ہوں جوخود تمام احکام کے جزئیات کے مقابلہ میں دلائل کو جزیہ کے طور پر جانتے ہوں لیعنی احکام تفصیلیہ کے مقابلے میں دلائلِ تفصیلیہ سے آگاہ ہوں۔انی تفصیلی دلائل کے جاننے والے کو مجتہد کہا جاتا ہے۔جس طرح عوام الناس شرعی اجماعی دلیل فسسسلوا اهل الذکر سے اخذ کردہ علم کے مطابق احکام شرعیہ کے مكلف بي - اى طرح اہل ذكر بھى احكام شرعية تفصيليد كے ليے ادلة تفصيليد كوقائم كر_ کے مکلف جیں اور جس طرح عام مسلمانوں کو اہل ذکر کی تقلید ضروری ہے درنہ وہ سائل نہ قراریائیں گے جبکہان کے لیے سائل ہوتا داجب ہے ای طرح اہل ذکر کا تقلید سے آزاد

ہوتا ضروری ہے درنہ دہ سائل قراریا ئیں گے جبکہ اہل ذکر مسئول ہیں۔(۱۱) مراتب اہلیت: امت مسلمہ کے جن دوطبقوں کا ذکر ضرورت اجتہاد کے ضمن میں ہوا وہ اسلامی معاشرہ کے دوایسے طبتے ہیں جن میں سے ایک علمی طور پر انتہائی بلند ہے اور دوسرا ، نتہائی پت، اس لیے دونوں سے متعلق احکام ایک دوسرے سے انتہائی مختلف میں یعنی مجتمد مطلق یا مجتمد فی الشرع اور دوسراعامة المسلمین مگران دونو س طبقوں کے درمیان متعد دا یسے طبقات **ہیں جن میں سے بعض مقلد ہونے کے باوجود مجتہد کہلاتے ہیں اور بعض عالم اور فقیہ ہونے** کے باوجود مقلد کہلاتے ہیں۔(۱۲)

مقالات مفتئ اعظر مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى 114 اس کی وجہ بیہ ہے کہ علمی تحقیقات میں مصروف ہونے کے باوجود ہرایک مجتمد مطلق نہیں بن سکتا ۔ ذکاوت طبع ، شوق ، محنت ، وقت اور دسائل دغیرہ عوارض کی بناء پر فہم وادراک میں تفادت ہوتا ہے۔خلاہری اسباب کے تفادت کی طرح باطنی کیفیات میں بھی تفادت ہوتا ہے۔ (۳۳) پھر مجتمد میں جوعوامل کارفر ماہوتے ہیں وہ عام طور پر دہمی ہوتے ہیں اس کیے اجتہاد کے میدان میں: بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ظاہری اسباب حاصل کر لینے کے بعد ایس _1 قوت کے مالک ہوجاتے ہیں جس کی بناء پروہ احکام شرعیہ اوراد آیہ تفصیلیہ کو قرآن وحدیث ے حاصل کرنے کے لیے استنباط واشخراج کے تو اعد وضع کر سکتے ہیں جن کو پیش نظر کھتے ہوئے تمام احکام کے لیے ضعیلی طور پر دلائل کا استنباط کر سکتے ہیں بیلوگ مجتمد مطلق یا مجتمد فی الشرع کہلاتے ہیں۔(۱۴) ۲۔ بعض وہ ہیں جواگر چہاستناط کے تواعد وضع کر سکتے ہیں مگر وہ کی دوسرے امام کے قواعد کو ہی اپنا کرتمام مسائل اور ان کے دلائل کا استخراج کرتے ہیں۔ بی^حضرات مجتمد منتسب کہلاتے ہیں کیونکہ اجتہادی قوت کا کمال ہونے کے باوجودانہوں نے اپنے آپ کو دوسرےامام کے قواعد سے منسوب کرلیا ہے۔ س۔ جبکہ بعض کو بیقواعد دضع کرنے کی استعبراد نصیب ہی نہیں ہوتی اس لیے دہ کسی امام کے وضع کردہ قابد کے پابندرہ کراجتہادی عمل کرتے ہیں ان حضرات کو مجتمد فی المذہب کہاجاتا ہے۔ کیونکہ قدرت نہ ہونے کی بناء پرانہوں نے کسی امام کے اصول دنواعد کوا پناادراس امام کے اقوال داشتخر اجات کودلائل سے مضبوط کیا۔ ہ۔ اور بعض نے ان مسائل کے احکام کو بیان کردیا جنہیں امام نے منصوص نہیں کیا ان حضرات کو مجتمد فی المسائل کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے بعض مسائل میں اجتمادی خدمات سرانجام دی ہیں۔





ادرآ خرمیں فقہاء کا وہ طبقہ ہے جومعا شرے میں پیش آمدہ مسائل کو مدقرنہ کتب _^ کے جزئیات سے صل کرتا ہے ان کو اصحاب فتاویٰ کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے مدقر نہ کتب کے مطابق فآدی جاری کیے اور پیش آمدہ جزئیات کو کتب میں مذکورہ جزئیات پر قیاس كيا_(16) فقہاء کے آخری دو طبقے محض مقلد ہوتے ہیں مگرعوام کی نظر میں مسئول قرار یاتے ہیں کتین پہلے چھطبقات میں اوّل کے ماسوا باقی امور میں اپنے امام کی نسبت ساً مل اور مقلد قرار پاتے ہیں جن امور میں انہوں نے امام سے استفادہ کیا۔ان امور میں مجتہداور اہل ذکر قرار پائیں گے جن کوانہوں نے خودا پنی استعداد سے تیار کیا ۔لہٰذا بیلوگ من وجہ مجتهداور من وجه مقلّد اور سائل قرار پائے۔(۱۷) فدكوره بالابحث كاخلاصه بيرب كهابليت كحلاظ سي اتمت مسلمه جارحصوں ميں

مقالات مفتئ اعظم مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى 174 منقسم ب-مجتمع مطلق، مجتهد مقيد، مقلد مسفتيد اور مقلد مفيد _ مجتمدين كطبقات: مجتهد مطلق يامجتهد في الشرع مجتهدمنتسب _۲ س- مجتهد في المذهب. 1 ^۳- مجتمد في المسائل مجتهد صاحب تخ تج _۵ مجتهدصاحب ترجح ۲_ آخرى جارمجتد مقيد كم اقسام بي _(١٢)

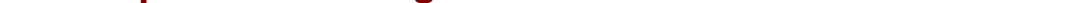
مقلدين كمراتب:

- ۱) عوام الناس جو ہر مرحلہ میں سائل ومستفید ہی ہو سکتے ہیں۔ ۲) اصحاب فآدی
 - m) اصحاب متون

آ خرمی دونوں مرتبے اگر چہ خالص مقلد ہیں مگرعوام الناس کے لیے مفید ہوتے ہیں اوران کے لیے مجتہدین کی تر جمانی کرتے ہیں۔

مجتداور مقلد کی شرعی حیثیت:

عوام الناس لیعنی مقلدین جس طرح احکامِ شرعیہ پرعمل کے لیے دلائلِ شرعیہ کے حصول تک دومر حلوں سے گز رتے ہیں۔ایک مرحلہ دلائل کے حصول کی نوعیت کاعلم اور دوسرا مرحلہ بالفعل دلائل کاعلم۔ پہلے مرحلہ کے لیے قر آن نے ان کی رہنمائی کردی ہے:

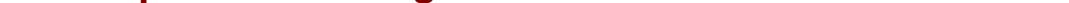


مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتى اعظم 131 فاستلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون. جس کی بناء پران لوگوں کوا حکام کی جزئیات کے لیے اہل ذکر کی طرف رجوع کرنے کوکہا گیا ہے، اس مرحلہ میں عوام کے لیے بیددلیل اجمالی ہے جس سے صرف دلاکل تفصیلیہ بے حصول کی نوعیت حاصل ہوئی مگر ہرجز وی حکم سے بلیے ان کودلیل حاصل کرنا باقی ہے اور وہ مجتمدین کا وہ قول ہوگا جو وہ عوام کے لیے سوال کے جواب کے طور پر پیش کریں ے۔ اس مرحلہ کے لیے قرآن نے یوں رہنمائی فرمائی · اطيعوا الله واطيعو الرسول واولى الامر منكم. (١٨) (اطاعت كروالله كي اوراطاعت كرورسول الله صلى الله عليه وسلم كي اورصاحب امر کی جوتم میں سے ہیں۔) اس آیت میں اولوا الامر سے مراد مجتمدین کرام میں (۱۹)۔ اس طرح الے جزوى عكم كى دليل قول مجتهد قرار پائے گا۔(۲۰)

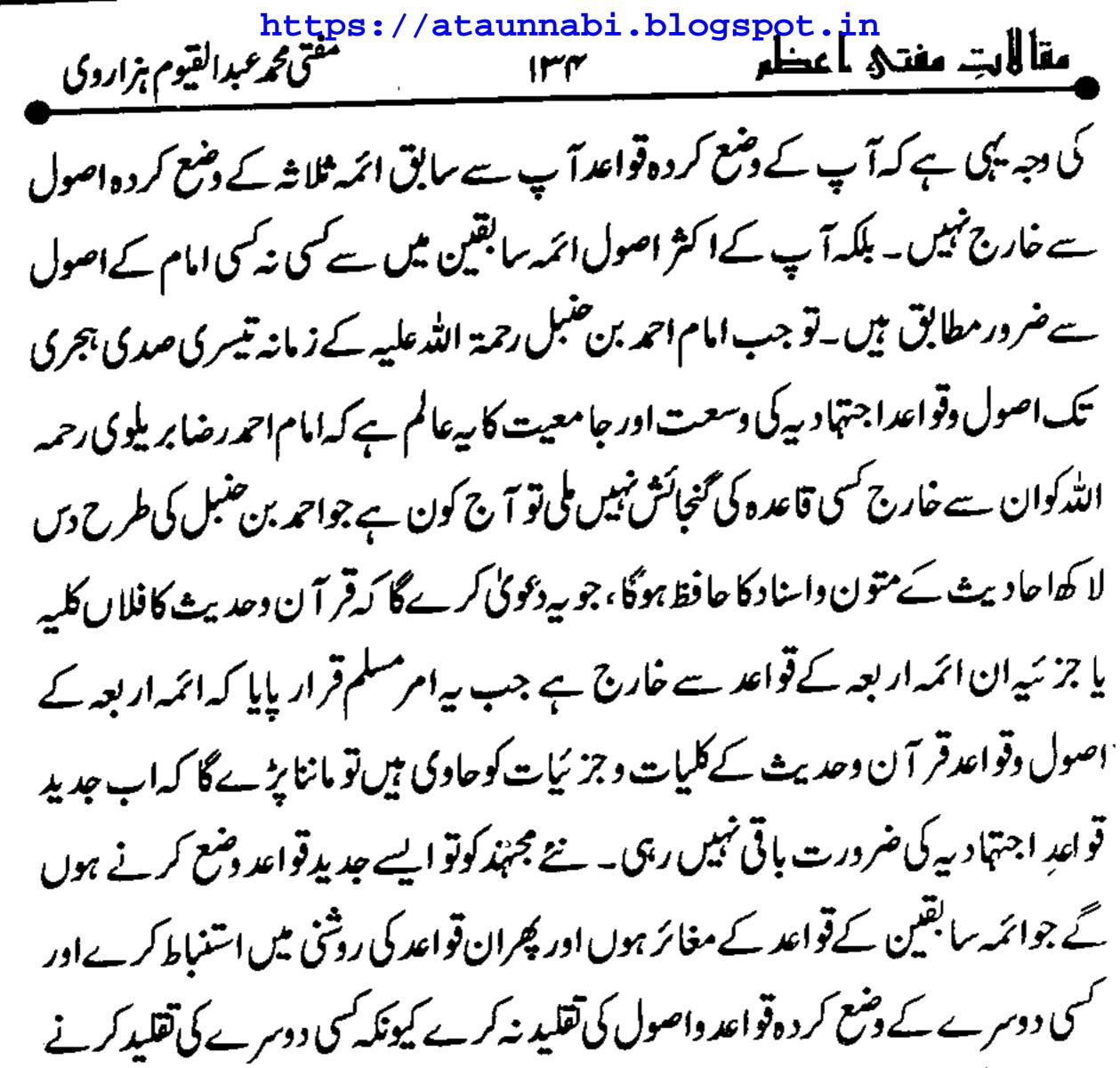
اس ليعوام الناس اگر مقلد بين تو الي دليل كى بناء برجوطى بھى ہے اورشرى بھى اوراگروہ اپنى زندگى بيس احكام شرعيد كے عامل بين تو بھى وہ اپنے حق ميں دلاكل شرعيد كى بناء برعامل بين فرق صرف يہ ہے كہ پہلے مرحلہ كے ليے دليل اجمالى ہے اور بطورة اعدہ كليہ ہے اور دوسر بے مرحلہ ميں احكام كى تفصيلات كے مطابق دلاكل بھى تفصيلى بيں - اى طرح بحبتدين حضرات بھى اپن دائرہ كار ميں دوم حلول سے گزرتے ہيں - پہلا مرحلہ يہ كہ احكام تفصيليہ كے ليے دلاكل تقصيليہ كى نوعيت كاعلم بس كے ليے ايں دليل كى ضرورت تھى جوان كو اجتماد كا مكلف قرار دي كر ان بر اجتمادى علم بس كے ليے ايى دليل كى ضرورت تھى قرآن كريم نے رہنمائى دى ہے: احكام تقصيليہ ميں احكام كى نوعيت كاعلم بس كے ليے اير دليل كى ضرورت تھى جوان كو اجتماد كا مكلف قرار دے كر ان بر اجتمادى عمل كو لازم كرد ہے ۔ اس بار بي ميں قرآن كريم نے رہنمائى دى ہے: الدين (۲۲) . والذين جاھدو ا فينا لنھديتھم سبلنا (۲۳)، لعلمه

مقالات مغتئ اعظم مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى 134 الذين يستنبطونه منهم. (٢٣) ان آیات میں احکام تفصیلیہ کے دلائل حاصل کرنے کے لیے اجتہاد، استباط اور مجاہرہ برداشت کرنے کاظم دیا گیا ہے جس کی بناء پر یمل واجب قرار پایا گریہ ندکورہ آیات دلائل كااجمالى بيان بي جبكه احكام كجزئيات كمقابله مي تفصيلى دلائل قائم كرتاباتي بي اور یق میں عمل سے حاصل ہوں گے جس کی طرف مذکورہ آیات میں سے آخری آیت میں م بہترین کے لیے تفصیلی دلائل کی طرف رہنمائی کردی۔اب^جس طرح مجہتدا پنے ابتہادی عمل میں مصروف ہیں تو دلائل قطعیہ کی بناء پر (۲۵) ای طرح وہ احکام تفصیلیہ کے لیے تفصيلی دلائل وضع کرتے ہیں تو دلیل کی بناء پر _غرضیکہ ہرمسلمان اپنے دائرہ کار میں احکام شرعيه پر مل بيرا بي و صرف شرعي دلائل کي روشن ميں حاصل شده علم کي بناء پراورکوئي مسلمان بھی بغیر دلیل محض تقلید کی بناء پڑمل کا تصور بھی نہیں کرسکتا اور جو پچھ بھی کرتا ہے وہ علیٰ وجہ البقيرت كرتاب خواه يدمسلمان مجتد مول يا مقلد (٢٦) اس تقریر سے اس شبہ کااز الہ بھی ہو گیا کہ شرع میں تقلید کی مذمت کی گئی ہے تو پھر کیونگرائمہ کی تقلید کوضر درمی قرار دیا جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت میں جس تقلید کی مذمت ہے دہ جاہلانہ تقلید تھی جو کی دلیل پر بنی نہ تھی بلکہ احبار در ہبان کے من گھڑت حلال وحرام کوحلال و حرام قرار دیاجا تا جبکہ احبار ور ہبان کے پاس حرام وطلال کہنے کی کوئی دلیل نہ تھی اور نہ ہی عوام کے پاس ان کی بیروی کو لازم قرار دینے کی کوئی دلیل تھی۔ (۲۷) لوگ اپنے آباؤ واجداد کی رسم پڑمل پیرا ہوتے جب ان سے پوچھا جاتا کہتم میمل کیوں کرتے ہوتو جواب میں آبا دُواجداد کا حوالہ دیا جاتا جبکہ شرعی تقلیدا یک ایس دلیل پر بنی ہے جوخود قرآن نے عطا کی ہے اور مقلد سلمان قرآن کی نص قطی فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون.(الآية)

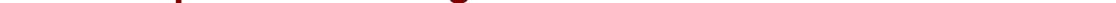
پر مل کرتا ہے نہ کہ آبا وَ واجداد کی رسم پر اور نہ ہی کسی غیر اللہ کے ظلم پر وہ اند ص







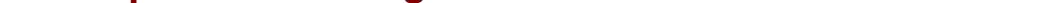
والامجتجد مطلق تحظيم لقب سے متصف نہيں ہوسکتا ، شريعت تو اس حقيقت کا نام ہے جو قر آن دحدیث سے متفرع ہوجس کے اصول وضع ہو چکے ہیں اور کسی نئے قاعدہ کی کوئی ضرورت باقى تہيں ۔ ہاں شریعت کسی اور چیز کا تام ہوتو یہ ہماری بحث سے خارج ہے اس تفس الامری حقیقت کے معلوم ہوجانے کے بعد بیہ بات داضح ہوگئ کہ اب کسی مجتمد مطلق کی ضرورت نہیں اب کمی وقت ضرورت پیش آتی ہے یا آسکتی ہے تو صرف اس امرکی کہ جب کوئی ایسا نیا مسئلہ پیش آئے جس کو جنہد فی الشرع نے اپنے اصول کے تحت مستبط نہیں کیا۔ یعنی امام نے اس کے استنباط پرنص داردہیں کی یا مجتمد امام نے اس کو مجمل چھوڑ دیا یا مہم رکھایا ہے نہیں۔معلوم ہیں ہوسکا کہ بیک قاعدہ کے تحت داخل ہوگا جبکہ کی وجوہ سے مسئلہ متعدد قواعد کے تحت آسکتا ہے تو ایک ضرورت کے موقع پرایسے مجتمد کی ضرورت ہے جواپنے امام کے





اور ضرور یات، شریعت کود عوت فکر دیتے رہے مگر ان اووار میں کسی مرحلہ پر بیسوال پیدائیس ہوتا کہ اب استنباط احکام شرع کے لیے نئے قواعد کی ضرورت ہے ہاں اندریں حالات جو کمی اجتہا دی ضرورت پیش آئی تو انکہ اربعہ کے مقلدین میں سے جبتہ دعنرات نے اپ امام کے قواعد واستنباط کی روشنی میں اس ضرورت کا حل تلاش کرلیا۔ امام کے قواعد واستنباط کی روشنی میں اس ضرورت کا حل تلاش کرلیا۔ امام کے قواعد واستنباط کی روشنی میں اس ضرورت کا حل تلاش کرلیا۔ امام کے قواعد واستنباط کی روشنی میں اس ضرورت کا حل تلاش کرلیا۔ امام کے قواعد واستنباط کی روشنی میں اس ضرورت کا حل تلاش کرلیا۔ امام کے قواعد واستنباط کی روشنی میں اس خرورت کا حل تلاش کرلیا۔ کرام کے وسیع ذخائر دامن میں لیے ہوئے ہوا دونو حات کا سلسلہ رک جانے کی وجہ سے اب صرف وہ ہی ملک اور قومیں ہیں جو صد یوں سے شریعت کے حلقہ بگوش ہیں۔ پھر آن سے دعویٰ کرنا کہ اسلام کو اجتہاد فی الشرع اور جبتہ مطلق کی ضرورت ہے مصحکہ خیز ہے۔ پھر اسلامی تاریخ میں جس شخص نے اجتہا داور آزادی کا فکر دیا دہ این تیمیہ ہیں۔ دو چونکہ ایک

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مغتی کم عبرالقوم بزاروی عظیم جامع شخصیت تھی اورعلوم کے ماہر یتھےاس لیےا پنے اس فکر کے باوجود وہ آخر دم تک امام احمد بن حتبل رحمة الله عليه كے مقلداور حتبل مسلك ك يابندر بي كيونكه كوئي تجي عالم ہونے کی حیثیت سے بید عولیٰ ہیں کرسکنا کہ اب قرآن وحدیث سے استعباط کے لیے نے قواعد کی ضرورت ہے بلکہ امام ابن تیمیہ کا مقصد بھی بھی تھا کہ سی امام کا مقلد ہو کراس کے اصول وقواعد کواپنا کراجتها دی خد مات سرانجام دی جائیں۔(۳۳) چنا خیراسلامی ادوار میں اجتہاد مقید کا بیسلسلہ بھی معطل نہیں رہا، اتمہ اربعہ کے اصول وقواعد کے مقلدین نے ہر دور میں ان قواعد کی روشنی میں اجتہا دات سرانجام دیئے ہیں۔ چنانچہ احناف میں نویں صدی میں امام ابن ہمام کمال الدین صاحب فتح القدیر اور دسوس صدی میں امام ابن کمال پاشانتمس الدین احمد، گیارہویں صدی میں امام ابن تجیم مصری اوران کے بھائی ابن بحیم صاحب بحرالرائق اورامام محمد صلفی وغیر ہم بارہویں صدی میں شاہ ولی اللہ (ہندوستان) تیرہویں صدی میں امام طحطا دی مصری اور امام ابن عابدین شامی اور چود ہویں صدی میں امام احمد رضا بریلوی (ہندوستان) ہیرسب حضرات اجتہا دی خدمات سرانجام ديت د ب يل-آخرالذكرامام احدرضا بريلوى كاتوبي عالم ب كدآب كواكريد يجاس علوم من امام قرار دیا گیا ہے مگر آپ کوفقہ میں جوخصوصی خداداد بصیرت حاصل تھی وہ سابقہ کن صدیوں میں دور دورتک نظر ہیں آتی ۔ چنانچہ فقہ اور اصول فقہ میں آپ کا شاہ کارفتاد کی رضوبی^جس کا نام العطايا العوبيه ب- اورجو بارہ تنخیم جلدوں پر مشتل ہے۔ ميں آپ نے ان تمام مسائل پر بحث کی ہے جواب تک صدیوں سے اُلجھے ہوئے تھے ادر سابق مصنفین ان سے صرف نظر کرتے چلے آرہے تھے یان کوجوں کا توں ہی تقل کرتے چلے آئے تھے۔ آپ نے ان مسائل کو پیش کیاادر چرشرمی قواعد داصول فقه کی روشنی میں ان پراشکال دارد کیےادر آخر میں ان کاحل پیش کیا غرضیکہ انہوں نے اپنی اس عظیم تصنیف میں حقّٰی اتمہ جن میں سے بعض مجتمد

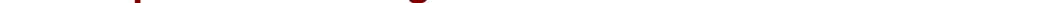


مقال تر مفتری اعظم https://ataunnabi.blogspot.in في المسائل يتصاور بعض اصحاب تخريج بياتر جيح يتصيبه ان كي عبارات كوقواعدامام كي روشن ميں واضح کیایا ان می تطبق دی اور ساتھ ساتھ اصول مذہب حنفی کی تشریحات بھی کرتے کیے کئے مقصد بیہ ہے کہ نہی میدان میں ضرورت کے وقت اجتہادی کام معطل نہیں رہا بلکہ باقاعده بيكام سرانجام دياجا تاربا-امام ابوصنیفہ کے صبح کردہ اجتہادی اصولوں کی خصوصیت : امام ابوحذيفه رضى اللدعنه كاصول وقواعد كى خصوصيت بير ب كرآب في ان ك وضع میں دسعت اور جامعیت کو پی*ش نظر رکھ*ا تا کہ ایک مسلمان جس حیثیت میں بھی ہوجس ضرورت میں بھی **جتلا ہواورزندگی** کے کسی بھی پہلو میں اس کور ^{پن}مائی کی ضرورت ہوا^{س کو خ}ل اصول کی روشی میں بیر ہنمائی حاصل ہو ج^ہئے۔چتانچیہ آپ نے اصول فقہ کامفہوم دوسرے ائمہ کرام کے پیش کردہ مفاہیم کی نسبت ریادہ ورہے پیش فرمایا ۔ دیگرائمہ نے صرف احکام فرعيه شرعيه كوبى اصول فقه كى تعريف ميں شامل كيا جبكه امام صاحب نے معبوفة النفس

مالها وما عليها پراصول فقدى بنيادر كلى ب- اس ليديرائم كاصول انسان ك ظاہرى افعال اوران كا حكام كو محط ين جبك امام صاحب كاصول انسان ك نفسياتى امور واحوال كو بلى شامل بيں (٣٣) - اى طرح ديكرائم ن احكام بي صرف پانچ امور كو شامل كيا ہے جبك امام كى تعريف كے مطابق اس كى اقسام زيادہ ہوجاتى بيں مثلاً ديكرائم ك شامل كيا ہے جبك امام كى تعريف كے مطابق اس كى اقسام زيادہ ہوجاتى بي مثلاً ديكرائم ك نزديك ابامت شريح كر كے مطابق اس كى اقسام زيادہ ہوجاتى بي مثلاً ديكرائم ك نزديك ابامت شريح كر كے مطابق اس كى اقسام زيادہ ہوجاتى بي مثلاً ديكرائم ك نزديك ابامت شريح كر كے مطابق اباحت اصليه اور اباحت شريحه كافرق واضح كيا كيا ج - اس طرح ديكرائم كر ن داب كو فرض اور واجب ميں فرق نيس جبك امام صاحب ن اس ميں فرق كو داضح كر كے واجب كو عليحد وعلم قرار ديا ہے (٣٣) - اى طرح امام صاحب كى تعريف اعتقادى امور كو شامل ہے جبكہ ديكرائم كى تعريف سے ميخار ج -

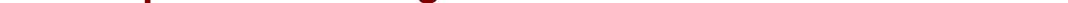
مقالات مفترج https://ataunnabi.blogsob ۱۳۸ ای طرح دیگر اتمہ کے اصولوں کا تعلق عام طور پر عبادات و معاملات اور مناکبات وغیرہ سے جبکہ امام صاحب کے اصولوں کا تعلق مذکورہ امور کی طرح سیاستِ مدنیاوراحکام سلطانیہ بلکہ اس سے بڑھ کربین الاقوامی امور سے بھی ہے (۳۵) یہی وجہ ہے که تاریخ اسلام میں حکومت خواہ کسی بھی مسلک سے متعلق رہی ہو گمراحکام سلطانیہ اور سیاس امور میں ہراسلامی حکومت بنے فقہ فی کوہی اپنایا ہے۔(۳۶) اس کے علاوہ معاشرتی زندگی میں رسم ورداج ضرورت اور حاجت عام انسانوں کی ہولت اوراجتماعیت کوفقہ خلی میں خصوصی اہمیت حاصل ہے بلکہ پیاموراصول وقواعد میں شامل ہیں، چنانچہ استحسان کی بنیادانہی اصول پر ہے اس کیے عرف اور تعامل الناس کو بھی احکام کی بنیاد قرر دیا گیا ہے اور ہرمسلمان کے قول وغل کو قانو ناایک حد تک تحفظ دیا گیا ہے (۳۷) _ حنفی اصول کے مطابق حلال وحرام میں ترمیم سے بچتے ہوئے باقی احکام میں حتی الا مکان عوام کی موافقت ، سہولت اور ان کی اجتماعیت کوتر جیح دے جائے گی (۳۸)۔ بلکہ

عامة المسلمين كے معاملات كواس وقت تك درست قرار زياجائ كا جب تك ممانعت بركونى شرى دليل متفقن نه ہو (٣٩) _ اى خصوصيت كى بناء برائمة اسلاف كى متفقد رائے ہے كہ عوام كے ليے دفق وشفقت ہى ابو حذيفہ كى فقہ ہے (٣٠) _ امام شعر انى شافتى ہونے كے باوجود فرما ______ بي كہ عوام الناس كوامام ابو حذيفہ كے وجود پر اللہ تعالى كا شكر گز ار ہونا چا ہے كيونكه انہوں نے مسلمانوں كے ليے وسيح تخبائش پيدا كى ہے ۔ (٢٩) ان ك تعامل كو چيش نظر ركھنے كا ندازہ اس بات ہے بھى لگا يا جا سكتا ہے كہ آپ نے مختلف اول ان ك تعامل كو چيش نظر ركھنے كا ندازہ اس بات ہے بھى لگا يا جا سكتا ہے كہ آپ نے مختلف ال كر اس ميں حاصرى كا باندازہ اس بات ہے بھى لگا يا جا سكتا ہے كہ آپ نے مختلف الحراف سے تعلق ركھنے والے اپن تلامذہ كى بڑى تعداد كوا بنى مجل مام صاحب خود بھى ركھا تھا تا كہ مختلف علاقوں كے عرف و تعامل سے آگا بى ہو سكے جبکہ امام صاحب خود بھى ايك تا جركى حيثيت سے مختلف ملكوں اور علاقوں كا دورہ كرتے رہے اور وہاں كے عرف اور



https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم بزاروي مقالات مفتى اعظم اسم تعامل الناس کے ماہر شکھ۔ اس مجلس میں قواعد کے تحت جب انتخر انج اور استنباط کے لیے بحث ہوتی توامام صاحب تعامل الناس کی بناء پر جب کوئی استحسانی فیصلہ فرماتے تو تلامٰہ کی بحث ختم ہوجاتی۔(۴۲) حقی اصولوں پر عوام الناس کے لیے آسائی اور وسعت: حتی اصولوں کی بنیاد بھی اس امر پر ہے کہ عوام کو شدت اور تنگی سے بچایا جائے اوران کے لیے آسانی کی تنجائش پیدا کی جائے، چنانچہ شرعی احکام میں فرض دحرام بیہ دو ایسے ظم ہیں جن میں پابندی کے لیے شدت اور کتی ہے۔مثلاً فرض کا انکار کفرادراس کا ترک موجب قسق ہے۔ای طرح حرام کو جائز قرار دینا کفر ہےاوراس کامل موجب قسق ہے۔ اب اگر فرض وحرام کا دائرہ وسیع ہوتو عوام کے لیے حرج اور بنگی کا دائرہ دسیع ہوگا۔جبکہ اللہ تعالی کوعوام کے لیے سر پہنداور عسرتا پہند ہے۔ يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر . (٣٣) اللد تعالى تمہارے لیے یسر پسنداور عسر تا پسند فرما تا ہے۔ اس لیے امام ابو صنیفہ علیہ الرحمہ نے فرض اور حرام کی تعریفات میں سخت قیو دلگا کر ان کا دائر اور تعداد کم سے کم کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ کے نز دیک فرض و حرام کااثبات ایک نص سے ہوگا جوثبوت اور دلالت دونوں طرح قطعی ہواورا گرکوئی نص اس معیار برنہ ہومثلاً قطعی انٹبوت ہو مرتطعی الدلالۃ نہ ہو یا اس کے برعکس ہو، یا ^جوت اور دلالت د دنوں میں قطعی نہ ہوتو ایسی نصوص سے فرض یا حرام ثابت نہ ہو سکے گا (^۳۳۳) جبکہ دیگر ائمہ کرام کے نزدیک فرض اور حرام کے لیے بیتخت شرائط ہیں ہیں۔جس کے نتیج میں دیگر ائمہ کے ہاں فرائض دمحر مات کی تعداد زیادہ ہو کی مگرامام ابو صنیفہ کے ہاں ہر شعبہ زندگی میں عام طور برفرائض دمحرمات کی تعدائم ہوگی جس سے عوام الناس کو سہولت اور آسانی حاصل ہو

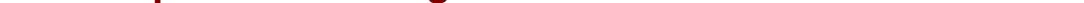
https://ataunnabi.blogspot.in مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی گی اورنصوص کے ثبوت یا دلالت میں شبہ کا فائدہ عوام اور مللقین کو حاصل ہوا اور یوں ان کے لیے کفراور شق کے مواقع اور ذرائع کم ہو گئے۔ اس طرح آب کے صبح کردہ دیگراصولوں کا بنظر غائز جائزہ لیا جائے توان میں بھی عوام پر شفقت کا پہلونمایاں نظر آئے گا مثلاً فرض کی ادائیگی کے اصول میں آپ کے نزدیک جو ہولت ادر آسانی ہے وہ دیگرائمہ کرام کے ہاں نہیں ہے کیونکہ ختی اصول کے تحت مامور بہ کے اطلاق کو لحوظ رکھتے ہوئے اس پڑمل کر لینا فرض کی ادائیگی کے لیے کافی ہے۔ مثلاً نماز میں رکوع پاسجدہ کوادا کرنے میں رکوع کے لیے منہ کے بل جھک جانا اور سجدہ کے ليے زمين پر بيشاني كالگادينا كافي ہے كيونكه قرآن ميں ركوع اور سجدہ كاذ كرمطلق ہے اور اس میں سمی مزید قید کاذ کرہیں ہے لہذا: واركعوا و اسجدوا کوادا کرنے کے لیے رکوع اور سجدہ کے معنی کا مطلقاتحقق ،فرض ادا کرنے کے لیے کافی ہے۔اس سے زائد مثلاً طمانیت یا اعتدال یا کمی اور کیفیت کا ذکرنہیں ہے۔لہٰ دا سجدہ اوررکوع کی ادائیگی میں بیرزائدامورفرض نہ ہوں گے یوں امام ابوحذیفہ کے ہاں فرض کی ادائیگی میں سہولت اور آسانی ہو گی کیونکہ اطلاق میں دسعت ہے جبکہ تقلید میں عُسر اور بنگی ہے حالانکہ دیگر ائمہ کے ہاں رکوع اور سجدہ کے فرض کو ادا کرنے کے لیے طمانیت کی زائد کیفیت فرض ہے جس سے ملّف کو رکوع یا سجدہ کرنے میں دشواری کا سامنا ہوگا۔ (۴۵) امام ابو صنيفه اورشخصي آزادي: امام صاحب کے اجتمادی قواعد میں شخصی آزادی کوانتہائی اہمیت حاصل ہے آپ نے ہر پہلو میں شخص آ زادی کا تحفظ فرمایا ہے اور کسی طاقت کی مداخلت کے بجائے آپ

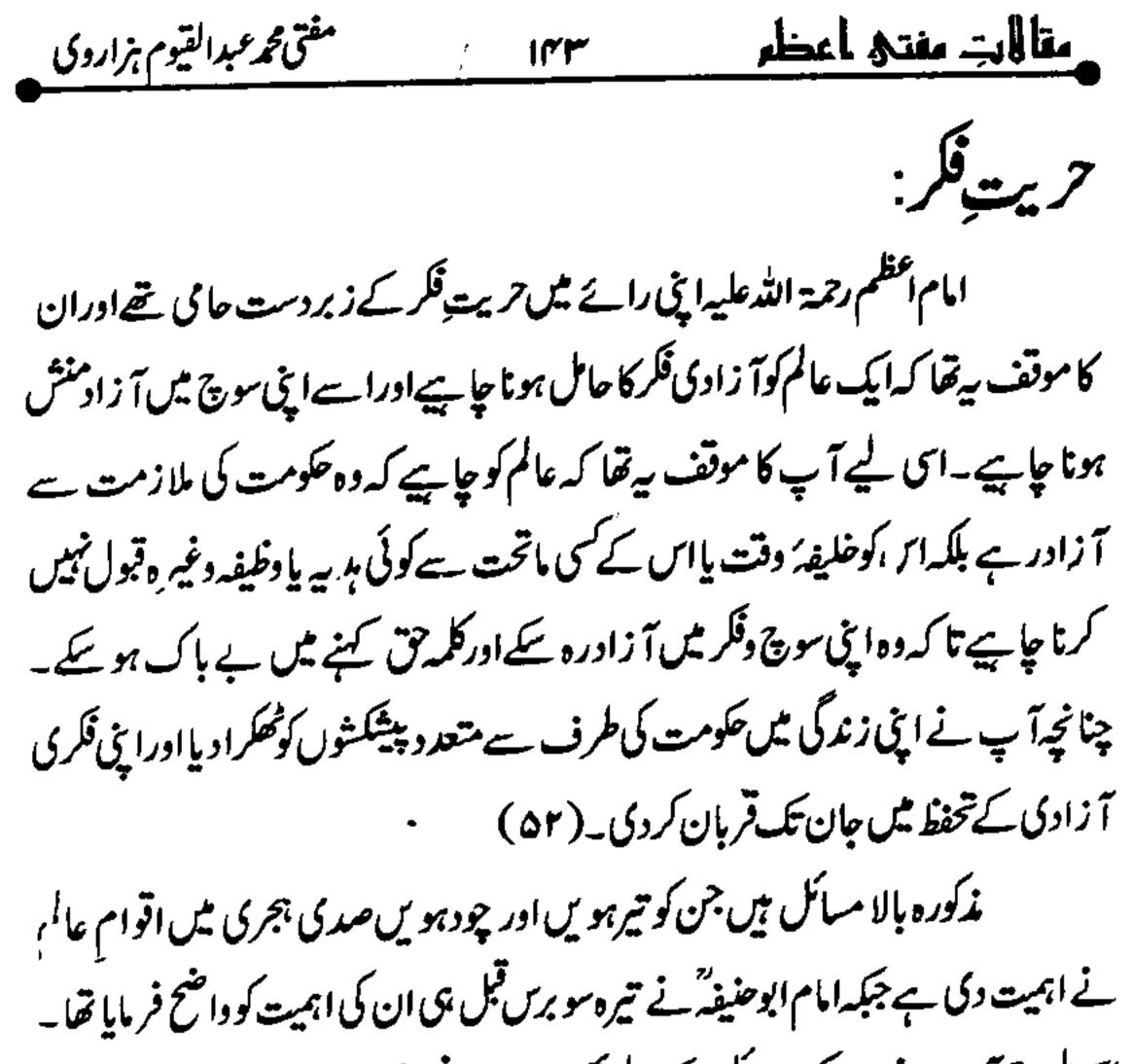


مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظم 111 شخصیت ساز<mark>ی میں اخلاقی</mark> احساسات کواجا گر کرنے کے قائل بت<mark>ص</mark>تا کہ قانونی جبر کی بناء پر بغض دعنادكي فضا پيدانه بوسكے۔ ولايت تفس: ولايت تفس كوتحفظ ديتے ہوئے آپ نے حرہ عاقلہ بالغہ لڑ كى كوريا ختيار ديا كہ دہ اپنانکاح خود کرسکتی ہے جبکہ باقی تمام اتمہ کرام "لانک اح الا بولمی " کمی قریبی مرد ولی کے بغیر سکونکاح کا اختیار نہیں دیتے۔امام صاحب کے زدیک دلی کی یہ پابندی تابالغہ، مجنونہاورلونڈی کے لیے تقص ہے۔(۳۶) اس طرح شادی شدہ لونڈی کے آزاد ہونے پرامام اعظم ؓ نے اسے وسیع خیار دیا ہے کہ غلامی کے دور میں مالک کے لیے ہوئے نکاح کو وہ فتح کر سکتی ہے خواہ اس کا خاوند حرہو باعبرہو۔جبکہ دیگرائم کرام اس کو بیاختیار صرف خاوند کے عبد ہونے کی صورت میں دیتے ہیں مگرخاوند کے حرہونے کی صورت میں وہ پیاختیار نہیں دیتے۔(۲۷)

یں ترحاولہ حربو حے کی صورت یں دہ یہ طیار دیں دیے ۔ (2 م) مد بر، مکا تب ادرام دلد کی تیج کو بھی امام صاحب نے ای لیے نا جا تز قر ار دیا ہے کہ دہ ان کو مالک کی طرف سے ایک طرح استحقاق آ زادی حاصل ہو چکا ہے جس کو اب کالعدم نہیں کیا جا سکتا جبکہ دیگر اتمہ کرام مد بر کی نیچ کو جائز قر ار دیتے ہیں جن سے اس کا استحقاق متاثر ہو جاتا ہے ۔ (۲۸) یوں ہی اگر وصیت کے ذریعہ متعدد غلاموں کو بجوی آ زادی کا جن ملتا ہوتو آ پ کے نزر یک دہ سب آ زادہ ہو جائیں گے اگر چدان سب کی قیمت وصیت کرنے دوالے کے کل مال کے تک سے زائد ہو۔ تک ہے بڑھ جانے کی صورت میں ہرایک اپنے حصد کی زائد دقم ورثاء کو ادا کر ے کا طر دیگر بعض اتمہ کرام قر عداندازی کے ذریعہ بعض کو آ زاداور بعض کو محروم قر ار دینے کا اختیار درثاء کو دیتے ہیں جس سے بعض غلام استحقاق حریت سے محروم ہوجاتے ہیں ۔ (۲۹)

مقالات مغتئ اعظر مفتى محر عبدالقيوم ہزاروى 172 تحفظ حقوق: حنى فقه ميں حقوق كا مسئلہ بھى اہم مسئلہ ہے ۔ چنانچہ ضى مذہب ميں قضاعلى الغائب کو تاجائز قرار دیا گیاہے کیونکہ اس میں غیر حاضر خص کے حقوق یا مال ہونے کا خطرہ ہے جبکہ دیگرائمہ کرام کے زدیک قضاعلی الغائب جائز ہے۔اس طرح حقوق زوجت میں قاضی یا حاکم کواس وقت تک فنخ نکار کے لیے مداخلت کا اختیار نہیں جب تک نکار کے بنیادی مقاصد کی ادائیگی کاامکان باقی ۔ ہے گربعض دیگر ائمہ کرام بعض وقتی شکایات کی بناء پر بھی قاضی کوئے نکاح کا اختیار دیتے ہیں۔(۵۰) ملکيت ميں تصرف: ا پی ملکیت میں تصرف کی آ زادی بھی فقہ خفی کی ایک خصوصیت ہے مثلاً جب کوئی لڑکا اپنے بلوغ میں کامل ہو جائے مگر اس کے باوجود فضول خرچی سے بازنہیں رہتا د گیرائمہ کرام کے نزدیک قاضی کو بیاختیار حاصل ہے کہ وہ اس فضول خرج لڑ کے کواپیے مال میں تصرف سے محروم (مجور) کردے مگر امام ابو حنیفہ ؓ کے مزدیک قاضی کو بیہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ بلوغ کامل کے بعد کسی خض کواپنے مال میں تصرف سے حروم کرے۔ اگر چہ قاضی کواس صورت میں دیگر تادیک کاروائی کا اختیار ہے گر کسی عاقل ، بالغ کے ق تصرف كوختم نہيں كيا جاسكتا_(۵) اس طرح دیوالیہ کی صورت میں مقروض کے متعلق بھی دیگرائمہ کی یہی رائے ہے کہ قاضی اس کواپنی ملکیت میں تصرف سے محروم کر سکتا ہے مگر امام اعظمؓ کے مزدیک دیوالیہ مقروض کوبھی اپنی ملکیت میں تصرف سے محروم کرنے کا اختیار قاضی کوہیں ہے اگر چہ یہاں بھی قاضی کود گیر کارر دائی کی اجازت ہے۔



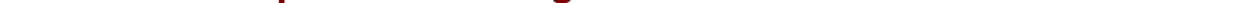


اس طرح آپ نے ان مکنہ مسائل کے لیے بھی ضابطے ضع فرما دیئے جن کا وجود آپ کے زمانہ بلکہ بعد تک بھی نہیں تھا تا کہ منتقبل میں پیدا ہونے والے مسائل کوان ضوابط کے تحت حل کرلیا جائے۔ چنانچے فرضی جزئیات کی بنیاد پراصول وضع کرنے کے بارے جب امام صاحب سے سوال کیا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ ایسے مسائل کا کوئی وجود ہی نہیں ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہم ابتلاءادر تکلیف کے دقوع سے قبل ہی اس کا حل پیش کردنیا جاتے ہیں۔ فقہ خلی کی اس دسعت کے پیش نظریہ دعویٰ بنی برحقیقت ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے دالے مسائل کاحل فقہ تنی میں موجود ہے۔ (۵۴) ا_غلط بمي كاازاله: اس مضمون میں ضرورت اجتہاد کے ضمن میں بیہ بات تابت کی گئی ہے کہ معاشر دکو https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظر 177 اجتہادی عمل کی ضرورت ہے اور پھر بعد میں بیٹابت کیا گیا ہے کہ ضرورت کے مطابق اجتهاد کا سلسلہ جاری رہا ہے اور آئندہ ان شاءاللہ تعالیٰ معاشرتی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ایسے باصلاحیت لوگوں کو پیدا فرما تاریح گا۔اس حمن میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ اجتہاد فی الشرع یا اجتہا د مطلق کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ اجتہا دِمطلق کا معنی اوراس کا کام تعین ہے اس معنی کے لحاظ سے اب ریکام تو ہوگا کیونکہ غیر ضروری امور بالآخر لغوقر ارياتا ہے۔ الحراجةاد مطلق تصحلق آج تك كسى في بيات تبي كمي كم يمتنع اور مكن ہی نہیں رہااور نہ ہی اس کے لیے کوئی ایسی شرائط رکھی گئی ہیں اور نہ ہی فقہاء کرام نے بیان کی ہیں جو مافوق البشریت ہوں اور ان کا حصول انسان کے لیے محال ہویا انسان کی وسعت سے خارج ہو۔اس میں شک نہیں کہ شریعت میں احکام اور مفہومات کے لیے شرائط رکھی گئ

ہیں ای طرح شریعتِ اسلامیہ میں اجتہاد کے ہرمر تبہ کے لیے شرائط موجود ہیں۔لہٰ المجتہد مطلق اور مجتمد فی الشرع کے لیے بھی شرائط ہیں۔ ہر منصب کے لیے اس کے مناسب شرائط مقرر کیے جاتے ہیں۔ جمہد مطلق کا منصب چونکہ ظیم ہے اس کی شرائط بھی اس منصب کے مناسب ہوتی چاہتیں۔ اور یہ بات بھی انسانی فطرت میں شامل ہے کہ تارم ہونے کے باوجودانسان اعلیٰ منصب کاشوق رکھتا نے ،مگراس منصب کی شرائط اس کے لیے مانع قراریاتی ہیں حالانکہ وہ اعلیٰ منصب مكن الحصول ہوتا ہے مراس كے باوجود تا الل كے ليمنوع قرار دياجا تا ہے۔ (٥٥) اجتهاد مطلق اوراجتهاد في الشرع ممكن باوراس كي شرائط مكن الحصول جي مكر شرائط کے حصول کے بغیر اجتہاد ممکن نہیں۔اس حقیقت کے باوجود بعض لوگ غلط تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان کوشوق ہوتو وہ شرائط کے حصول کی کوشش کریں نہ کہ شرائط کو کالعدم قراردیں۔(۵۷)

https://archive.org/details/@zobaibbo





لفظ کی بحث میں لفظ موضوع معتبر ہوگا ۔لہٰذا یہاں لفظ وضع ، دلالت اور معنی کی بحث مقد م ہوگی_(۵۸) اور پھر لفظ کی صنع لغوی، عرفی، اصطلاحی اور شرعی، معلوم کرنے کے بعد ہر وضع کے لحاظ سے لفظ کی اقسام، پھران میں سے ہرشم کی دلالت کے لحاظ سے اقسام، اس کے بعد دلالت کی نتیوں قسموں کے اعتبار سے معنی کا مرحلہ آئے گا تو اب معنیٰ کے اعتبار سے

و کمنا ہوگا کہ لفظ وضوع کی جو دلالت معنی پر ہور بی ہے اس میں نلہور ہوتو کس درجہ کا اور اگر

موضوع دال علی المعنی کے استعال کے لحاظ سے بیہ معلوم کرتا ہوگا کہ اس لفظ کو حقیقی اور دصفی

معنی یا کسی اور معنی میں استعال کیا کیا ہے اور پھر ہر صورت میں بیدد کھنا ہے کہ بید لفظ کسی معنی

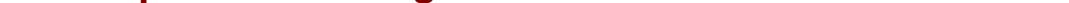
خفا بي توكس درجد كاب؟

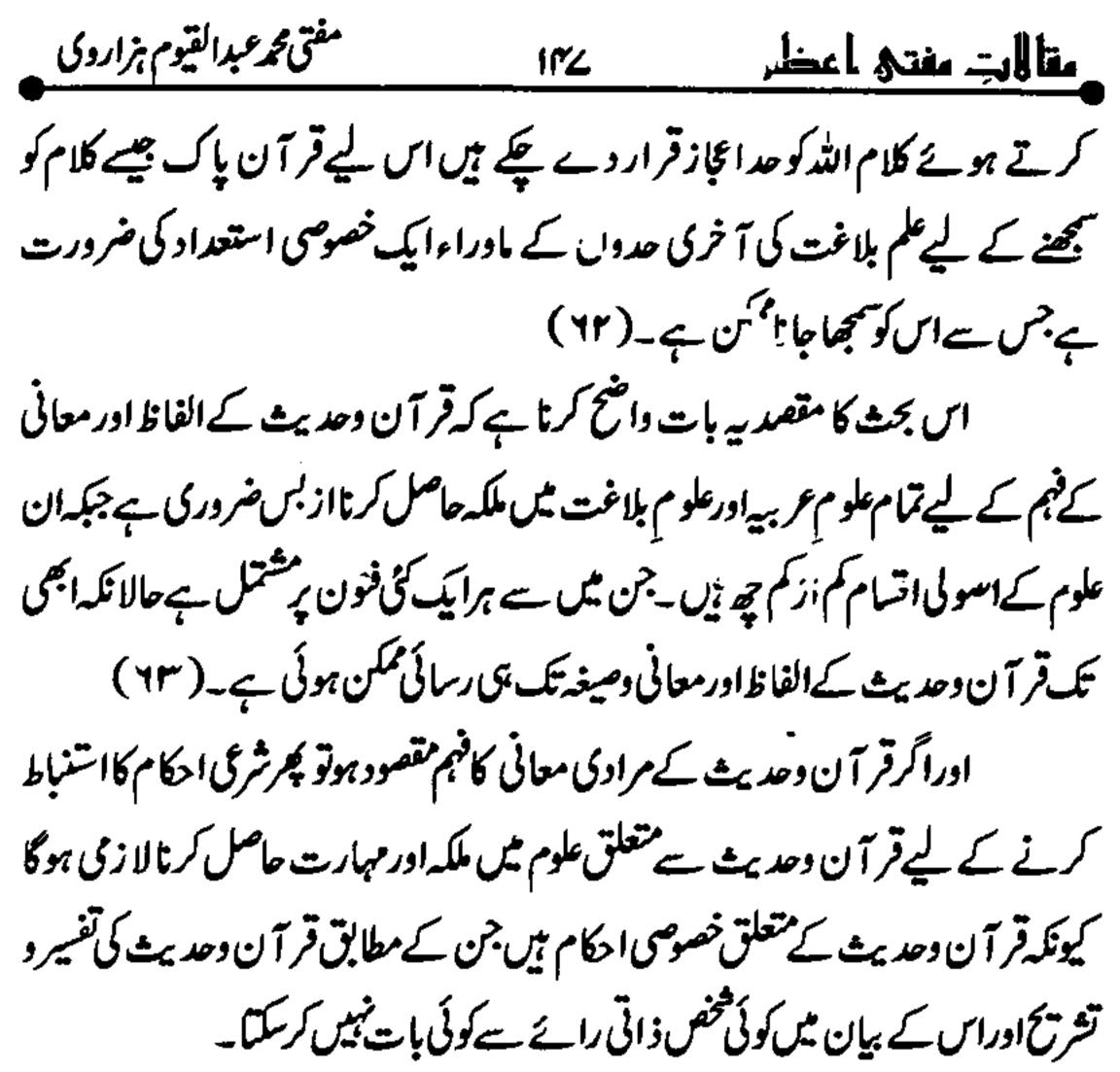
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس لیے معنی کے لحاظ سے ظہور دخفا کی اقسام معلوم کرتا ہوں گی۔اس کے بعد لفظ

مقالات مغتى اعظم مفتى محمة عبدالقيوم بزاروي 177 میں معروف اور شعین ہو چکا ہے یانہیں ؟ اور ساتھ ہی ریجی دیکھنا ہوگا کہ اگر بیلفظ مجازی معنی میں استعال کیا گیا ہے تو کس مناسبت سے ان مناسبات اور علاقات دغیرہ کو معلوم کرتا اور پھر قرینہ کی بناء پراس میں سے کی ایک کو تعین کرتا ہو گاتا کہ معلوم ہو سکے کہ یہاں مجاز کی کون تی شم ہے۔(۵۹) ان تمام مراحل کے بعد آخر میں مراد کو بھیجھنے کا مرحلہ آتا ہے کہ مخاطب مراد کا قہم لفظ سے حاص کرتا ہے یامتن سے اگر لفظ سے حاصل کرنا چا ہتا ہے تو ای مراد کو حاصل کرتا چاہتا ہے جس کے لیے متکلم نے کلام کیا ہے یا کسی اور مراد کو چاہتا ہے اور اگر معنی سے فہم مراد چاہتا ہے تو لغوی معنی سے یا اصطلاحی معنی سے اپنی مراد کو حاصل کرنا چاہتا ہے غرض کہ لفظ ، وضع، دلالت استعال اورقبم مرادتك كفظى ابحاث _ لي كزرنا بزے گا جبكه ان ابحاث كى تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ان ابحاث پر ملکہ حاصل کرنے کے بعد قرآن وحدیث کی طرف

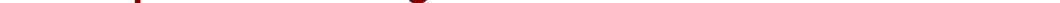
رجوع کا مرحلہ تا ہے کیونکہ مذکورہ ابحاث کا تعلق تو لفظ سے قفا خواہ وہ کی بھی زبان کا ہو۔ قرآن وحدیث چونکہ عربی زبان میں بیں اس لیے عربی زبان کی خصوصیات کاعلم بھی ایک مرحلہ ہے کیونکہ عربی زبان کی فصاحت و بلاغت نے اسے خصوصی مقام دیا ہے جو کہ دوسری کسی زبان کو حاصل نہیں ہے۔ دوسری تمام زبانیں اس کے مقابلہ میں عجمی قرار پاتی ہیں۔ اس لیے عربی کے خصوصیات اورا تمیازات کاعلم ایک علیحدہ مرحلہ ہے جو کر کرنا ہوگا۔ (۲۰) تمام عربی زبان سے بڑھ کر بیں ای لیے خود آنخصرت صلی اللہ علیہ دسم کے بھی قرار پاتی ہیں۔ تمام عربی زبان سے بڑھ کر بیں ای لیے خود آنخصرت صلی اللہ علیہ دسم کی خصوصیات تمام عربی زبان سے بڑھ کر بیں ای لیے خود آنخصرت صلی اللہ علیہ دسم نے او دی۔ تمام عربی زبان سے بڑھ کر بیں ای لیے خود آنخصرت صلی اللہ علیہ دسم نے او دی۔ تمام عربی زبان سے بڑھ کر بیں ای لیے خود آنخصرت صلی اللہ علیہ دسم نے او دی۔ تمام عربی زبان سے بڑھ کر بیں ای لیے خود آنخصرت صلی اللہ علیہ دسم نے او دی۔ تمام عربی زبان سے بڑھ کر بیں ای لیے خود آنخصرت صلی اللہ علیہ دسم نے او دی۔ تمام عربی زبان سے بڑھ کر بیں ای لیے خود آنخصرت صلی اللہ علیہ دسم نے او دی۔ تمام عربی زبان سے بڑھ کر بیں ای لیے خود آن خصرت صلی اللہ علیہ دسم نے او دی۔ تمام عربی زبان سے بڑھ کر بیں ای لیے خود آن خصرت صلی اللہ علیہ دسم کی خصوصیات جو اصع الے کلم (۱۲) فر مایا۔ حدیث شریف جیسی جام عرک کلام کا احاط کرنے کے لیے عربی فصاحت و بلاغت کی انتہائی حدوں کو چھونا ضروری ہے۔ قرآن تو اللہ تعالی کا کلام ہو جن نے بلاغت کی میدان میں تمام بلخا ء عرب کی تمام فنون اپنی بر بی کا اعتراف





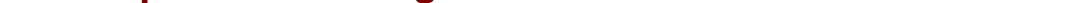
من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبو أ من النار دوسری روایت می بغیر علم کی بجائی سے ایت کے الفاظ ہیں۔ ایک روایت می فر مایا گیا من قال فی القرآن بر أیه فاصاب فقد اخطاء. یعنی قرآن پاک میں رائز نی سے کام لینے والے کے لیے یہ وعید یں فر مائ گی ہیں - تی کہ بغیر علم اور بغیر دلیل شرک کے اپنی رائز اور فہم سے کوئی بات درست کہ دی حائز وہ بھی غلط ہوگی اور یہ جرم ہوگا۔ (۲۵) ای طرح کی وعید یں حدیث کے بارے میں بھی موجود ہیں۔ اس لیے ضروری مہارت ، خصوص طور پر جہتد کے لیے حکام سے متعلق تو ارخ وغیرہ میں مہارت ، خصوص طور پر جہتد کے لیے حکام سے متعلقہ آیات کی جملہ قرائت کا علم بھی ضروری

مقالات مفتئ اعظم مفتى محمد عبدالقيوم بزاردي 1MA ہے(۲۲)۔ای طرح حدیث میں بھی متعدد مراحل طے کرنے ہوں گے کیونکہ حدیث کی صحت اور قبولیت معلوم کرنے کے لیے راویوں سے متعلق قن نقد رجال جس میں ہررادی کی سواخ اوراس کا صدق ، حفظ وضبط اوراس کی ثقامت معلوم کرنا ہوگی تا کہ معلوم ہو سکے کہ صفات ِروزہ کے لحاظ سے بیرحدیث کس مرتبہ میں ہے اوروس وانقطاع کے لحاظ سے کون می قتم ب_(٢٢) اس کے بعد تمام کتب احادیث یا ذخیرہ حدیث میں سے معلوم کرنا ہوگا کہ اس حدیث کے راویوں کی تعداد کتنی ہے تا کہ تعداد رواۃ کے لحاظ سے اس کوتو اتریا شہرت اور غرابت میں سے کس دور میں شار کیا جائے؟ تا کہ ججت کے لحاظ سے اس سے ماخوذ حکم کی نوعیت معلوم ہو سکے (۱۸)۔ جبکہ تیسرا مرحلہ نہایت دقیق ہے کہ اگر حدیث میں کوئی وجود وعلل قادحہ ہوں تو غور دفکر سے ان کومعلوم کرے (۲۹) کہ ابھی ان تین مراحل میں سے صرف حدیث کی قتم معلوم ہوگی اور بیہ تعین ہوگا کہ بیر حدیث قابل استدلال ہے یانہیں؟ یہاں تک کہ ایک اعلٰ محدث کی رسائی تو ہو سکتی ہے مگر اجتہاد کا کام ابھی باقی ہے۔ بیضر دری نہیں کہ علوم عربیہ اور علوم قرآنیہ میں مہارت اوراس کے بعد فن حدیث اوراس کے معارف پر ملکہ حاصل کر لینے *پرکوئی شخص مجتہد قر*ار پائے۔ امام بخاری علیہ الرحمة جنہوں نے اس مرتبہ تک کمال حاصل کرلیا اور یہاں تک علوم حاصل کر لیے کہانے اندراجتہاد کی قوت محسوس فرمانے لگے تی کہ فقہاءِ محدثین میں ے بعض نے ان کو مجتمد بھی مانا تھر بخاری شریف میں ان کے استدلالات کو پیش نظر رکھا جائے توتشلیم کرنا پڑتا ہے کہ ابھی اجتہاد کی منزل بہت آگے ہے(۷۰) ۔ اس لیے امام سفیان بن عینیہ جوامام شافعی اورامام احمد کے استاذ اورامام بخاری کے دادااستاذ عظیم محدث، فقيهاورتابعي بين _____فرمايا: السحسديث مُسصلة الا الفقهاء جس كي تشريح علامها بن



https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمة عبدالقيوم ہزاردى متالات منتئ اعظر 16.6 الحاج کمی نے مطل میں یوں فرمائی۔ یہ دید ان غیرھم قد یحمل الشیٰ علی ظاہرہ وله تاويل من حديث غيره او دليل يخفى عليه بما لا يقوم به الا من استبحرو تفقه. " (لينى امام سفيان كامقصد بير بي كه غير مجتمد بحى ظاہر حديث ب جومعن سمجھ آئے،ای کولے لیتا ہے حالانکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ یہاں مراد پچھاور ے پایہاں کوئی دلیل ہے جس پروہ محدث مطلع نہیں جبکہان امور پرصرف مجتمد بی کوقدرت ہو کتی ہے۔ یہی دجہ ہے کہ امام اعمی نے امام الوحنیفہ سے متعدد مسائل نوچھے جن کو آپ نے حک کردیا توام اعمش نے فرمایا: پی جوابات آپ نے کہاں سے حاصل کئے؟ آپ نے جواب دیا،ان احادیث سے جو میں نے آپ سے تی ہیں۔اس پرامام آغمش نے فرمایا۔ تعجب ہے جواحادیث میں نے آپ کوایک سودن میں سنائی ہیں وہ آپ نے مجھےایک ساعت میں بیان کردیں۔ اور پھر فرمایا: يا معشر الفقهاء انتم الأطباء و نحن الصياد له (لیعنی ہم محدثین صرف عطار ہیں اورائے گردہ فقہاء! آپ طبیب ہیں۔(۱۷) معلوم ہوا کہ علوم عربیہ،علوم بلاغت اورعلوم قرآ نیہ اورٹن حدیث ومعارف حدیث کے حصول کے باوجوداجتہاد فی الشرع کا مقام حاصل ہونا ضروری نہیں۔اس حقیقت کوخود حضور رنور صلى الله عليه وللم ني بيان فرمايا: " نسصر الله عبدًا سمع مقالتي فحفظها و دعاها واداها قرب حامل فقه الى من هو افقه منه. "الله تعالى الربندة لومرمز و شاداب رکھے جس نے میری حدیث س کریاد کی اور محفوظ کی اور ٹھیک ٹھیک دوسروں تک پہنچا دی۔ کیونکہ بہت سے لوگوں کو حدیث یا دہوتی ہے مگر اس کی فقامت کاعلم نہیں رکھتے جبکہ دوسروں کوان سے زیادہ لیاقت ہوتی ہے۔(۷۲) علوم قرآن دستت کے علاوہ اجماع واختلاف کے مواضع ادر اصول وقواعدِ

اللہ کے صنع کردہ امول کی دسعت سے فائدہ اتھایا جائے۔ آپ نے ضرورت، حرج، عرف تعامل، اہم ملّی ضرورت کے حصول اور انتہائی ملی فساد کے رفع کرنے کولا یخل مسئلہ کے سکے لیے بے بنیاد قرار دیا ہے۔ لہٰذا معاشرتی ضرورت کے تحت ان چھاصول میں سے کی کواستعال کرنا امام ابو صنیفہ کا وقتی اجتہاد قرار پائے گا۔ بشرطیکہ وہ مسلّہ آپ کے دوس فواعد کے تحت کسی طرح حل نہ ہوتا ہو۔ (۷۷) دورِحاضر کے شائعینِ اجتہاد کوغلط ہمی ہے جس کی بناء پروہ اجتہاد کومعمو لی اور آسان شجھتے ہوئے اجتہادِ مطلق کا دادیلا کررہے ہیں ادراس کی ضردرت پر زور دے رے ہی۔ میرے خیال میں ایک غلط بنمی توبیہ ہو سکتی ہے کہ ان حضرات کو بحتہ بِ مطلق کے منہوم سے آگا بی نہیں جس کا جواب او پر بحث میں آچکا ،ان کی دوسری غلط بنی غالبًا بیہ ہے





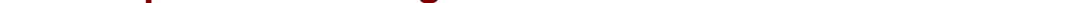
تحکم کی علت تلاش کرتا ہےتا کہ اس تھم میں کسی دوسرے امر کی اشتراک علت کی بناء پرشریک کیا جائے۔ قیاس میں جومل ہوتا ہے اس کواصول اصطلاح میں تخریخ المناط کہا جاتا ہے اور مجتد جومل كرتاب الكونقيح المناط كهاجاتا ب-غرضيكه مجتد كاعمل يهلے ہوتا ہے جس كے يتيج من قياس كومل من لاياجاتا بجبكه قياس كاعمل غير مجتهد بمى كرسكتا ب_ (2) اس کے باوجود اگر غلط بنمی باقی ہوتو پھراس کا مطلب واضح ہے کہ بیلوگ معاشرتی مسائل كاحلن بيس جايت بلكه معاشره مين فساد دافتراق حايت بين كيونكه نفساني خوا مشات كا ب لکام غلبہ معاشرہ کو تباہ کر دیتا ہے۔ اس لیے حالیہ دور کے مفکر اور فقیہ علامہ ابوز ہرہ مصری نے اجتہادی ضرورت کے داعی ہونے کے باوجود مذکورہ بالا شرائط کو متفق علیہ طور پر لا زمی قرارديا ب__(^) داللد اعلم بالصواب

https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى باعظم 101

حوالهجات

فآلوى رضوييص ٢٢٢، ج ١، ١ مام احمد رضاخال بريلوى _1 اجلى الاعلام بص ا_ام م احمد رصاحان بريلوي _1 قرآن کریم، سورہ یونس۔ آیت ۲۸۔ _٣ قرآن کریم ۔ سورہ یونس ۔ آیت ۵۸۔ ۳_ فآدى رضوبيه ص ٣٨٢، ج١-١مام احمد رضاخال يريلوي ۵_

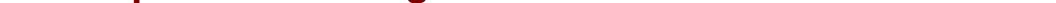
- ۲_ قرآن کریم، سوره توبید آیت ۱۳۲
- 2- اجلى الاعلام، ص 2، امام احمد رضاخان بريلوى



https://ataunnabi.blogspot.in				
مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى	101	تِ مفتئ اعظم		
	، عابدین شامی	· رسم المفتى بص ٢٠٢ ، اما م ابن	_12	
	يت ۵۹	قرآن كريم بهورة النساء،آ	_1A	
	م ^{فخر} الدين رازي	تغییر کبیر ، ص۵۱، ج۱۰، اما	_19	
بن مویٰ شاطبی	امام ابواسحاق ابراہیم	الموافقات، جم بم 197،	_1*•	
	يت٩	قرآن كريم _سورة الزمر،آ	_11	
	یت ۱۳۲	قرآن كريم يدورة التوبه، آ	_**	
	ن، آیت ۲۹	قرآن كريم _سورة العنكبوت	_rr	
	زیت*۸ ۳	قرآن كريم يسورة التساء،آ	_10	
	ندرضاخان بريلوي	اجلى الإعلام بص بما، إمام اح	_10	
. يلوى	ا،امام احمد رضاخان ٪	فآدی رضوبہ، ج۱، ۳۸۳	_17	
مرى	۹۷، علامها بوز مرد ^{مه}	تاريخ المذاجب الفقيه بص		
(انه، امام ابوعیسیٰ تر مذی	ترندى شريف ، ج ۲، ص ۲	_12	

: https مقتى محمد عبد القيوم ہزاروى مقالات مفتی اعظم taunnabi.blogspot.in فآدى رضويه، ج اجس ١،٣٨٥، امام احمد رضاخان يريلوى _72 رسم المفتى بص ٢٥، ١٩ ما ما بن عابدين شامى تاريخ المذاجب الفقيه بص ١٦٣، علامه ابوز مره مصرى فآدى رضوبيه ج ٢ م ٢٥٢، امام احمد رضاخان يريلوي ۳۸_ تاريخ المذاجب الفقيه بصسهما، علامه ابوز بردم صرى تاسيس النظر، ص•١٦، (اصول مام كرخ)، امام ابوالحن كرخي _٣٩ تاريخ بغداد، ج ۳۶ م۳۳۹، حافظ ابوبكرين احمد بن على خطيب المبغد ادى _[*• الميزان (اردو)ج اج المام عبدالوباب الشعراني الميز ان (اردو)، ج اب ١٦٣، امام عبد الوماب شعراني _11 تاريخ المذاجب الفقيه بص ١٣٨، علامه ابوز برومعرى _ ٣٢ قرآن كريم، سورة البقرة، آيت ١٨٥ _~~

- ۳۳ مردالمختار، ج۱، ۲، ۱، ۱۰ مام علامه ابن عابدین شامی
- ۴۵ بجم زین الدین مصری
- ۳۷۔ محتج القدیر، ج۲۰ من ۱۹۳۱، امام این جام کمال الدین محمد بن عبد الواحد
 - ٢٢ الفياً
 - ۴۸ مرابیه، جرامی، ۲۰۵۳، ۱، امام علی بن ابی کر مرغینانی
 - ۹۹ _ ردالخار، ج۳، ص ۱۱،۱۱ م محربن ابن عابد بن شام
- رحمة الامة في اختلاف الامة ، ص ١٣٣٠، امام عبدالله بن محمد بن عبدالر من مشق شافعي
 - ۵۰ مح القدير، ج٣، ٢٦٨ ، امام ابن جام كمال الدين محمد بن عبد الواحد
 - ۵۱ س فتح القدير، ج ٢، ص ١٣، امام ابن جام كمال الدين محمد بن عبد الواحد
 - ۵۲ تاریخ المذاجب الفقیہ ، ص ۱۳۸، ۱۳۹۱ مالامہ ابوز ہر دم مری
 - ۵۳ _ الوحنيفه وحياية ، ص۳ + ٢، علامه الوز مره مصرى



ata/ مفتح محر مراروی مفتی محر مبرالقیوم ہزاروی	unnabi.blogs 100	spot . in ب اعظر	عالات
	جساءامام حافظ ابوبكرصمه بم		_01"
ť	م ۸۳، علامه ابوز هره مفرک	تاريخ المذاهب الفقيه ،	_00
U	^م • ۱۱، علامه ابوز هره مصر ک	تاريخ المذاجب الفقيه	_0Y
يو نيورش لا جور	بصم ۲۷ ، ج ال، پنجاب	دائرة المعارف الاسلامي	_02
	۲۹/ ۱۰۳۰،علامه عبدالغني تابلسي	الحديقة الندبية بن ابس	_0A
ویٰ شاطبی	، امام الزاسطة ابراميم بن م	المؤلفات، جرم مصم اا	_09
(۴۰،۱۵م عبدالکریم شہرستانی	الملل دانخل، ج، ابص.	
	۲۹۸،علامة عبدالغی تابلسی		
	اا،۵۱۱، امام ابواسحاق ابرا		+۲_
	، من بروم معلامه ابوز مردم م		
(۱،۳۰ ما م عبد الکریم شهرستانی	مسلم شريف ، ج ا ، ص •	_¥I
	،۳۹۰،علامه عبدالغني تابلسي	•	_11
•	بريهم عابد جادل الدائر	_	

.

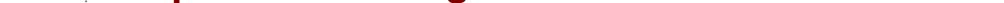
·

1

A DESCRIPTION OF THE OWNER OF THE

•

☆.....☆.....☆



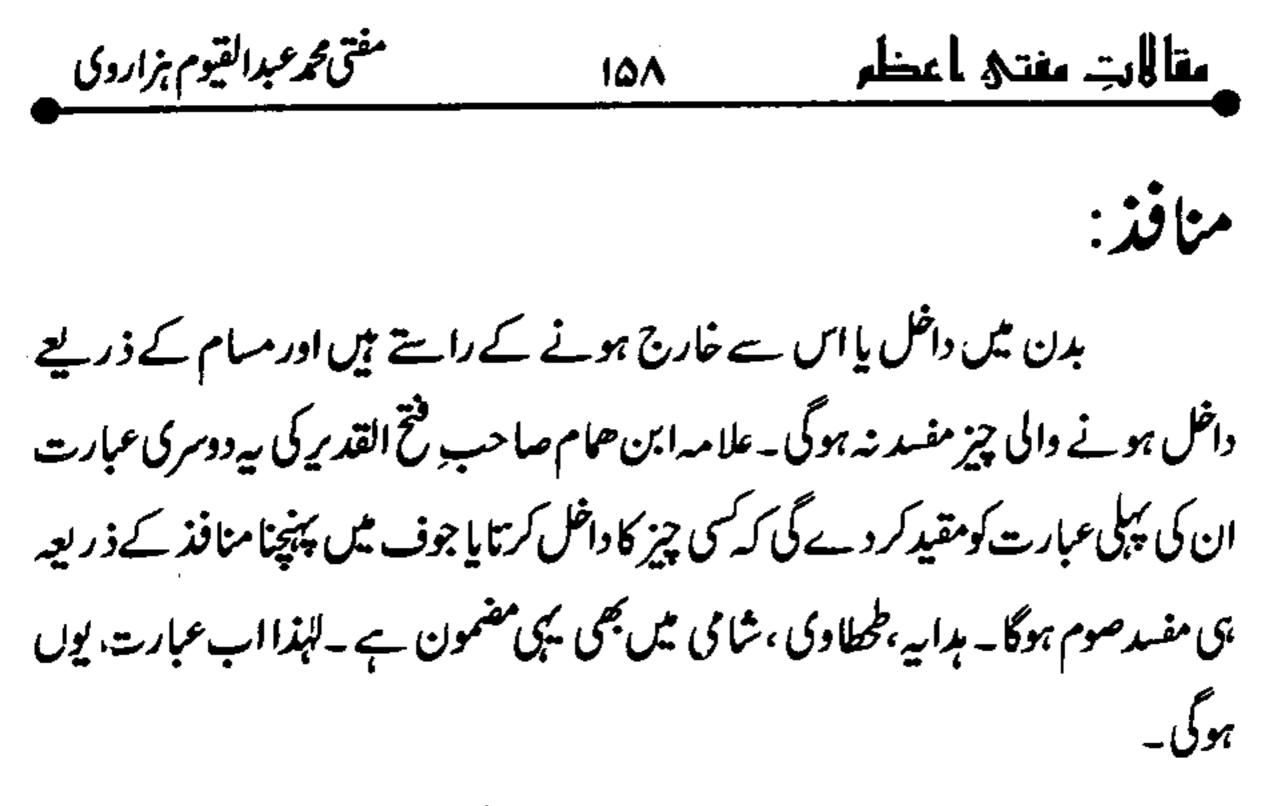
مفتى محمة عبدالقيوم ہزاردى مقالات مفتى اعظم 102

روزه میں ٹیکہ کاحکم

ہیکہ یا انجکشن سے روز ہ کا فساد یا عدم فساد معلوم کرنے کے لیے *ضر*ور کی ہے کہ یہلے بیہ علوم کرلیا جائے کہ بدن میں داخل ہونے والی چیز سے فسادِصوم کا معیار کیا ہے۔ فقہائے کرام نے فسادِ صبح کے لیے فطری صوری یا معنومی کو معیار تھہرایا ہے۔ صورة فطربہ ہے کہ کسی چیز کو منافذ بدن میں ارادۃ داخل کرنا ۔معنأ فطربہ ہے کہ بدن کے کے سی مسلح اور مفید چیز کا بعینہ جوف معدہ یا د ماغ میں منافذ کے ذریعہ پہنچنا۔ فتح القدريم ب:

قيد علمت انه لا يثبت الفطر الا بصوته او معناه و قد مر

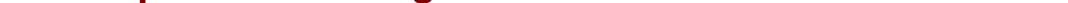
ان صورت ه الابتيلاع و ذكر ان معناه وصول ما فيه صلاح البدن الي الجوف. ليعنى آب كومعلوم ہو چکا ہے کہ فسادِ صوم صرف صورة يا معنى فطر سے ہوگا اور گزر چکا ہے کہ صورۃ فطر کسی چیز کونگانا اور معنیٰ فطر۔ جوف میں کسی صلح بدن چیز کا پینچ جاتا ہے۔ اور پھردوسرےمقام میں فرمایا: والمفطر المداخل من المنافذ كالمدخل والمخرج ومن المسام الذي هو خلل البدن. لیحنی مفطر صوم صرف وہ چیز ہوگی جو منافذ کے ذریعہ داخل ہونہ مسام کے ذریعے جو کہ خلل بدن ہیں۔



وصول ما فيه صلاح البدن الى الجوف من المنافذ. اسعبارت كمندرجه ذيل الفاظ كومجمنا ضرورى م-منافذ وصول جوف.

مناقد:

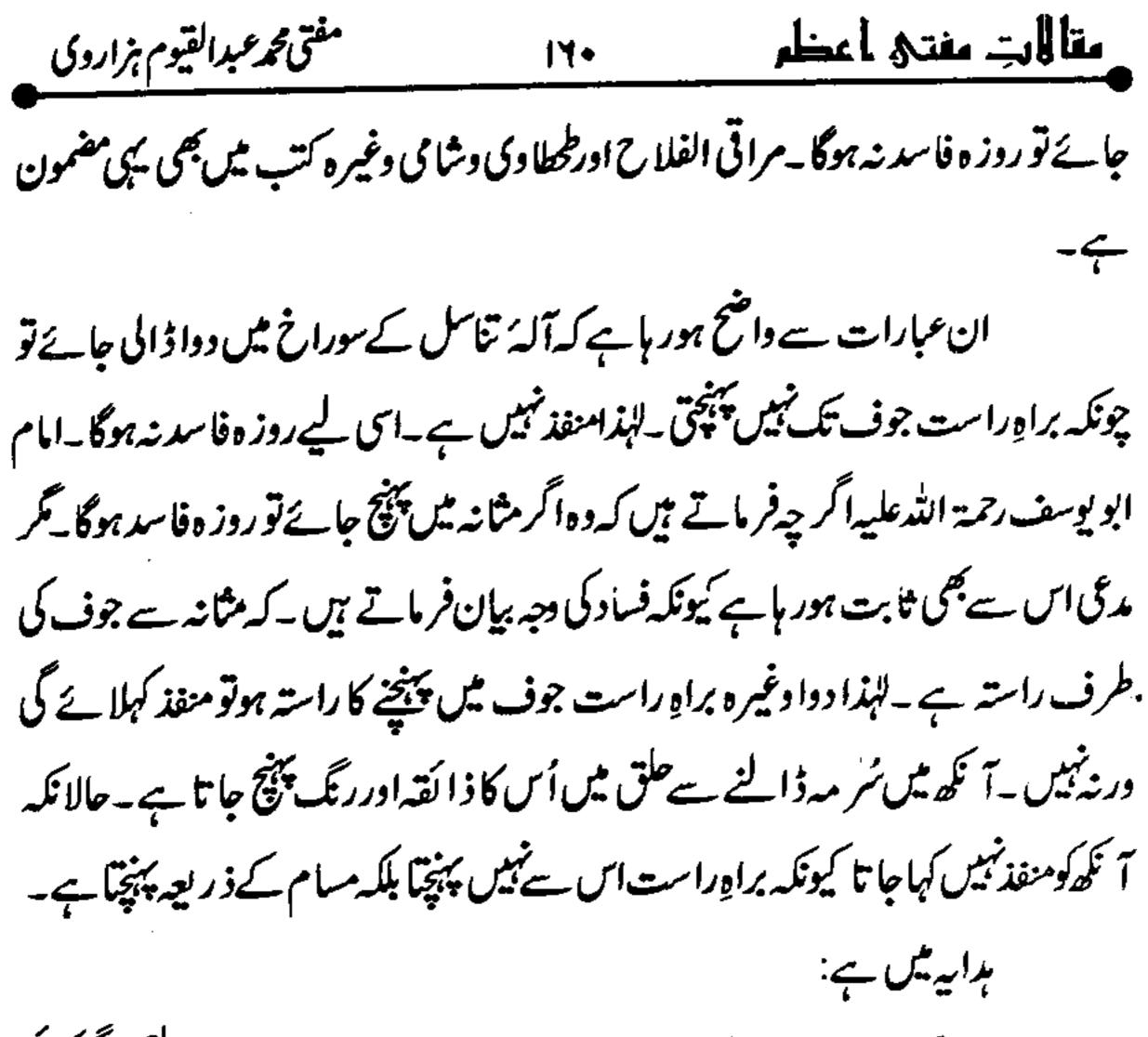
منافذ سے مراد جوف معدہ یا د ماغ میں کی چز کے براو راست داخل یا اس سے خارج ہونے کے رائے ہیں۔ اگر بیرائے فطری اور طبق ہوں تو ان کو اصلیہ تے تبیر کیا جاتا ہے جیسے طق، کان، ناک ذہر بنجبل اور اگر غیر طبقی ہوں تو ان کو غیر اصلیہ تے تبیر کیا جاتا ہم وہ زخم جو کہ کی منفذ اصلی کے جوف تک گہرا ہو۔ اس کے علاوہ بدن میں کو ڈی ایسا سوراخ یا ہروہ زخم جو کہ کی منفذ اصلی کے جوف تک گہرا ہو۔ اس کے علاوہ بدن میں کو ڈی ایسا سوراخ یا زخم جس سے دواو غیرہ براو راست جوف معدہ یا د ماغ یا ان کے مسالک میں نہیں پہنچتی ۔ اس کو منفذ نہیں کہا جا کے گارا میں خان کے معدہ یا د ماغ یا ان کے مسالک میں نہیں پہنچتی ۔ اس فقہا ہے کرام نے ذکورہ منافذ کو یوں بیان کیا ہے: فقہا ہے کرام نے ذکورہ منافذ کو یوں بیان کیا ہے: المنافذ کا المد خل و المخوج.



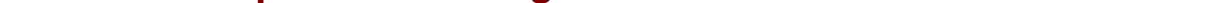
مفتى محمد عبدالقيوم ہزاردى مقالات مفتى اعظر 109 لین منافذ عادی طور پر شے کا داخل اور خارج ہونے کے رائے ہیں۔ t بدائع مں ہے: ما وصل الجوف والدماغ من المخارق الاصلية كالانف والاذن والدبر. پ*رفر*ماتے میں: اما اذا وصل الى الجوف او الدماغ من غير مخارق الاصلية بان داوى الجائفة او الأمة. لیعنی متافذ اصلیہ ناک، کان، دُبر دغیرہ ہیں اور منافذ غیر اصلیہ آمدادر جا کفہ جسے زخم ہیں۔اب ایسے سوراخ یا زخم جس سے دواوغیرہ براہِ راست جوف معدہ یا د ماغ یا ان کے مسالک میں بہنچنی کے متعلق فقہاءِ کرام کی عبارت ملاحظہ ہوں :

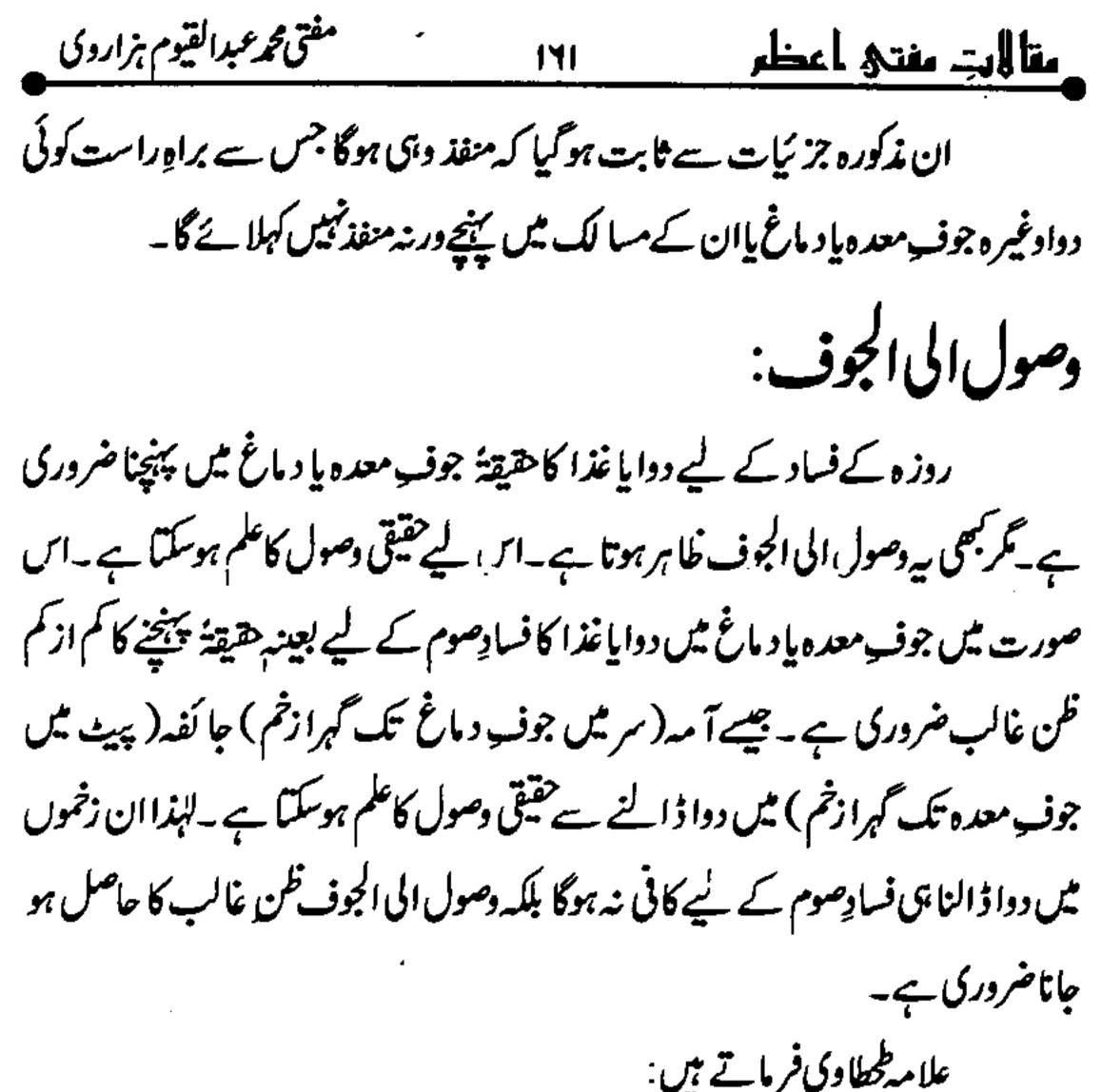
مرابيم ب

او اقطر في احليد لم يفطر. ليتن آلهُ تناسل كے سوراخ میں دواوغيرہ ڈالی توروزہ فاسد نہ ہوگا۔ بجرفرمايا: دفع عند ابي حنيفة ان المثانة بينهما حائل. لین امام صاحب کے نزدیک ثابت ہے کہ سوراخ اور جوف کے درمیان مثانہ حائل ہے۔ شامى مى ب: والاظهر منه لا منفذ له. لين شاند سے جوف كى طرف منفذ تبيس ب يجرفر ماتے ميں: افاد اند لو بقى فى قصبة المذكر لا يفسد اتفاقًا. ليحنى أكردواوغيره آلهُ تناسل كسوراخ من بى ره



او الحعقل لم يفطر لانه ليس بين العين و الدماغ منفذ. ليمن الركوئى مرمد و الحقوروزه فاسد نه وگا - كيونكد دماغ اور آنكو كرميان متفذ نيس -فتخ القد يريس ب: او اكت حل لم يفطر سواء و جد طعمه فى حلقه او لا لان الموجود فى حلقه اثره داخلا من المسام و الفطر الدخل من المنافذ. ليمن مرمد و الني ت روزه فاسد نه وگا - خواه طق ميس أس كا اثر اور و اكته پنچ يا نه پنچ - كيونكه طق ميں اثر وغيره مسام ك و ريو پنچ تا ب - حالا نكه مفسد صوم صرف منافذ ت راض مو _ والى چيز ب - مراقى الفلاح ، طحطا وى ، مثاى ، بر الراكن ميں بحى الي و رف كيا كيا ج - اى طرح معمولى زخم ميں دوايا پانى و الا جاد حتور دونه اى لي يا دوانيس مو كا كر اس زخم س براو راست جوف معده يا دماخ ميں يا ان - كر مساكل ميں پانى يا دوانيس كر اس زخم س براو راست جوف معده يا دماخ ميں يا ان - كر مساكل ميں پانى يا دوانيس كر اس زخم س براو راست جوف معده يا دماخ ميں يا ان - كر مساكل ميں پانى يا دوانيس





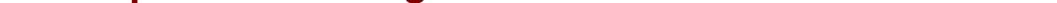
فوصل الدواء حقيقة اما اذا شك فى الوصول و عدمه فان كان الدواء رطب فعند الامام يفطر الوصول عادة و قالا لا لعدم العلم به فلا يفطر بالشك. ليحنى آمدياجا كفه ش هية دوا وينجنج كاعلم بواورا كرمينج يانة ينجنج كاشك بوتوا كر دوا مرطوب بوتو امام صاحب كرزديك ردزه فا سد بوجائكا كريزي ما دتا اليى دوابي جاتى ب (جس فرام ما حب كرزديك ردزه فا سد بوجائكا كريزي ما دتا اليى دوابي جاتى ب (جس فرام ما حب كرزديك ردزه فا سد بوجائل كار يونكه ما دتا اليى دوابي ما تي ب (جس فرام ما حب كرزديك ردزه فا سد بوجائل بي كار يونكه ما دتا اليى دوابي ما تي ب (جس فرام ما حب كرزديك ردزه فا سد بوجائل بي دوابي فر جاتى ب (جس فرام ما حب كرز يك ردزه و الدين منه ما حبان فر التي يونك ما ما حب من فا سد بين بوكاند (كيونكه المحى شك باتى ب اور شك الي فا سد نه بو كراس صورت من فا سد بين موكان (كيونكه المحى شك باتى ب اور شك الي فا سد نه بو كراس دور من الدريم و موكان الم موجود ب الم معاد الم الم موجود بو اور بحى وصول الى الجوف فنى بوتا ب البذا وصول حقيق كاعلم بيس بوسكا الو اس

مقالات معتد اعظم الا المحوف کے سبب کو سبب تخفی کے لیے دلیل قرار دیا جائے گا۔ اس صورت میں وصول الی الجوف کے سبب کو سبب تخفی کے لیے دلیل قرار دیا جائے گا۔ اس لیے جب بھی بی سبب پایا جائے گا، وصول کو تھم کر دیا جائے گا بشر طیکہ استقر ارا در وصول سے کوئی مانع قطعی اور یقیمی نہ پایا جائے ۔ در نہ بی سبب حصول کے لیے دلیل نہیں بن سکے گا۔ جیسے منافذ اصلیہ ، کان، ناک، حلق، دُبر، قبل سے قطرہ دواء یا غذا داخل کر دیا جاد و تو ان صورتوں میں اگر چہ جوف معدہ یا دماغ میں وصول کا علم نہیں مگر ان منافذ سے داخل ہوتا اور مانع کا نہ پایا جانا وصول کے لیے سبب ہے ۔ لہذا دلیل وصول پائی گئی۔ اس لیے فساد صوم کا مانع کا نہ پایا جانا وصول کے لیے سبب ہے ۔ لہذا دلیل وصول پائی گئی۔ اس لیے فساد صوم کا مع کر دیا جائے گا۔ فقہا نے کر ام کی کتب سے حقنہ، وحور، سعوط، قطور، اصب حد مع معتد لنه سب الماء او الدھن اذا دخل فی الفو ج او الدبو جیسی مثالیں ملتی ہیں جن میں سبب کو وصول کے لیے دلیل قر ار دیا ہے ۔ لہذا ان صورتوں میں روز ہ فا سد ہوجا تا ہے۔ اس لیے نہیں کہ وصول حقیقتا پایا گیا بلکہ اس لیے کہ اس وصول کی دلیل پائی گئی اور کوئی مانع قطی نہیں

ای طرح ان منافذ اصلیہ میں سے مثلاً حلق میں انگور کودھا کہ سے باندھ کرا تار لیا جائے اور دھا کہ کو دوسری طرف سے اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھے تو اس صورت میں اگر چہ ظاہری طور پر سبب وصول پایا گیا۔ گر یہاں پر وصول الی الجوف واستقراء سے مانع قطعی اور یقینی پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس سبب کو دلیل نہیں قرار دیا جائے گا۔ لہٰذا روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اس لیے نہیں کہ سبب نہیں پایا گیا بلکہ اس لیے کہ وصول اور استقرار سے قطعی مانع پایا گیا جس کی موجود کی دنیل مؤ ٹرنہیں ہوگی۔

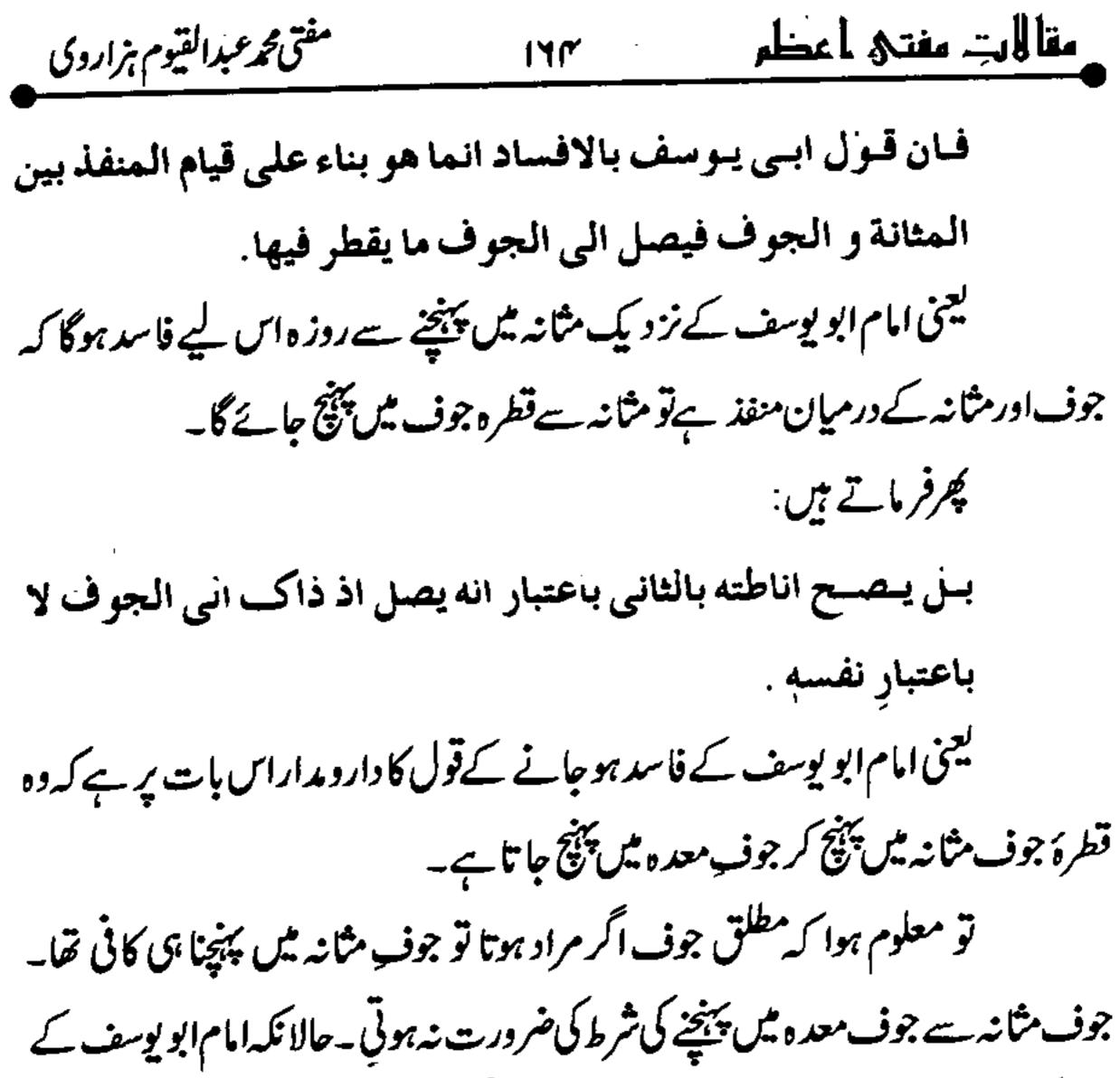
جوف:

یا در ہے کہ دوایا غذا وغیرہ کا جس جوف میں پہنچنا فسادِ صوم اور نہ پہنچنا عدم فسادِ صوم کے لیے معیار ہے۔فقہائے کرام کی کتب سے ثابت ہوتا ہے کہ دہ صرف جوف معدہ یا د ماغ ہےاور مطلق جوف سے کسی عضو کا داخلی حصہ مراد نہیں۔



مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى متالات مفتى اعظم 173 اوّلا: اس لیے کہ فقہائے کرام کی عبارات میں جوف سے مطلقاً جوف معدہ یا دماغ مراد ہے۔اس کے علاوہ اگر کسی اور جوف کا ذکر کیا تو اس کے ساتھ اس کے مضاف الیہ کو بھی ذكركيا كمياب جي جوف المثانه دغيره، ثاناً: اس لیے کہ اگر فسادِصوم کے لیے جوف ِمعدہ یا د ماغ کومعیار نہ قرار دیا جائے تو منافذ اور دصول کے تعین اور تخصیص کی اہمیت نہ رہے گی۔حالانکہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان کی شخصيص اورتعيين لازمى ہے۔ : Ült اگر فقہاء کی عبارات سے جوف مطلق اور عام مرادلیا جائے تو بہت سے جزئیات

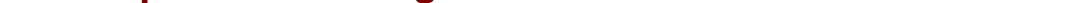
غلط ہوجا میں سے جیسے اصلیل کے مسلہ میں مطلقا جوف مرادلیا جائے تو امام صاحب اور امام ابو یوسف کا اختلاف اور ای طرح تمام کتب کی بہت ی عبارات غلط ہوجا کیں گی کیونکہ صرف اصلیل میں قطرہ دوا ڈالنے سے بالا تفاق روزہ فا سدنہیں ہوتا۔ حالا نکہ یہ سوراخ آلہ تناسل کے لیے جوف ہے اور ای طرح مثانہ میں پہنچنج کی صورت میں بھی امام ابو یوسف کے نزد یک روزہ اس لیے فاسد ہوتا ہے کہ مثانہ سے جوف معدہ کے لمنفذ ہے۔ اور امام صاحب کے نزد یک منفذ نہیں ہے۔ اگر مطلقا جوف مرادلیا جائے تو پھر صرف یہ یہ اختلاف میں غلط نہ ہوگا بلکہ ان کے نزد یک اصلیل ہی میں قطرہ ڈالنے سے فا سد ہوجا تا چا ہے۔ مثانہ کے جوف میں تو پنچ ہی گھار نہ مثانہ میں جوف معدہ کے لیے منفذ جاتا ان او مثانہ کے جوف میں تو پنچ ہی گھار مثانہ میں سے جوف معدہ کے لیے منفذ حالان



قول کی بنیاد بی اسی بات پر ہے۔ اس کیے صاحب فتح القد برنے بعض کا یہ تو ل نقل کر کے ردّ فرمایا که:

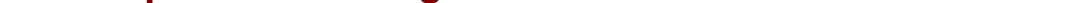
بعضهم جعل المثانة نفسها جوفا عند ابی يوسف و حکی بعضهم الخلاف ما دام فی قصبة الذکر و ليس بشئ. ليمن بعض نفس مثانه کوجوف امام ابويوسف كنز ديك قرار ديا اور بعض نے امام ابويوسف كا خلاف صرف سوراخ آله تناسل ميں قطره كره جانے ميں بيان كيا۔ حالانكه بيدرست نبيس ۔ ال عبارت سے اور بھی واضح ہوگيا كہ مطلق جوف مراد لينا غلط ہے۔ اس عبارت ملام ابن مام نے مثانہ ميں دوا چنچنے كی صورت ميں امام اعظم اور امام

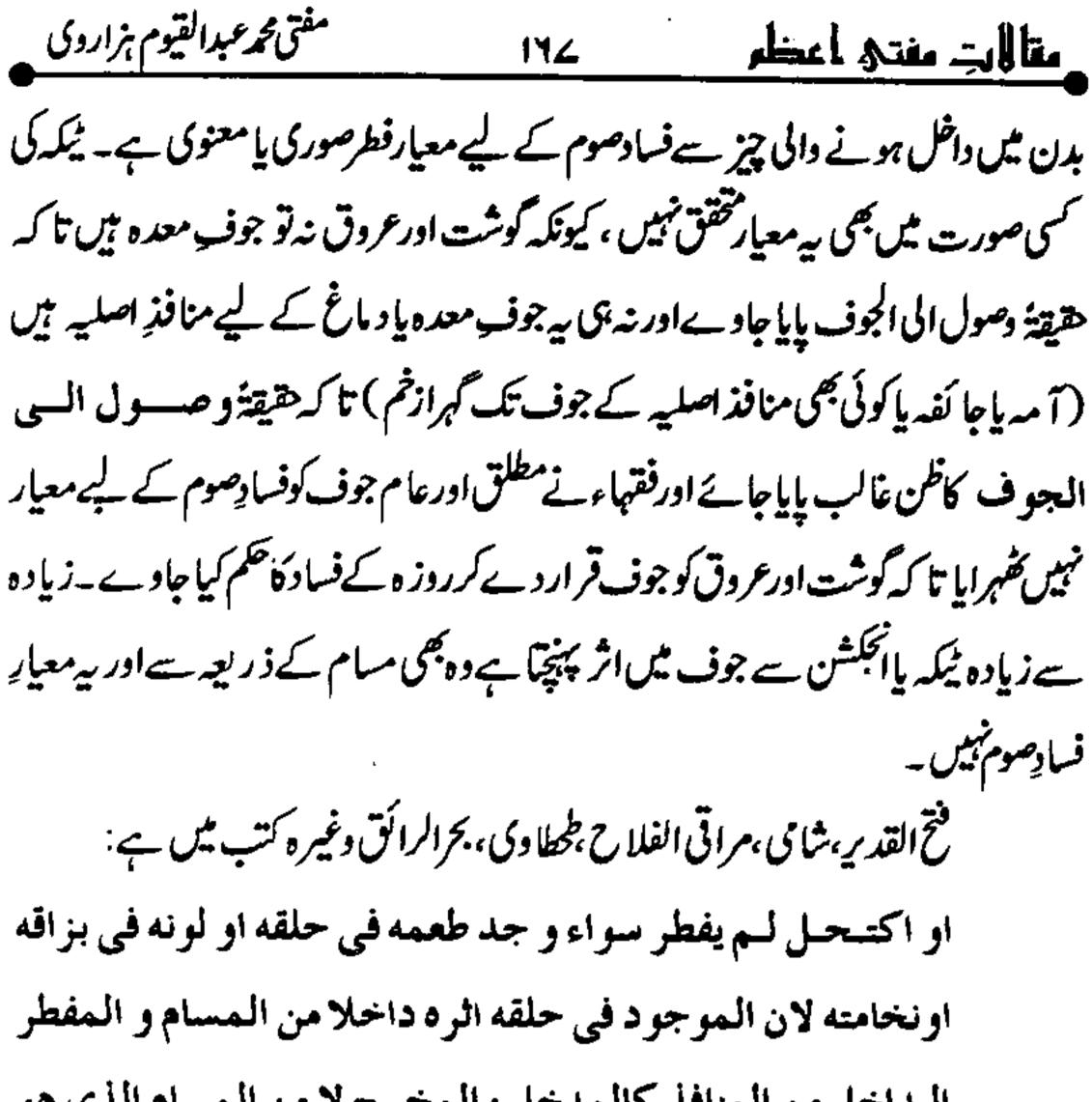
ابو یوسف کا اختلاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف آلہُ تناس کے سوراخ میں ہی دوا



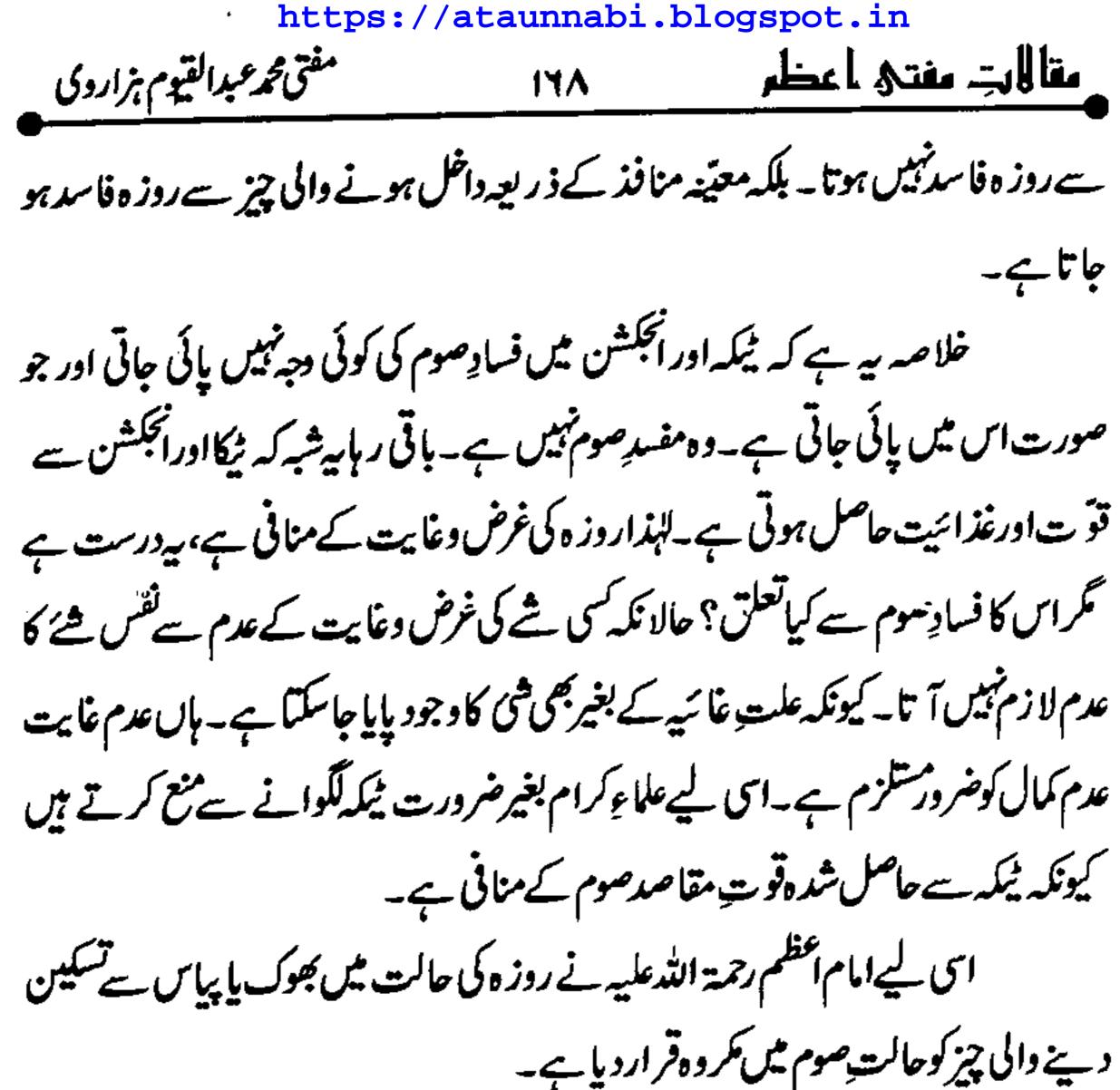
مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى متالات منتى اعظر 170 کے باقی رہنے کی صورت میں دونوں حضرات متفق ہیں کہ روز ^{دہ} بیں فاسد ہوتا۔ *پھراس کی علت بیان فر*ماتے ہیں: لان العلة من الجانبين الوصول الي الجوف و عدمه بناء على وجود المنفذ و عدمه. لیعنی دونوں حضرات کے مذہب کی علت صرف رہے ہے کہ جوف میں قطرہ پہنچایا ہیں اور مثانہ سے جوف کے لیے منفذ ہے یائہیں۔ چراس کے بعداس پراعتراض کرتے ہیں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ ذہریا قبل کے سوراخ میں کوئی چیز داخل کرنے سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا جا ہے کیونکہ اس صورت میں بھی وصول الی الجوف نہیں پایا گیا۔حالانکہ *اس صورت میں ب*الا تفاق فاسر ہوجا تا ہے۔ لكن هذا يقتضى عدم الفساد في حشر الدبر و فرجها الداخل. <u>پ</u>راس اعتراض کاجواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ولامخلص الاباثبات ان المدخل فيهم تجتذبه الطبيعة فلايعود الامع الخارج المعتاد. لیعنی جواب یہی ہوسکتا ہے کہ دُبر اور قبل میں داخل کردہ چیز کو طبیعت جذب کر لیتی ہے۔ ای لیے عادی طور پر خارج ہونے والی چیز کے ساتھ بن داخل کردہ چیز خارج ہوتی ہے۔ علامة مامى فاي طرف سے ميجواب ديا ہے كە: بان الدبر و الفرج الدخل من الجوف اذ لا حاجز بينهما و بينه. لین زبراور قبل جوف میں سے بی ہیں کیونکہ ان میں اور جوف میں مانع کوئی تہیں ہے۔ اب اگرجوف سے مراد مطلق جوف ہوتو علامہ ابن ہام اور شامی کا بیاعتر اض اور

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مفتئ اعظر مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى 177 چراس کاجواب لغوہ وگا۔ کیونکہ ذہرادر قبل کاسوراخ بھی تو مطلق جوف ہے۔لہٰذاجو چیز اس میں داخل کردی جائے گی اس میں مطلق جوف میں نہ ہونے کا شبہ کیے ہو سکے گا۔ تا کہ اس کا مخلص (جواب) بیان کرنے کی ضرورت پیش آئے۔حالانکہ دونوں حضرات نے قبل ود بر کے سوراخ کوعدم جوف قرارد کے کراعتر اض کیااور پھراس کامخلص بیان فرمایا۔ ایسے بی ذرمختار کی اس عبارت پر او داوي امة فوصل الدواء حقيقة الي جوفه و دماغه. اعتراض اورشبہ ہو کتا تھا کہ مفسر صوم تو صرف معدہ کے جوف میں ہی دوایا غذا پہنچنا ہے۔ تو چرد ماغ میں پہنچنے کو کیوں مفسد قرار دیا گیا۔ تو علامہ شامی نے اس شبہ کا جواب ديتے ہوئے فرمايا: والتحقيق ان بين جوف الرأس و جوف المعدة منفذا اصليا فما وصل الى جوف الرأس يصل الى جوف بطنه. لیعنی جوف د ماغ سے جوف معدہ کے لیے منفذ اصلی موجود ہے۔ لہذا د ماغ میں بينجيني والى چيز جوف معده من پينج جائے گا۔ ان تمام اتوال وجزئیات کی روشی میں ثابت ہو گیا کہ جوف سے مطلق جوف مراد لیتاباب مایفسد الصوم کی بنیاد کومتزلزل کردے گا۔اس لیے ضروری طور پر جوف معدہ یاد ماغ متعین ہوگا۔اس تمہیر کے بعد ٹیکہ یا انجکشن کی صورت کو طور خارکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کداس سے روزہ فاسر ہیں ہوتا۔ یک کی صورت میں بیرے کہ سوئی کے ذریعہ کوشت یا عروق میں دواداخل کی جاتی ہے جو کہ کوشت کی رطوبت میں مل کربدن میں سرایت کرتی ہے اور عرق کی صورت میں بھی خون میں مل کرتمام بدن کی شرائیں (عروق) میں دوران کرتی ہے اور بدن کو اثر پہنچاتی ہے۔ان دونوں صورتوں میں سے کی صورت میں بھی فسادِصوم کی وجنہیں پائی جاتی۔ کیونکہ

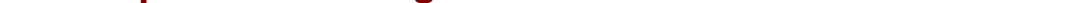




الداخل من المنافذ كالمدخل والمخرج لا من المسام الذى هو خلل البدن لا مفاق من اغتسل فى ماء بارد فوجد برده فى بطنه و لا يفطر . ^{يع}ن اكركى نے مرمہ ڈالاتوروزه فاسدنہ ہوگا۔اگر چەاس كاذا ئقہ يارنگ طق يا تقوى وغيره من پايا جاوے - كيونكه طق مش مرمه كااثر پايا جائےگا۔ جو كه مسام كذريعه داخل ہوا ہے - طالانكہ روزه كوفاسد كرنے والى صرف وہ چيز ہے جو كہ منافذ ... داخل ہوا ہے - طالانكہ روزه كوفاسد كرنيوالى صرف وہ چيز ہے جو كہ منافذ ... داخل ہوا داخل ہونے دالى چیز - اى ليے شعند بى پانى سے نہا نے دالا محف جو اي مس ما داخل ہونے دالى چیز - اى ليے شعند بى پانى سے نہا نے دالا مخص جو اين ميں اس ك معند كر موں كرتا ہے، كرمتعلق الفاق ہے كہ روزه فاسد نبيس ہوتا -اس عبارت سے واضح ہوگيا كہ مسام كذر يعہ پيٹ ميں داخل ہو نے دالے اثر



فتح القدير، بحرالرائق وغيره كتب ميں ہے كہ: انسما كره ابوحنيفة الدخول في الماء التلفف بالثوب المجهول لما فيه من اظهار المضجر في اقامة العبادة لا لانه قريب من الافطار. لیعنی امام صاحب نے روز ہ دارکوا ظہارِ بے قراری کے لیے پانی میں داخل ہونے اور پانی ۔۔۔ تر کپڑ اجسم پر کیپٹنے کو کروہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز مفسر صوم بھی ہوتو ممنوع قرار دی جاسکتی ہے اور ہیچی معلوم ہوا کہ روزہ کے مقاصد کے منافی کسی چیز کا مفسد صوم ہونا ضروری نہیں کہ مفسدِ صوم ہو بلکہ کمروہ بھی ہو سکتی ہے۔ አ.....አ



معتالات منت المنتوم بزاردي منت منت منتوم بزاردي منتالات منتري منتري المقدم المنتوم بزاردي منتري منتري

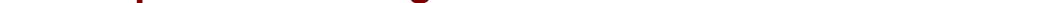
درس نظامی اور اس کے فاصلین

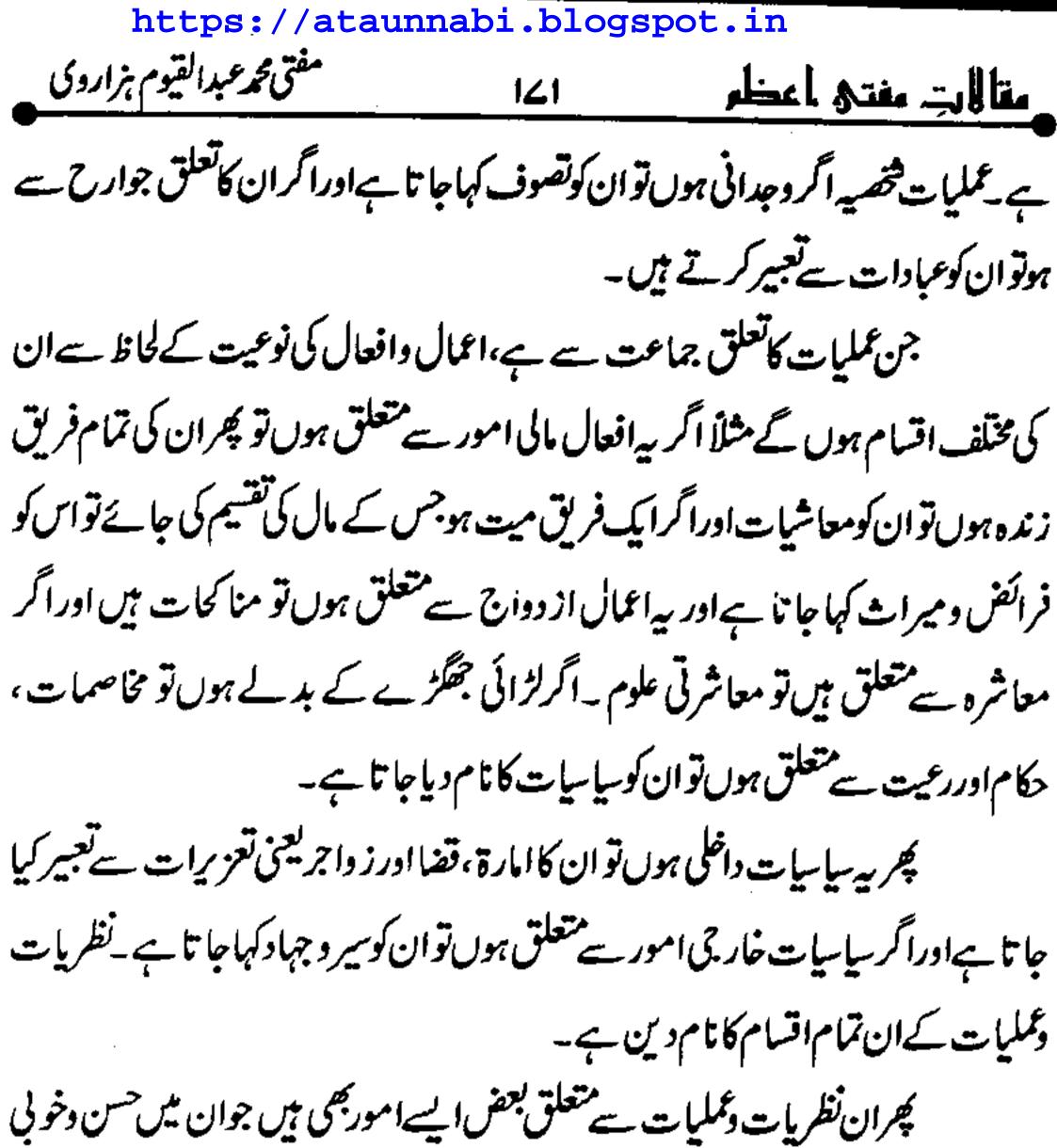
اگر چہ دینی تعلیم سے متعلق استفسادات کا جواب معلوم کرنے کے لیے بیمجلس منعقد کی گئی ہے، لیکن میں بچھتا ہوں کہ بعض استفسادات غلط مفرد ضد پرینی ہیں اور بعض قابل غور بھی ہیں۔ تاہم دینی تعلیم سے متعلق کی بھی سوال وجواب سے قبل علم دین کی تعریف وتقسیم، اس کا موضوع، طریقہ دنظا متعلیم اور اس کے اغراض د مقاصد کو بیان کرنا ضرور کی ہے تاکہ خلط محث نہ ہونے پائے۔ اس لیے، مقالہ میں ان امور کو مخضر انداز میں بیان کرنے کے بعد اس کی تعلیم سے متعلق شکوک وشہا، ت کا از الہ نیز آخر میں بچھ اعتراضات اور ان کے متعلق شجاویز چیش کی جائیں گی۔

لعريف:

چونکہ علم دین کی ترکیب اضافی ہے، اس لیے اس کی تعریف ، اس کے دونوں جزؤل کی معرفت سے حاصل ہوگی اور بیہ بات بھی واضح ہے کہ مضاف کاتعین مضاف الیہ کی تعریف د تعین برموتوف ہے اس لیے پہلے مضاف الیہ یعنی دین کامفہوم پیش کیا جاتا ہے۔ دین ہے مراد، دین اسلام ہے۔ چونکہ بید ین انسان کی دنیوی واخر دی زندگی مں کامیابی حاصل کرنے کے لیے بیان کردہ طریقہ کا تام ہے۔ اس لیے بیددین انسان کی دونوں زند محول سے متلق امور پر بحث کرتا ہے۔ بیامورجسمانی ہوں، روحانی یاعظی ہوں، شخص ہوں یا اجتماع پر حقوق اللہ ہے متعلق ہوں یا حقوق العباد سے متعلق، دین اسلام ان سب امور يرمشمل ہے۔

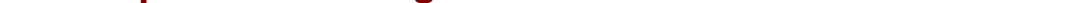
https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم بزاردى مقالات مغتى اعظير 12+ علم دین کی ترکیب میں علم اپنے معلوم کی طرف مضاف ہے، ظاہر ہے کہ معلوم لیجن دین میں جودسعت ہوگی وہی دسعت اس کے علم میں بھی ہوگی۔ تقسيم: تفصيل اس اجمال كي بير ہے كہ انسان دوقو توں يعنى قوت نظريداور قوت عمليہ كا حامل ہے۔قوتِ نظریہ کی بناء پر وہ موجودات میں نور دفکر کرتا ہے اور قوتِ عملیٰہ کے ساتھ قوت نظریہ سے حاصل کردہ نتائج کے مطابق عمل پیراہوتا ہے۔ای طرح کا مُنات کی بھی دو قشمیں ہیں۔ایک وہ کہ جس کے وجود میں انسانی قوت اورارادہ کودخل نہیں ہے، کا ننات کی یے سم موجوداتِ خارجیہ سے موسوم ہے ، اس کی دوسری قتم جس کے وجود میں انسانی قوت و ارادہ کا دخل ہے، جن کواعمال وافعال سے تعبیر کیا جاتا ہے، انسان کی قوت نظریہ کا تعلق موجودات سے ہوتا ہے اور اس کی قوت عملیہ کا تعلق اعمال وافعال سے ہے۔ لہذا کا ئنات سے تعلق انسان کودوفکریعنی نظریا یت وعملیات حاصل ہوئے ،ان دو فكرول كي تقييم ي علوم دينيه كي اقسام حاصل ہوں گی۔نظريات سے علوم نظريدادر عمليات سے علوم عملیہ حاصل ہوں گے ۔ نظريات: نظريات ميں سے بعض يقينى اور بعض ظنّى ميں نظريات يقيد يہ كواعتقاديات اور ایمانیات کہاجاتا ہے۔جن سے علم الکلام بحث کرتا ہے اور نظریات ظدیہ سے بحث کرنے والا علم فلسفه وحكمت ہے چرطبیعات اور مابعد طبعیات کے لحاظ سے فلسفہ کی دوشتمیں علم الطبعی اورعكم الالبي جن ميں سے ہرايك كى تين تين انواع ہيں۔ عمليات: عملیات میں سے بعض کاتعلق شخص واحد سے ہے اور بعض کاتعلق جماعت سے





پدا کرتے ہیں ان کوآ داب کہاجاتا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جوان کے ادراک دنہم اور کمل میں معادن بنتے ہیں۔اگر وہ معادن ^نفظی ہوں تو صرف دنحو ، لغت اور بلاغة اور اگر عقل معاون ہوتو منطق اورا گریداموران نظریات دعملیات کے لیے ملی معاون ہوں تو یہ سیرت د تاریخ کہلاتے ہیں۔ چونکه ان تمام نظریات وعملیات اور معاون کا ماخذ و مصدر، قر آن وحدیث ہیں۔اس لیے ماخذ ہونے کی حیثیت سےان سے بھی بحث ضروری ہے پھران سے اخذ و استنباط کے اصول وقواعد کوجاننا بھی ضروری ہے اس لیے اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ کا حصول بھی ضروری ہے۔سامعین حضرات پر داضح ہو گیا کہ علوم دیدیہ کا بیہ مقام آپس میں کس طرح موجود ہے۔

https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محرعبدالقيوم ہزاردى مقالات مفتئ اعظر 121 موضوع: تمیں کے قریب بیاعتراضات علم دین کا موضوع ہیں۔ان میں سے تملیات کے چھٹوان کوفقہ سے تعبیر کرتے ہیں۔جبکہ طب اور ریاضی کی بعض اقسام نیز مناظرہ کو بھی دین تعلیم میں شامل کرلیاجائے تو بی تعداد مزید بڑھ جائے گی۔ دين تعليم كادائره: دین تعلیم چونکه علوم دیدیہ سے متعلق ہے لہٰذااں تعلیم کا دائرہ کارجوعلوم دیدیہ کو محيط ہوگا۔جن کی تعداد حسب ذيل ہے: صرف ، نحو، لغت ، بلاغت (معانی ، بیان اور بدیع) منطق ، فلسفه کی دوشتمیں جو مجموعی طور پر چھانواع پرمشتل ہیں۔کلام، فقہ، اصولِ فقہ، حدیث، اصولِ حدیث ،تغیر، اصول تفسیر، سیرت دتو اربخ، فرائض، تصوف، طب، مناظرہ، ہیئت، ہندسہ بیں سے زائدان علوم کی تعلیم مدارس دیدید میں دی جاتی ہے۔جبکہ لسانیات میں سے عربی، فارس اوراردو کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ حفظِ قرآن، تجوید قرآن بھی مدارس دیدیہ کی معروف تعلیم ہے جبکہ داخلہ کے دفت طالبعلم کی کم از کم پرائمری تک ضرور پڑھاجا تا ہو،اس سے داخلے ہو گیا کہ مدارس دينيه مي طالب علم كوجن مراحل __ گزرتا برتا ب-واصع: چونکهان تمام علوم کامنع ومصدر قرآن کریم ہے اور قرآن منزل من اللہ ہے۔ لہذا ان علوم كاواضع اللدتعالي جل وعلى ي-

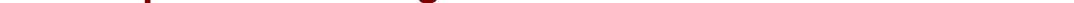


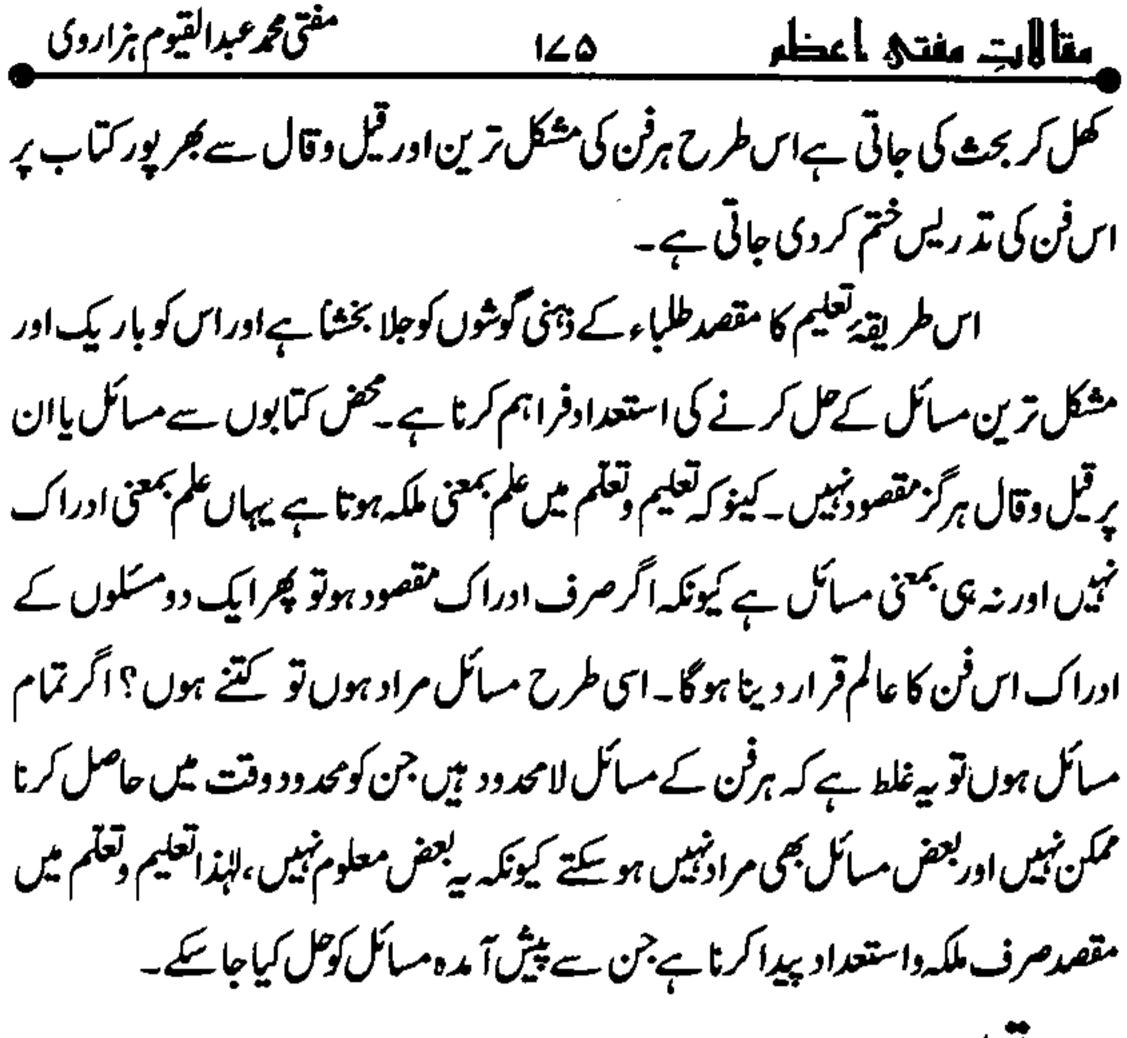
مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظم 123 معلّم اوّل: ان علوم کی تعلیم خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے دی ہے جس کا شوت بیہ ہے کہ کتب احادیث میں ان تمام عنوانات کے تحت احادیث موجود ہیں۔ غرض وغايت: قوة نظريه وعمليه سيمتعلق حسن وكمال اورضرر وفسادكو يهجإن كران دونو ں قو تو ں کوفساد سے محفوظ اور فضائل سے مزین کرنا تا کہ انسان اپنے فکر دعمل میں حق دباطل کی صحیح پہچان کر کے احقاق حق وابطال باطل کے ذریعہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تحفظ کر سکے اور د نیاد آخرت کی سعادت مندیوں سے بہرہ در سکے۔



تفقہ فی الدین کی اجتہادی قوت حاصل کرنے کے لیے قرآن وحدیث کی تشريحات يصمتعلق اسلاف كى تحقيقات كو بحضح كالمكهاورا ستعدادِتا م حاصل كرنا _ حق کے دفاع کے لیے ایک فورس تیار کرنا جوتعلیم دین کے ساتھ ساتھ اس کی بقاءو تحفظ کے لیے ایثار وقربانی، مشکلات و پریشانی کے کل کا خوگر بن سکے تا کہ اعلائے کلمة الحق کے لیے جہاد میں مصائب وآلام کا خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے ثابت قدم ره سکے۔ نظام تعليم: دین تعلیم کا نظام، مذکورہ بالا اغراض ومقاصد کو پیش نظرر کھتے ہوئے اللہ تعالی *ارثاد: لو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين بإتى ب-_*

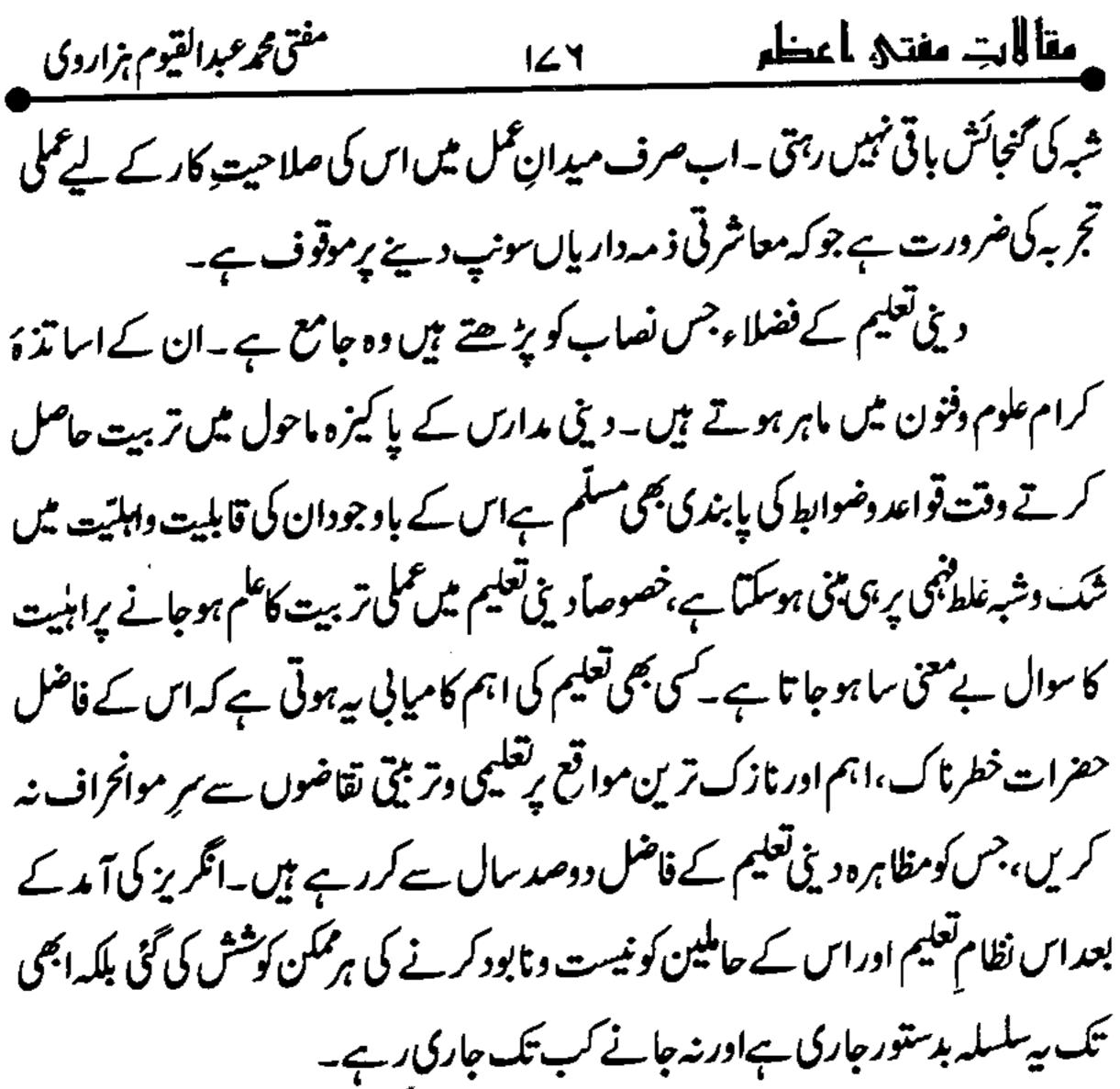
پیش نظر رسول مقبول صلی التد تعالی علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہلا مدرسہ قائم فرما کر اس نظام کی بنیا دمہیا فرمائی۔ طريقة عليم: دین علوم کی تعلیم کے لیے مدارس میں سی طریقہ کار ہے کہ ابتداء میں طلبہ کو علوم آلیہ یعنی صرف ،نحو،لغت ،منطق کی ابتدائی کتب زبانی یا دکرائی جاتی ہیں۔تا کہ بیر اصول د تواعدان کواز ؛ر ہوجا ئیں ،اسباق میں ان تواعد کا اجراء بھی ساتھ ساتھ کرایا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہرفن کی مشکل سے مشکل تر کتاب کی طرف تدریجاً طلبہ کو بڑھایا جاتا ہے۔ تماب کوحل کرنے کا ملکہ پیدا کرنے کے لیے طلبہ کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ یومیہ اسباق کوحل کر کے آئیں، چنانچہ استاذ اور شاگر دروزانہ ہر سبق کی تیاری کر کے اوقات تدریس میں اس امر پر مذاکرہ کرتے ہیں جس میں اسباق کے لفظی ومعنوی پہلوؤں پر



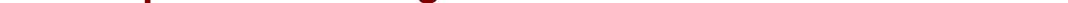




چونکه اس تعلیم کا مقصد معینہ مسائل کا حصول نہیں تا کہ مدت کا تعین کیا جا سکے، یہاں تو حصولِ ملکہ واستعداد مقصود ہے اور فطری طور پر انسان کے قومی میں تفادت ہے۔ جس کی وجہ سے استعداد کے حصول میں وقت کا تفاوت لازمی ہے تاہم آٹھ دس سال میں اکثرطلباءاستعدادحاصل کرلیتے ہیں۔ فضلاء کی اہلیت وصلاحیت: سمی فاضل کی اہلیت وقابلیت معلوم کرنے کے لیے اس کاتعلیمی نصاب معلّم اور تعليم كادكا ماحول معلوم كياجاتا ب- اگرنصاب فنون كاجامع، استاذ معتممانه خصوصيات كا حامل اورعلوم وفنون كاما جرجو نيز درسكاه كايا كيزه ماحول ہو، پھرطالبعلم علمي استعداد حاصل كر چکامواور دوران تعلیم قواعد دضوانط کی پابندی کا خوگرین چکاموتواس کی قابلیت میں کسی شک د

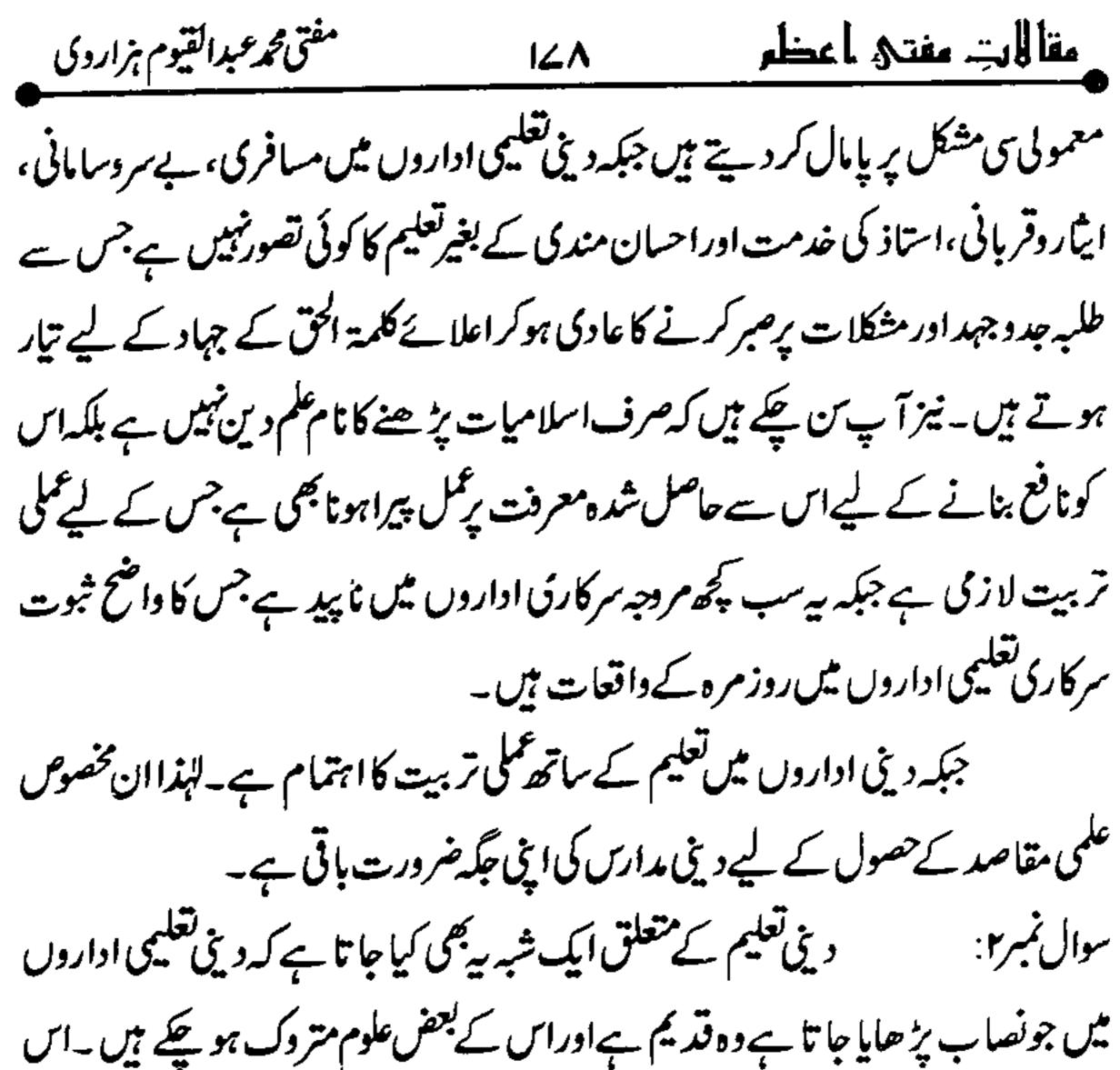


اس کے بعد بیدنظام تعلیم اور اس کے حاملین زندہ ہیں، قائم ودائم ہیں۔ نیز ہرقتم کے مصائب وآلام اور مشکلات کے باوجودانے مقدس مشن کوجاری رکھے ہوئے ہیں،اگر علاءِ کرام کی اہلیت معاشرتی ذمہ داریوں کے بارے میں معلوم کرنی ہوتو اس کے لیے ضروری ہے کہان کومعاشرتی ذمہ داریاں سونچی جائیں جبکہ یہی علاءِ کرام دوصدی قبل تک تمام معاشرتی ذمہ داریوں سے عمدہ طور پرعہدہ برآ ہونے کی اہلیت ثابت کر چکے ہیں جس پر تاریخ شاہد ہے۔ پھر موجودہ دور میں بھی اس دین تعلیم کے فضلاء کی اہلیت کار معلوم کرنی ہو تومدارس کے عظیم الثان نظام کوملاحظہ کیا جائے جن میں سینکڑ وں طلبہ کی رہائش ،خوراک اور کتب بلکہ لباس تک کا مفت انتظام، اسما تذہ اور دیگر عملہ کے اخراجات کے علاوہ تعمیرات، لابئر بريال وسيع كتب خانے ، تحقيق و تاليف ، نشر واشاعت ، كتب وجرا مُدغرضيكه مدرسه كيا ے؟ ایک مملکت ہے جسے ایک عالم دین اپنی علمی سیاسی اور انظامی بصیرت سے چلاتا ہے۔

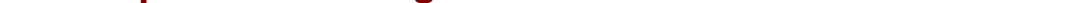


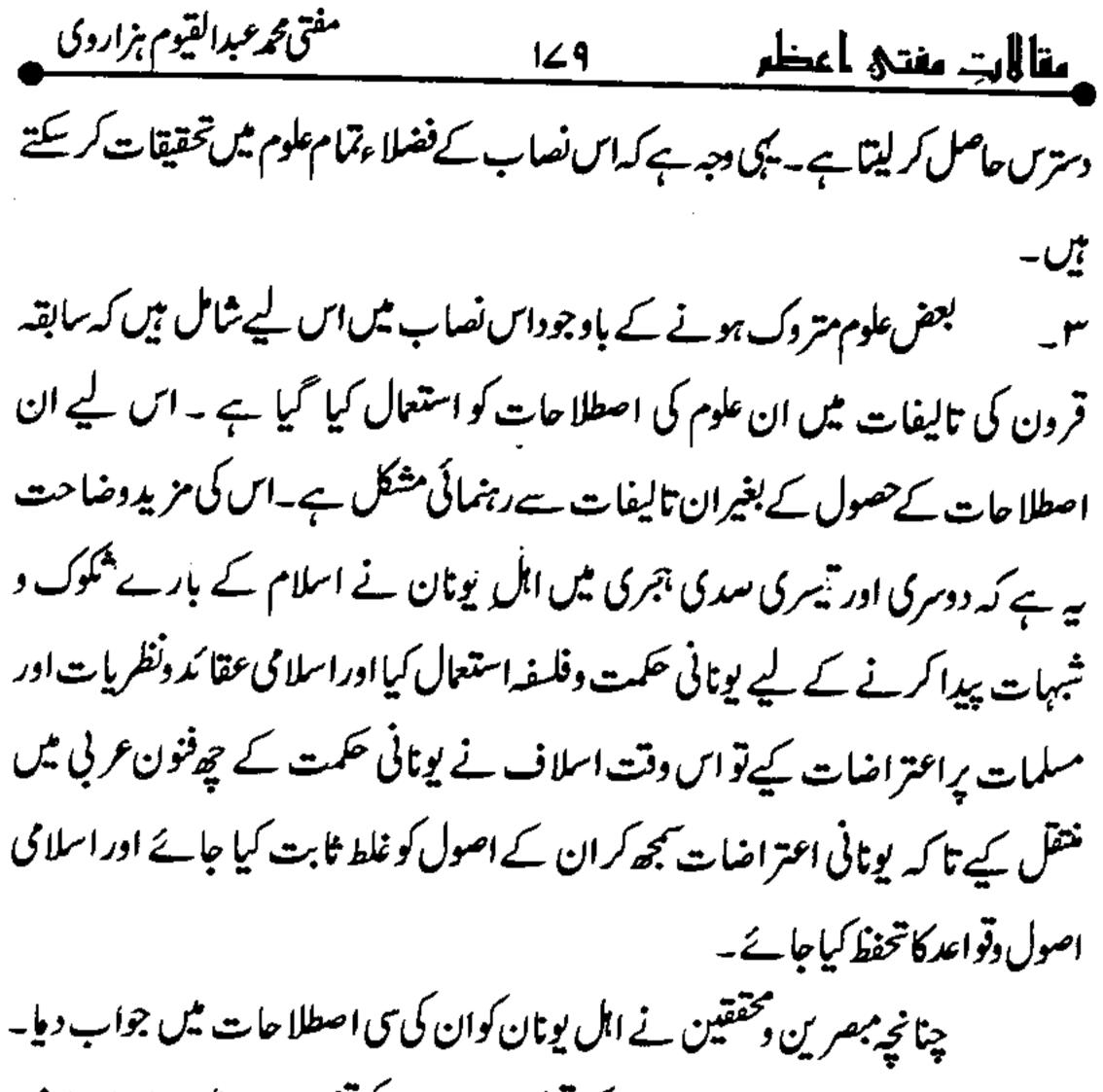


اسلامی نہیں بلکہ اس کا مدار تعلیم کے اغراض و مقاصد پر ہے اگر تعلیم کے مقاصد دنیا دی ہیں تو وہ دنیا دی اور اگر اس کا مقصد حق و باطل میں امتیاز نیز حق کے بقاء، تحفظ اور دفاع کے لیے جدوجہد ہے تو بید دبنی تعلیم کہلائے گی۔ جبکہ اس جہاد کے لیے مشقت ، پریشانی کا ایثار اور قربانی مالی ہویا جسمانی کی عملی تیاری ضروری ہے۔ دنیا دی مالی ہویا جسمانی کی عملی تیاری ضروری ہے۔ دنیا دی جاہ وجلال اور مفادات حاصل کیے جاسکیں اور اگر ان میں تعلیم کا مقصد حق و باطل کا امتیاز تسلیم بھی کر لیا جائے ۔ جب بھی مروجہ سرکاری اور اگر ان میں تعلیم کا مقصد حق و باطل کا مرکز رق تعلیمی اداروں میں تعلیم کا مقصد حرف اچھی ملاز مت کا حسول ہے تا کہ دنیا دی جاہ و جلال اور مفادات حاصل کیے جاسکیں اور اگر ان میں تعلیم کا مقصد حق و باطل کا امتیاز تسلیم بھی کر لیا جائے ۔ جب بھی مروجہ سرکاری اداروں میں طالب علم کو احقاق حق کے جہاد کے لیے ایثار د قربانی اور مشکلات میں متلا ہونے کا خوگر نہیں بنایا جا تا ۔ کیونکہ و ہاں ہر قسم کی ہولت میں رہوتی ہے بلکہ فیس کی ادا تی گی کی بناء پر طلبا ان درس گا ہوں اور اس اس تدہ کا تقد س

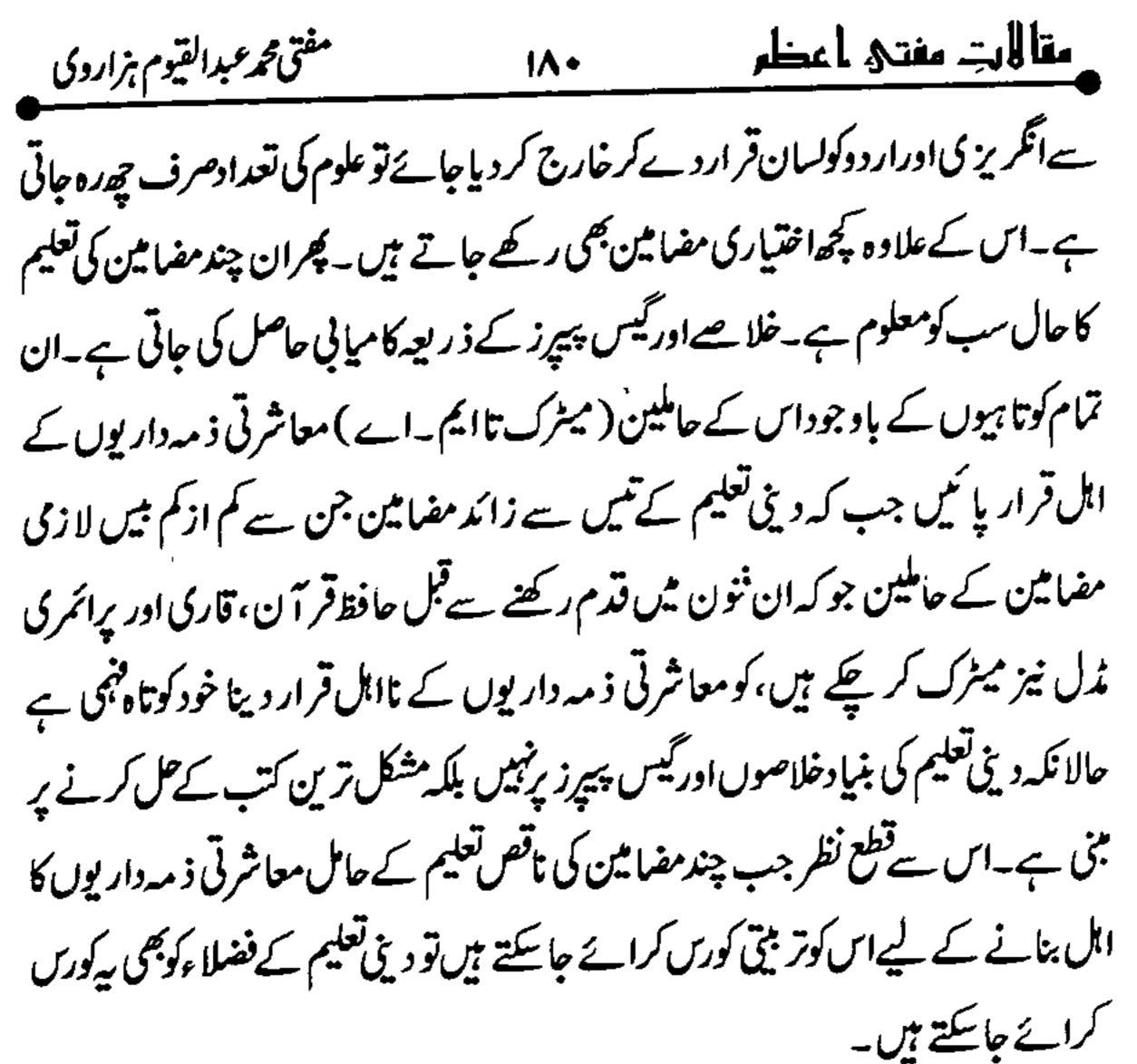


لیے وہ موجودہ دور کے تقاضوں کو پورانہیں کرتا لہذا اس میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ اس کا جواب میہ ہے کہ کسی نصاب کی افادیت ، عدم افادیت ، معلوم کرنے کے لیے اس کے اغراض و مقاصد سمجھنا ضروری ہیں ۔ درسِ نظامی یعنی دینی تعلیم کے نصاب کا مقصد ، ایک قوتِ را سخہ حاصل کرتا ہے جس سے قرآن و حدیث پر اسلاف کے کیے ہوئے کام کو سمجھا جا سکے ، کیونکہ قرآن ، ہی علوم کا منبع ہے اس تک رسائی کے لیے اسلاف کی تشریحات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے جس ہے قرآن و حدیث پر اسلاف کے کیے ہوئے تشریحات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے جس ہے قرآن و حدیث پر اسلاف کے کیے ہوئے تشریحات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے جس ہے قرآن و حدیث پر اسلاف کے کیے ہوئے تشریحات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے جس سے قرآن و حدیث پر اسلاف کے کیے ہوئے تشریحات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے جس سے قرآن و حدیث پر اسلاف کے درسان کی تشریحات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے جس سے قرآن و حدیث پر اسلاف کے کیے ہوئے تشریحات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے جس سے قرآن و حدیث پر اسلاف کے کیے ہوئے تشریحات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے جس سے قرآن و حدیث پر اسلاف کے کیے ہوئے تشریحات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے جس سے قرآن و حدیث پر اسلاف کے لیے اسلاف کی استعال فر مایا ہے۔ تس نیز درسِ نظامی کا نصاب ، اتنا و سیع اور جدید ہے کہ اس کا حاصل تم ملوم میں تست تس خال فر مایا ہے۔

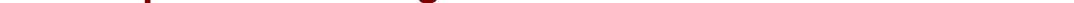




جس ہے اس فتنہ کاسد باب ہوا۔اب چونکہ قرآن وحدیث کی تشریحات میں جابجا اسلاف نے ان اصطلاحات کو استعال فرمایا۔ اس لیے کسی بھی محقق کے لیے ان اصطلاحات کو حاصل کیے بغیر تحقیق کرنا نامکن نہیں تو متعذ رضرور ہے۔غرضیکہ وہ اصطلاحات مقصد نہیں بلکہ اسلاف کی تحقیقات کے ذریعہ قرآن وحدیث تک رسائی مقصود ہے۔ ايك اورسوال بيركياجا تاب: کہ اس نصاب کے حاملین معاشرہ میں کس کام کے اہل ہیں؟ اس کا جواب سے ہے کہ دین تعلیم کے نصاب کی جامعیت کے باوجوداس سوال تنجابل عارفانہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگراد نی نصاب کے حاملین کی اہلیت مسلّم ہے تو اس سے کہیں اعلیٰ نصاب کے حاملین کی اہلیت میں کیوں شبہ کیا جاتا ہے؟ سرکاری اداروں کا نصاب اوّل سے آخر تک صرف چھ اوراب بجماسلامیات اور قدر ے عربی لازمی قرار دینے پر آٹھ مضامین بنتے ہیں جن میں



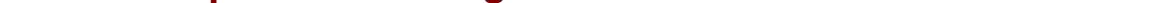
نمبر ۲- دینی دنصاب، دینی علوم میں مہارت اور ملکہ حاصل کرنے کے لیے پڑھایا جاتا ہے،اس سے بیرکب لازم آتا ہے کہ اس نصاب کے بعد کوئی فنی علم یا مہارت اس کے لیے ممنوع ہے بلکہ معاشرہ میں جن ذمہ داریوں کواپنانا چاہے اس کی تربیت کا راستہ کھلا ہے۔ بلكهان علوم كى مددي وه كى تحريق كورس كوكام طور يرحاصل كرسكاب نمبر ۳- ایک جواب بیا ہے کہ دین تعلیم کا مقصد طالب علم میں ملکہ استنباط واستخراج پیدا کرتا ہے جس سے وہ پیش آمدہ امور ومسائل کوحل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کیونکہ نصاب کی جامعیت اس کو ہرمیدان میں صلاحیت کارکا اہل بنادیتی ہے۔ نمبر ۲- معاشرتی ذمہ داریوں کی اہلیت کا معیار معاشرہ کی تشکیل پر موقوف ہے جبکہ معاشرہ کی تشکیل حکومت کی ذمہ داری ہے جیسی حکومت ہوگی۔ ویہا بی معاشرہ تشکیل یائے گا۔ الناس علی دین ملو کھم کا پی مطلب ہے۔ لہذا بی طومت کی ذمہ داری ہے کہ



https://ataunnabi.blogspot.in ۱۸۱ مقتی محمد عبد القیوم *بز*اردی مقالات مفتى اعظير س مستم کامعاشرہ شکیل دیتی ہےاوراس کے لیے سے اہل قرار دیتی ہے۔ آج اگراسلامی معاشرہ تشکیل دیا جائے توعملا اسلام نافذ ہوجا تا ہے تو اہلیت کا معیار تبدیل ہوسکتا ہے۔ جبیہا کہ دوسوسال قبل تک ایسامعا شرہ تھاجس میں تمام تر معاشرتی ذمہ داریاں طلباء کے سپر د تحس _ اس کے بعد انگریز کاتشکیل کردہ معاشرہ آیا تو اہلیت کا معیار بھی تبدیل ہو گیا۔لہٰ دا معاشرتی اہلیت کی بنیادسرکاری منصوبہ بندی ہے۔ آج اگر منصوبہ بندی کرتے وقت علماء کی خدمات کوشامل کیا جائے توخود بنو دلوگ دینی تعلیم کی اہلیت کامعیار قرار دیں گے۔ نمبر۵ ۔ اہلیت اگرانسانی کمال ،علمی استعداداورصلاحیت کا نام ہے تو اس کا مظاہرہ حکومتی سر برتی ختم ہوجانے کے باوجود آج تک علاءِ کرام کررہے ہیں ، دین تعلیمی نصاب اوراس کی حاملین کوختم کرنے کی ہرمکن کوشش کرنے کے باوجود آج بھی بیدنصاب تعلیم اوراس کے حامل رواں دواں ہیں۔اس کے برعکس اگر موجودہ سرکاری نصاب تعلیم اور س کے حاملین کی سرکاری سر پرتی ختم ہوجائے توبیہ پوری عمارت زمین بوس ہوجائے۔ نہ یہ نصاب رہے گا اور نہ بن اس کے حاملین۔ کیونکہ اس کی بنیاد ذاتی خوبی پر نہیں بلکہ

ملازمت کے سبزیاغ پر ہے۔ لعض سوالات اوران کے جوابات نمبرا۔ دین مدارس سے فارغ ہونے والے افراد عام طور پر مساجد، دین مدارس، اسکول میں اساتذہ اوراب کچھ ترصہ سے سلح ہنون میں خطیب کی حیثیت انٹتیار کرتے ہیں۔ کیا معاشرہ میں ان کا یہی کردار کافی ہے یا اسے زیادہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ اس وسعت کی نوعیت کیا ہواوراس کی مناسبت سے دینی مدارس کے نظام میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہے؟ جواب: دی مدارس کے موجودہ نظام کو برقر اررکھتے ہوئے ان سے فارغ ہونے والے

https://ataunnabi.blogspot.in مفتی کم عبرالقیوم ہزاردی افراد کے معاشرتی کردار میں دسعت کا سوال حکومت سے کیا جانا مناسب ہے۔اگر وہ خلوص نیت سے بیچا ہتی ہےتو اس کے لیےعلاء کرام ہرایک ذمہ داری کابارا تھانے پر آمادہ جیں، بید خبہ داری انتظامی، قانونی، عدالتی، کالجوں اور یو نیورسٹیوں میں تنس میں کے علوم میں تدریس و حقیق کے علاوہ ہر شم کی منصوبہ بندی میں اعلیٰ قسم کی صلاحیت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔اگر کسی تلنیکی شعبہ میں بیرذ مہداری سونچنا چاہتے ہیں تو اس شعبہ میں تربیت کے بعد علماءِ كرام ذمه دارى قبول كرنے كوتيار بي -جس طرت مركارى اداروں سے فارغ التحميل حضرات کوئسی تکنیکی شعبہ میں اس کی تربیت کے بعد ہی ذمہ داری سونی جاتی ہے۔ جب کہ اسی تربیت کی اہلیت علماءِ کرام میں دوسروں کی نسبت زیادہ ہے۔ محض انگریزی زبان کوعلماء کی تا ہلی کے لیے عذر قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ زبان اور علم میں فرق واضح ہے۔اگر اس کو عذرقر ردياجائ توعلاء جيرماه ميں اس عذر كاازاله كريكتے ہيں۔ بشرطيكہ حكومت منصوبہ بندى میں سنجیدہ ہونیز آ زمائش شرط ہے۔ ۲۔ دوسراسوال ہیہ ہے کہ درس نظامی کے معیار کو بہتر کیسے بنایا جا سکتا ہے۔موجودہ صورت میں کسی بھی مقام پر کسی بھی انتظام کے تحت دینی مدرسہ کے آغاز پر کوئی یابندی نہیں۔ کیا بیسلہ ای طرح جاری رہے گا؟ یا اس میں کسی ضابطے اور تو اعد کی ضرورت ہے؟ بیضابطاور تواعد کیا ہوں؟ ان کے نفاذ کی ذمہ داری کس ادارے پر ہو؟ جواب: سوال کے پہلے جزء میں درس نظامی کا ذکر ہے غالبًا دینی مدارس کے معیار کی بہتری کا سوال مراد ہے کیونکہ درسِ نظامی دینی مدارس کے نصاب کا نام ہے جس کا معیاری ہونامسلم ہے۔ اگر مدارس کے معیار کا سوال ہوتو پھر معیاری شرائط کے متعلق ہی سوال کافی تھا۔ کسی مقام پر نئے مدرسہ کے آغاز پر پابندی کا ذکر غیر متعلق ہے کیونکہ مدرسہ دین تعلیم کے مرکز کا نام ہے۔ بیمراکز جتنے زیادہ ہوں گے بیعلیم اتن زیادہ ہوگی۔ جب حکومتی پالیسی بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے

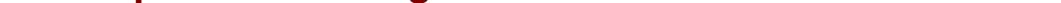


https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتى اعظم ۱۸۳ قائم کیے جائیں تا کہ علیم عام ہو۔ جبکہ دینی مدرسہ میں طلباء کی مفت تعلیم بلکہ ان کے اقامتی اخراجات بھی خود مدرسہ کے آغاز کرنے والے کو برداشت کرنا ہوتے ہیں۔لہٰذا ان اداروں کا قیام نہ صرف تعلیمی وسعت کا ذریعہ ہے بلکہ خدمت خلق اوراس کی فلاح کا باعث بھی ہے، اس کے مقابلہ میں سرکاری تعلیم کے اداروں نے آغاز پر کوئی پابندی نہیں خواہ پیہ ادارے جارت کی بنیاد پر ہی کیوں نہ قائم ہوں اور ^{تع}لیم کے نام پرلوٹ مار ہی کیوں نہ ^کرتے ہوں۔ان کا آغاز صرف ای لیے پندیدہ ہے کہ دہاں تعلیمی نصاب سرکاری ہے۔رہایہ سوال کہ دبنی مدارس کے آغاز کے لیے قواعد وضوابط کیا ہوں؟ اورکون وضع کرے اور كون تافذ؟ اس کاجواب واضح ہے کہ بیرضا بطے مدارس کے اغراض ومقاصدا دراس کی تعلیم ے پیش نظروضع کیے جاسکتے ہیں؟ مگران کے نفاذ کے لیے آ زادمعاشرہ میں جنرہیں ^کیا جا

سکا البت اخلاقی دباؤ کارآ مد ہوسکتا ہے۔ جس کی ایک صورت میہ ہو سکتی ہے کہ اداروں کو امداد مہیا کرنے والی اتھار ٹی مناسب ضا بطے وضع کرے اور جو ادارہ یا مدرسہ ان ضا بطوں کی پابندی کرے، اے امداددی جائے۔ مثلاً محکمہ زکو ق علماء کر ام کا ایک بورڈ بنائے جو معیاری ضا بطے وضع کرے پھر ان ضا بطوں کی پابندی کرنے والے اداروں کو امداددی جائے لیکن اس کے لیے نیک نیتی سے اصلاح احوال مقصود ہو خص اداروں کے قیام کورو کنایا ان کو ناکام بنانا مقصود نہ ہو۔ ور نہ میہ اصلاح احوال مقصود ہو خص اداروں کے قیام کورو کنایا ان کو ناکام بنانا مقصود نہ ہو۔ ور نہ میہ معاشرہ کسی طرح بھی قبول نہیں کرے گا۔ سرے سائرہ کسی طرح بھی قبول نہیں کرے گا۔ سرے سوال کا خلاصہ میہ ہے کہ دین مدارس سے فارغ ہونے والے علماء کر ام عہد حاضر میں دینی اور عصری قیادت کے اہل کیوں نہیں ؟ ان کو اہل بنانے کے لیے درس

مقالات مغتری اعظم ۱۸ مغتی معتری معتری المعتری منتی معتری معتیی معتری معتری معتری معتری مع

تاہم کی بھی ترمیم داضافہ کا کوئی مقصد متعین کرنا ضروری ہے۔جبکہ مقصد کے تعین کے بغیر سلمہ نصاب کو تبدیل کرنا ہے معنی ہوگا۔لہٰداوہ مقاصدواضح کیے جائیں تا کہ ان کے مطابق ترمیم داضافہ کمکن ہو۔ ۳۔ پوتھاسوال ہیرکہ نصابی کتب کی از سرنو تد وین وتر یر کی ضرورت ہے کیونکہ موجودہ دین نصاب مشکل ہے۔ اس کا جواب دیا چکا ہے کہ بیر بے مقصد اور بے معنی کام ہوگا بلکہ اس سے تعلیمی معياركو گرانا ادر كمز در كرنامقصود ہوگا جس كا كوئى عقل مند شخص تصور بھی نہیں كرسكتا۔ اس نصاب کامشکل ہونا ہی اس کی خصوصیت ہے کیونکہ جن مقاصد کے لیے بیدنصاب وضع کیا گیادہ عظیم تر ادرمشکل ترین ہیں،جن کاحل یمی نصاب ہے۔ ۵_ پانچویں سوال کا خلاصہ ہیہ ہے چونکہ موجودہ دور میں تعلیم وتد ریس سائنسی شکل





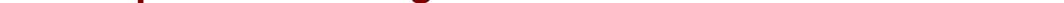
ہوتے ہیں۔اگرتر بیت دینے والا استاذ کسی ایک پہلو ہے بھی کمز درہوگا تو وہ علماء کرام پر اثرانداز نه ہوگا۔ کیونکہ طلباء، اساتذہ کوان کے کمزور پہلو میں پریشان کرتے ہیں۔ جس کی دجہ

ے اساتذہ احساس کمتری میں مبتلا ہو کر طلباء پر تفوق قائم نہیں کر پاتے۔ ہبر حال کورسز کا نصاب، مدت وغیرہ، تفصیلات طے کرنے کے لیے بورڈ قائم کیا جا سکتا ہے۔ جو قابلِ عمل تجاویز مرتب کرے۔

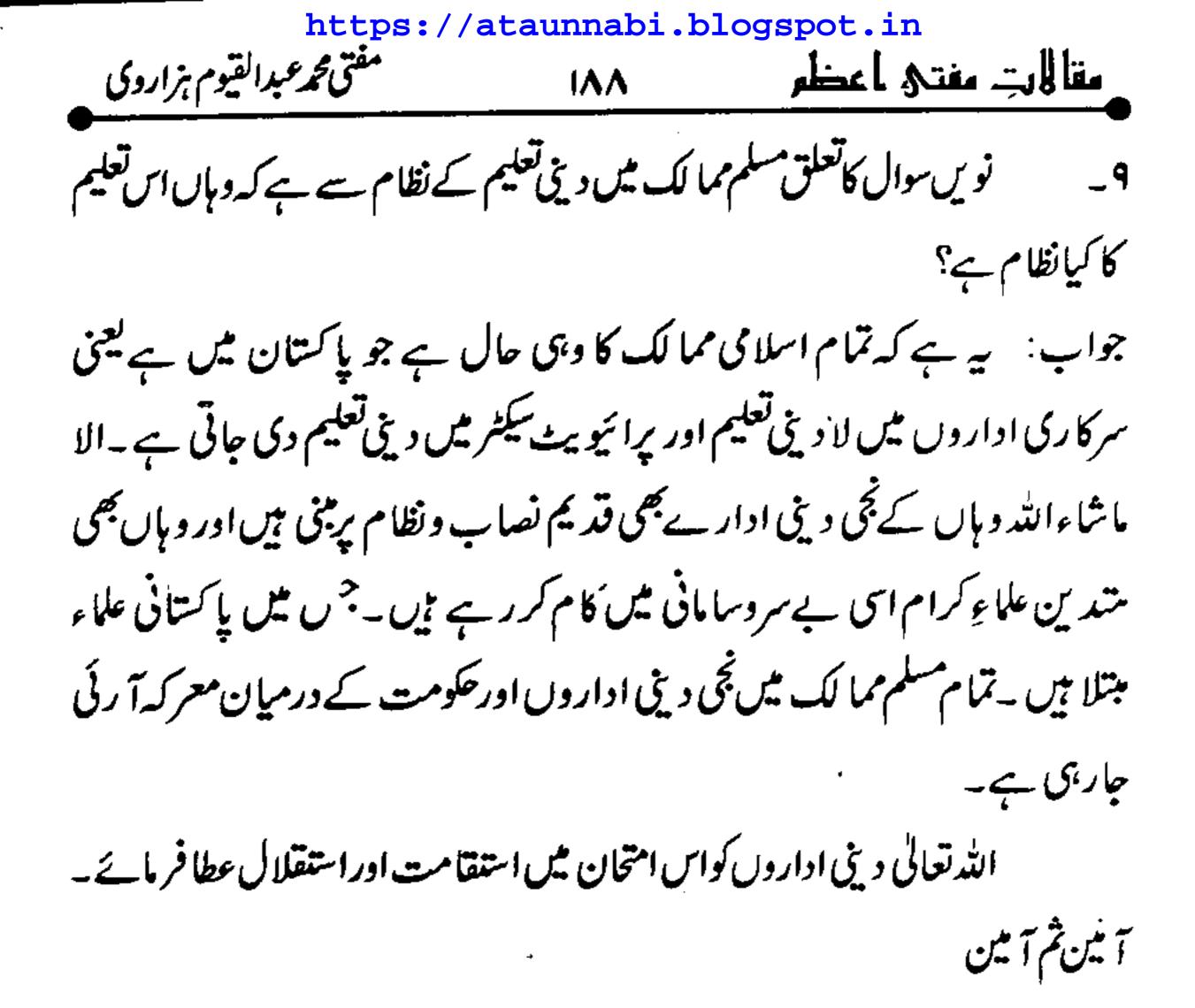
۲۔ پچھٹے سوال کا خلاصہ بہ ہے کہ دینی اداروں میں اختلاف مسالک کی نوعیت اور اس کی تاریخ کی تو عیت اور اس کی تاریخ کیا ہے اور ان اختلافات کو کیسے کم کیا جا سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب بہ ہے موجودہ دور میں بہ ایک لا یخل مسئلہ ہے ۔ کیونکہ بہ

مقالات معتد اعظم امد امد معتد المعتر المعتد المعتد المعتر المرادي معتد المعتد المعتم المعتد المعتد المعتد المعتد المعتد

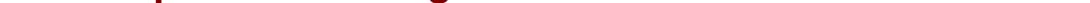
ہوتے رہیں گے۔ ساتویں سال کا خلاصہ بیہ ہے کہ اس وقت حکومت اور دینی مدارس کے درمیان نصاب،امتحان مالیات اورا نتظامی شعبہ میں کوئی تعلق ہے تو وہ س نوعیت کا ہے؟ جواب ہیہے کہاس وقت حکومت اور مدارس کے درمیان محکمہ زکو قادعشر کے قیام کے بعد مالیات کے شعبہ میں قدر ^تعلق قائم ہے۔ کیونکہ حکومت نے زلوۃ فنڈ میں سے صرف دس فیصد رقم مدارس کودین منطور کی ہے جب کہا**س کی تقسیم بھی بیوروکر لی** کے ہاتھ میں ہے جود پی تعلیم اوراس کے نظام اور اس کے حامل حضرات کوا یک آئلھ دیکھنا پسندنہیں کرتے۔ مدارس اور اہل مدارس کوبھی اس بہانہ۔۔۔۔رسوا کیا جار ہاہے، ہوسکتا ہے بیعلق سچھدت کے بعد ختم ہوجائے۔



https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاردى مقالات مغتى اعظر 182 🗂 دوسراتعلق: جزل ضیاءالحق صاحب کی دلچیسی کی بناء پر قائم ہوا ہے۔وہ بیر کہ انہوں نے دین مدارس کے جار بورڈوں لیعنی تنظیم ووفاق کی سندات کو حکمہ علیم میں تدریکی ملازمت کے لیے ایم۔اے عربی اسلامیات کے مساوی قرار دیا ہے۔اگر چہ کاغذی طور پر بیا علان ہور ہا ہےاور جہاں تک یونیورٹی گرانٹس کمیشن کا دائر ہ اختیارتھا وہاں تک حرکت ہوئی ،اس کے بعد حکمہ تعلیم کے اہل کار ہر شعبہ میں دہی لوگ ہیں جوعلاءاور مدارس سے نفرت کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اپنے دائروں میں علماء کے آگے دیواریں کھڑی کردی ہیں ۔غرضیکہ مدارس اور حکومت کے درمیان صرف ان دوصورتوں میں برائے نام تعلق ہے، جو کہ مزید نفرت کا باعث ثابت ہور ہاہے۔ آ تھویں سوال کا خلاصہ بیہ ہے کہ ملک میں دونظام تعلیم رائح ہیں ، ان کو قریب _^ لانے اور باہم مربوط کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اس ہے متعلق گزارش ہے کہ اگر صرف نصاب تعلیم ،طریقہ تعلیم اور اغراض تعليم کا تفاوت ہوتا تو ان امور ميں تبديلي برغور ہوسکتا تھاليکن يہاں دين اور لا دين کا سوال ہے۔ بید دوضدیں ہیں بلکہ تقیصیں ہیں۔ان امور کا جمع ہونا محال ہے۔ اس وقت سرکار کی تعلیمی اداروں میں ان ضدین میں معرکہ آرائی جاری ہے۔ ابھی تو انتظار کا مرحلہ ے۔ سرکار کی تعلیمی اداروں کی تعلیم کا جب تک کوئی داختے رخ متعین نہیں ہوتا اس دقت تک کوئی رائے دیتا ہے کا رہے۔ **فی الحال سرکاری اداروں میں لا دینی تعلیم کی دلیل ہیہ ہے کہ دہاں کے اسا تذ ہ اور** طالبعلم کے لیے دین پیندی کوئی شرط نہیں رہی ۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کے استاذ وں اور یر وفیسروں کی اکثریت لا دین ہے جوانہی سرکاری اداروں کی پیداوار ہے۔



አ.....አ.....አ



مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظر 119

دنیا کے بت کدوں میں پہلاوہ گھرخدا کا

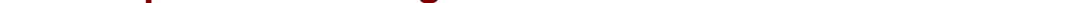
گر**امی قدر**قارئین! بی^حضرت قبلہ ^{مف}نی اعظم کے ہاتھ مبارک کا لکھا ہوامضمون یا مقالتہیں ہے۔ بلکہ پیر حضرت علامہ بدرالقادری کی کتاب "مجد اللہ کا گھر" کی تقتريم ہے۔اس كو ضمون كى شكل دينے ميں ايك ادنى سى سى كى ہے تاہم اس ميں اگرکوئی کمز دری یا خامی نظر آئے تو وہ میری طرف منسوب ہوگی۔

(دالسلام: محمد صبيب سعيدي)

حضرت سیرنا آ دم علیہ السلام جب جنت سے زمین پرتشریف لائے تو سب سے پہلے آپ نے اللہ کا کھر تعمیر فرمایا۔ اس کھر سے پہلے روئے زمین پر کسی بھی ہیئت اور شکل میں کوئی مکان نہ تھا۔ دنیا کا یہی وہ پہلاتھیر ہونے والا مکان بیت اللہ کے نام سے مشہور ہوا اوریمی دنیا کی سب سے پہلی مسجد قرار پائی۔خالق کا ئنات نے اس گھر کی اوّلیت کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح فرمایا ہے: إِنَّ أَوَّلَ بَيُسَتٍ وُضِعَ لِلنَّسَاسِ لَلَّذِي بِنَكَةَ مُبَارَكًا وُهُدًى لِلْعَالَمِينَ ٥ (العمران پ٧، ٢) آيت ٩٥) بيتك سب سے پهلاگھر کو کو کی عبادت کو مقرر ہوا جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہاں کا رہنما۔ (كنزالايمان)

حضرت ابوذ رٌ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ

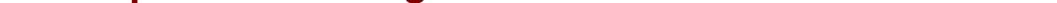
مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 19+ عليه وملم ي دريافت كيا: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَّى مَسْجِدٍ فِي أَلَارُضِ أَوَّلَا : يارسول الله (صلی اللہ علیک وسلم) روئے زمین کی پہلی مسجد سے آگاہ فرما ہے تو حضور سید عالم سلی اللہ تعالى عليه وسلم في فرمايا المسجد المحوام ومسجد حرام - (مثلوة شريف) روئے زمین پردوسری مسجد حضرت ابوذ ترخفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں .. میں نے عرض کیا حضور متجد الحرام کے بعد کون سی متجد ہے۔ارشادہوا المتحد الاصل ان ہر دومساجد کا ذکر قرآن مجید کی متعدد آیات میں آتا ہے لیکن دونوں کو آیت معراج (آية اسرى) ميں اس طرح جمع كرديا كيا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِي اَسُوى بِعَبْدِ ٩ لَيُكَامِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاقَطْى . روئے زمین کی تیسری مسجد: نبی کریم کی بعثت تک روئے زمین کی جن مساجد کے بارے میں قرآن پاک ے پتہ چکا ہے وہ صرف تین ہیں۔ دوکا تو او پر ذکر ہوا (یعنی المسجد الحرام، المسجد الأصلٰ) اور تيسري مسجد كاذ كرقر آن پاك ميں تجھاس طرح آتا ہے كە: قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوا عَلَى أَمُوهِمُ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيُهِمْ مَسْجِدًا ٥ وه يولح وإسكام میں غالب رہے تھے ہم ہے کہ ہم توان پر مجد بنا ئیں گے۔(الکہف،۱۶) گواس مسجد کو فیصله کن انداز میں کسی خاص نام سے موسوم ہیں کیا جاسکتا گلرواقعہ کی حتی نسبت کے باعث اسے سجد اصحاب کہف یا مسجد شاہ بید (۱)روں کا نام دیا جاسکتا ہے۔ حضرت صدرالا فاضل مولانا سيدمحد نعيم الدين مرادآ بادي قدس سرهٔ اپنے تغسيري حاشيہ خزائن العرفان میں فرماتے ہیں : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اہلِ انجیل کی حالت ابتر ہوگئی وہ بت پرتی میں مبتلا ہوئے اور دوسردں کوبت پرتی پرمجبور کرنے لگے ان میں دقیانوس بادشاہ بڑا جابرتھا جو بت پر تی پر راضی نه ہوتا اس کوتل کر ڈالتا۔ اصحاب کہف شہرافسوس کے شرفاء دمعززین میں سے





، اصحاب کہف بحکم الیمی فرحال وشادال المنص چہر ے ظلفتہ ، طبیعتیں خوش زندگی کی تر دتازگی موجود ایک نے دوسر ے کوسلام کیا۔ نماز کے لیے کھڑ ہے ہو گئے۔ فارغ ہو کر یمیلخا ہے کہ ' کہ آ پ جائے ادر بازار سے کچھ کھانے کو بحق لا یے اور یہ خبر لا یے کہ دقیا نوس کا ہم لوگوں کی نب ت کیا ارادہ ہے۔ دہ بازار گئے اور شہر پناہ کے درواز سے پر اسلامی علامت دیکھی ، نئے نے لوگ پائے انہیں حضرت عیلی علیہ السلام کے نام کی قشم کھاتے سا، تعجب ہوا یہ کیا معالمہ ہے؟ کل تو کو کی قض اپنا ایمان ظاہر نہ کر سکتا قط۔ حضرت عیلی کانام لینے سے قتل کردیا جاتا تھا آ من اسلامی علامتیں شہر پناہ پر خلام بیں لوگ بے خوف قط۔ حضرت عیلی کانام لینے سے قتل کردیا جاتا تھا آ من اسلامی علامتیں شہر پناہ پر خلام ہیں لوگ بے خوف وخطر حضرت عیلی کانام لینے سے قتل کردیا جاتا تھا آ من اسلامی علامتیں شہر پناہ پر خلام ہیں لوگ بے خوف وخطر حضرت علیکی کانام لینے سے قتل کردیا جاتا تھا آ من اسلامی علامتیں شہر پناہ پر خلام ہیں لوگ بے خوف دیم دیلر میں کانام لینے سے قتل کردیا جاتا تھا آ من اسلامی علامتیں شہر پناہ پر خلام ہیں لوگ ہے کہ مانا و خطر حضرت علیکی کانام کینے اسلام کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں پھر آ پ نان پڑ کی دکان پر گئے ، کھانا دیم دیوں سے موقوف ہوتی سکہ کا رہ پر دیا جاتا تھا آ من اسلامی علامتیں شہر پناہ پر خلام ہیں لوگ ہے کو نامان کو کی ہونا ہے کہ کوئی ہونا ہے کہ کہ جاتا ہے تا ہم کو کی پر کان خرانہ اس کے ہاتھ الیا ہے کہ کھانا دیم میں کو کی باقی نہ در با تھا۔ باز ار دالوں نے خیال کیا کہ کو کی پر انا خز اندان کے باتھ آ گیا ہے دیم میں کہ کر کر حاکم کے بات کے دوہ نیک خص تھا اس نے بھی ان سے دریا دنہ کیا کہ خرانہ کہا ہے؟

مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظر 191 ہے وہ تین سو برس سے زیادہ کا ہے اور آپ نوجوان میں ،ہم لوگ بوڑھے ہیں ہم نے توبیہ سکہ بھی نہیں د یکھا۔ آپ نے فرمایا میں جو دریافت کروں وہ ٹھیک ٹھیک بتاؤتو عقدہ حل ہوجائے گا۔ یہ بتاؤ کہ د قیانوس بادشاہ کس حال اور خیال میں ہے؟ حاکم نے کہا کہ آج روئے زمین پراس تام کا کوئی بادشاہ نہیں ، سینکڑوں برس ہوئے جب ایک بے ایمان بادشاہ اس نام کا گزرا ہے۔ آپ نے فرمایا کل بی تو ہم س کے خوف سے جان بچا کر بھا کے ہیں، میرے ساتھی قریب کے پہاڑ میں ایک غار کے اندر پناہ ۔ ' گزیں ہیں، چلو میں تمہیں ان سے ملا دوں ۔ حاکم اور شہر کے مما کداورا یک خلق کثیران کے ہمراہ سرغار بہتے۔اصحاب کہف یمیلخا کے انظار میں تھے۔کثیرلوگوں کے آنے کی آ داز اور کھٹے سن کر سمجھے یملیخا بکڑے گئے اور دقیانوی فوج ہاری جنجو میں آرہی ہے اللہ کی حمد ادر شکر بجالانے لگے۔اتنے میں بیہ لوگ پہنچ یے سیلخانے تمام قصہ سنایا۔ان حضرات نے سمجھ لیا کہ ہم بحکم البی اتناطویل زمانہ سوئے اور اب اس لیے اٹھا لیے گئے ہیں کہ لوگوں کے لیے بعد موت زندہ کیے جانے کی دلیل اور نشانی ہوں۔ حاکم سرِ عار پہنچا تو اس نے تانبے کا صندوق دیکھا اس کو کھولا تو مختی بر**آ مدہوئی۔ ا^{س خ}تی میں ا**ن اصحاب کے اسماءاور ان کے لئے کا نام لکھاتھا۔ بیجی لکھاتھا کہ بیر جماعت اپنے دین کی حفاظت کے لیے دقیانوس کے ڈریسے اس غارمیں پناہ گزین ہوئی۔دقیانوسؓ نے خبر پا کرایک دیوار سے انہیں غار میں بند کرنے کاحکم دیا۔ہم بیرحال اس لیے لکھتے ہیں کہ جب بھی غار کھلے تو لوگ حال پر مطلع ہو جائیں۔ بیلوں پڑھ کرسب کو تعجب ہواادرلوگ اللہ کی حمد وثناء بجالائے کہ اس نے ایسی نشانی ظاہر فرما دی جس سے موت کے بعد اشخے کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ حاکم نے اپنے بادشاہ بیدروس کو داقعہ کی اطلاع دی وہ امراء دعما ئدکو لے کر حاضر ہوا اورشکر اکنی بجالایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی۔ اصحاب کہف نے بار شاہ سے معانفہ کیا اور فرمایا تمہیں اللہ کے سپر د کرتے ہیں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللّٰد وبركاية به الله ئيري اور تيرب ملك كي حفاظت فرمائ اور بنن وانس تے شرسے بچائے۔ بادشاہ کھڑا ہی تھا کہ دہ حضرات اپنے خواب کا ہوں کی طرف داپس ہو کرمصروف خواب ہوئے اور اللہ تعالی نے انہیں دفات دی۔ بادشاہ نے سال کے صندوق میں ان کے اجساد کو محفوظ کیا اور اللہ تعالیٰ نے رعب ہے ان کی حفاظت فرمائی کہ کسی کی مجال نہیں کہ وہاں پہنچ سکے۔بادشاہ نے سرغار مسجد بنانے کا تحکم دیا اورایک سرورکادن معین کیا که ہرسال لوگ عید کی طرح دہاں آیا کریں۔ (خازن دغیرہ) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ صالحین می*ں عرب کا معم*ول قدیم سے ہے۔ کیجنی انہیں ایسی نیندسلا دیا کہ

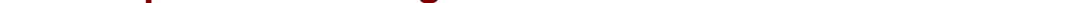


مفتى محمر عبدالقيوم ہزاردى مقالات مفتئ أعظم 192 مساجد کی تعمیر کے انقلابی دورکا آغاز: نبی کریم صلی اللہ علیہ دسلم کی ہجرت مساجد کی تعمیر کے انقلابی دور کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔قرآن پاک نے حضور پرنورسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں ورودٍمسعود کے بعد تعمیر ہونے والی جن مساجد کے تام لیے بغیر متعارف کرایا وہ چار ہیں۔ مسجد قبابمسجد جمعه،مسجد نبوی،مسجد تلتین ۔احادیث وتفاسیرِ اور کتب سیروتو ارتخ میں یہی تام پائے جاتے ہیں۔ آیات کے شانِ نزول سے بھی ان اساء کی تقسد یق ہوتی ہے۔ان چار قرآنی مساجد کے علاوہ ایک مسجد کی تعمیر کا نام اور بنانے والوں کی غرض وینایت کا دومقام پر قرآن یاک نے وضاحت سے ذکر فرمایا ہے جسے تعمیر کے ساتھ ہی مسجد ضرار قرار دے کر زمین بوں کر کے منافقین کی سازش کوتا کام بنا دیا گیا۔ان مساجد کے علاوہ کتب احادیث وسیر میں متعددایی مساجد کا ذکر موجود ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنی دور کی یا دگار ہیں :

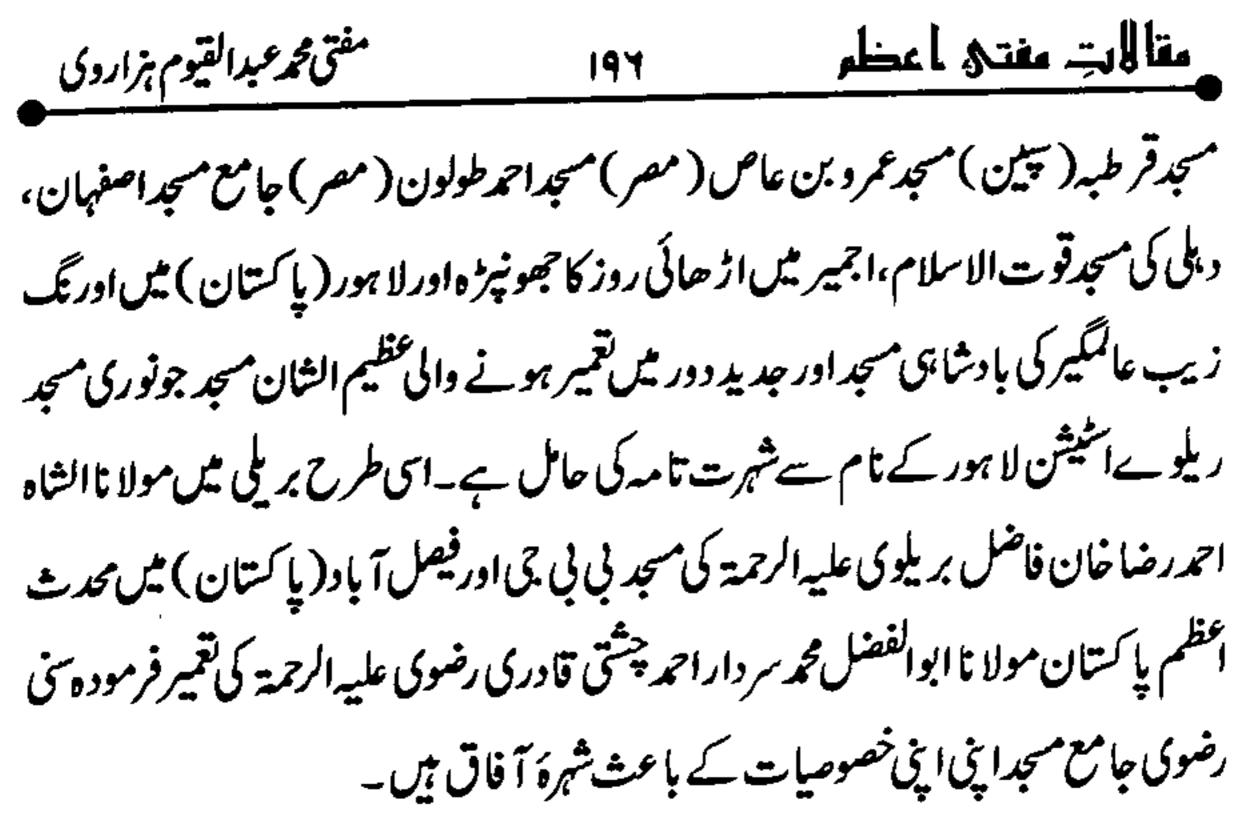
متجد الشمس، مسجد البقيع ، مسجد الفتح ، مسجد سلمان فارى ، مساجد فتح ، مسجد بنى حرام ، مسجد طريق السافله ، مسجد بنوقر يظه ، مسجد مشر به ام ابرا بهم ، مسجد بنى ظفر ، مسجد الابه ، مسجد الذباب ، مسجد عنين ، مسجد الوادى ، مسجد انسقيا وغير بهم _ علاوه ازين حديث مين جامع دمشق كاذكر بهمى خاص طور پر موجود ہے کہ جب حضرت عيسى عليه السلام آسمان سے زمين پرتشريف لائميں گے تو دمشق کی جامع مسجد کے مشرق مينارہ پراتريں گے ۔

کوئی آواز بیدارند کر سکے۔ مسئلہ: اس معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب مجدیں بنانا اہل ایمان کا قدیم طریقہ ہے اور قرآن کریم میں اس کاذکر فرمانا ادر اس کو منع ند کرنا اس فعل کے درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔ مسئلہ اس سے بیجی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے جوار میں برکت حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے اہل اللہ کے مزارات پرلوگ حصول برکت کے لیے جایا کرتے ہیں ادراس لیے قبروں کی زیارت سنت ادر موجب ثواب ہے۔

مقالات مفتئ اعظم مفتى محمد عبدالقيوم ہزاردى 191 الغرض! مسلمانوں نے ہمیشہ دنیا کے ہر جصے میں جہاں بھی وہ گئے عام طور پر اوّل تعمير مساجد کی طرف راغب ہوئے اور قرآن پاک کی درج ذیل آیت کے مصداق بنتے رہے۔ انما يعمر مساجد الله من امن بالله و اليوم الأخر واقام الصلوة واتى الزكوة و لم يخش الا الله فعسلي اولئك ان يكونوا من المهتدين. اور یوں ان احادیث کی عملی تصویر عالم دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے۔ من بنى للّه مسجدا بنى الله له بيتًا في الجنَّة. عن عائشة قال رضي الله تعالى عنها امر النبي صلى الله عليه وسلم بناءِ المسجد في الدور وان تنظف و يطيب. (ابوداؤد، ج ا) ام المونين حضرت عا تشهصد يقه رضي اللد تعالى عنها فرماتي بي كه نبي كريم عليظة نے محلوں، آبادیوں اور بستیوں میں خدا^ک گھر تقمیر کرنے کی رغبت دلائی اور فرمایا کہ اپنے محلوں میں مسجد یں تعمیر کرواوران کو پا کیزہ اور معطر کھنے میں کوشاں رہو۔ نیز فرمایا جسعلت لى الارض مسجدًا مير ب ليروئ زمين كو مجد بناديا كيا يشخ عطار رحمة التَّدعليه في اس حدیث کا کیاخوبصورت ترجمہ فرمایا ہے۔ شد و جوش رحمة للعالمين متحد او شد ہمہ روئے زمین اس ارشاد پاک سے جہاں تمام زمین پر بحدہ کو جائز قرار دیا گیا ہے وہاں اس طرف بھی اشارہ ہور ہاہے کہ میرے ماننے والے روئے زمین کے جس خطہ میں بھی قدم ر طیس کے، دہاں سجد کی تعمیران کے لیے آسان ہوجائے گی۔ چنانچہ بیامر صحابہ کرام، شاہان اسلام،امراءادر ہردورکے عام سلمانوں کے مل سے ظاہر ہے۔ ابتداء اسلام سے لے كرآئ تك ہرصاحب حيثيت خواه بادشاه ہويا عام سلمان

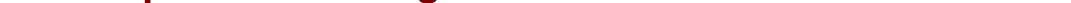






(گرامی قدر قارئین ! بیدتو قبله مفتی اعظم کا نظر بیدتھا مگر حضرت قبله مفتی اعظم پاکستان کی خود تعمیر کردہ جامع مسجد رضا شیخو پورہ بھی جدید دور میں تعمیر ہونے والی تمام مساجد پراپی خصوصیات ایک خاص تعمیری شاہرکار اور قبلہ مفتی اعظم کے ذوق کی عکاس ہے۔سعیدی)

☆....☆....☆



https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمر عبدالقيوم ہزاردى مقالات مفتئ اعظر 192

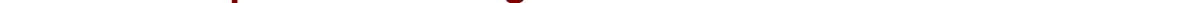
حضورتى كريم عليسة اورانسانی زندگی کے اعلیٰ اقدار

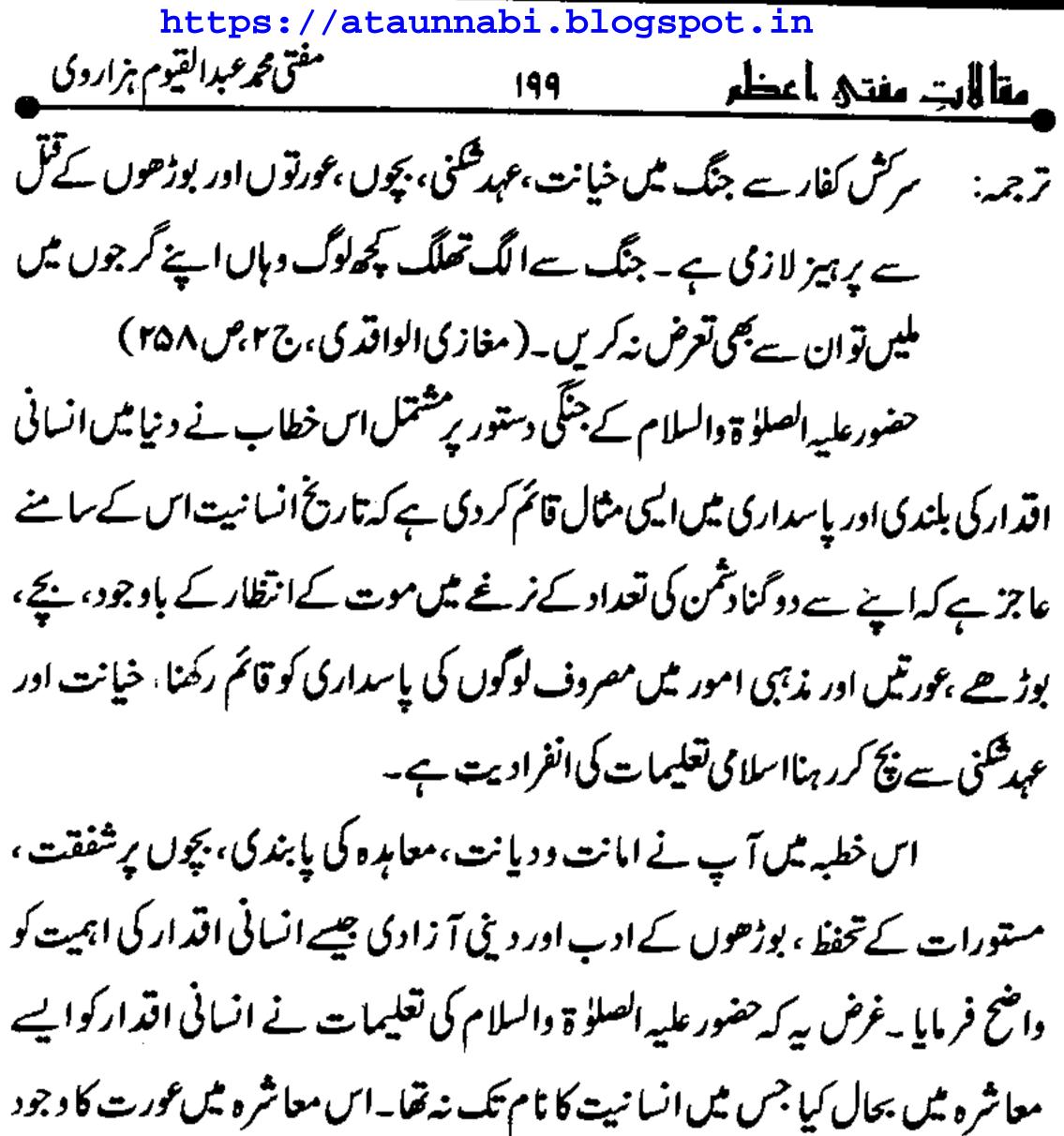
اسلام وہ داحد دین ہے جس نے انسانی اقد ارکونہ صرف داضح کیا بلکہ ان اقد ارکو تحفظ بھی دیا ،انسان مسلمان ہویا کافر ،مرد ہویا عورت ، بچہ ہویا بوڑھا ، آ زاد ہویا غلام ، عالم ہویا جاہل ،حاکم ہویا محکوم ،حربی ہویا ذمی ،عربی ہویا مجمی ،سفید ہویا سیاہاسلام نے سب کوانسانی اقد ارمیں مشترک اور مساوی قر اردیا ہے۔

ان اقدار کا تعلق ضروریات سے ہویا حوائج سے بحسینات سے ہویا فرائض سے اسلام نے ان سب میں ہرانسان کومساوی استحقاق سے نوازا ہے۔ اس کی دجہ یہ ہے کہ خود ربّ العزت نے انسان کی جسمانی وروحانی خلقی وخلقی اور منصبی اقد ارکوا متیاز کی حیثیت سے بان فرمايا - چنانچانسان كى تخليق كو لَقَدْ حَلَقُنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقُوِيُهِ (الَّين) اور بحى حَلَقتُ بيَدِى (ص:20) _ اوراس كى روحانيت كو وَإذ قُلْسَا لِلْمَلْئِكَةِ اسُجُدُوا لِادَمَ (بقره:٣٣) اوراخلاق كووَ اعْبُدُوا اللَّهُ وَ لَا تُشُر كُوُا (السّاء:٣٧) اوراس في علم كو وَعَلَّمَ ادَمَ الأسْمَاءَ كُلْهَا (بقره: ٣١) اوراس كم منصب كو إنِّي جَاعِل فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَة (بقره : ٣٠) سے بيان فرمايا، ان خصوصيات كَ پيش نظر اس كوتمام كانكات كامخدوم ومحترم قرارديت موت فرمايا خسكت كمم ما في الأرض جَبِيعًا (بقرہ: ۲۹)زمین پر ساری تلوق اے انسان تیرے لیے پیدا کی گئی۔ سَتَحُوَ لَکُمُ

مقالات مفتر المقصر (ايرابيم : ١٩ معليه الدوج اند تير ماتحت كردية كمر الشَّمُ سَ وَالُقَمَ رَ (ايرابيم : ١٩٣) مورج اورچا ند تير ماتحت كردية كمر السُّج لوُ اللادَمَ (بقره: ٢٣٣) فرضة آ دم عليه السلام كوتجده كريں - ان آيات ميں زمين اور آسان اوران ميں تمام تلوق پر انسان كى برترى واضح فرما دى اور پھر وَلَقَدْ حَرَّ مُنَا بَنِى آدَمَ (بنى اسرائيل: ٤٠) فرما كر انسان كى برترى واضح فرما دى اور پھر وَلَقَدْ حَرَّ مُنَا بَنِى آدَمَ (بنى اسرائيل: ٤٠) فرما كر انسان كى برترى واضح فرما دى اور پھر ان اقدار كے انسانى اقدار كى بار ميں اسلام كى بيخصوصيت بركه اس نے انسان ك مختلف احوال اور مراحل كر متعلق انتهائى تفصيل سے اقدار كو بيان كيا اور پھر ان اقدار ك تحفظ ميں الي عملى پابندى فرمائى كركى بھى صورت ميں ان اقدار كو پا لى كر نے كى اجازت منبيں دى - دوتى ودشنى، خوشى وغى ، مجبورى وفير مجبورى، امن و جنگ، يكاند و بيگاند، مسلمان و كافر، ذى وحر بى كى بھى حالت ميں انسانى اقدار كو پا مال كر نے كى اجازت كافر، ذى وحر بى كى بھى حالت ميں انسانى اقدار كو پا مال كر نے كى اجازت كافر، ذى وحر بى كى بھى حالت ميں انسانى اقدار كو پا مال كر نے كى اجازت محفظ ميں اير كى جى حالت ميں انسانى اقدار كو پا مال كر نے كى اجازت ميں ان اقدار كے اندان و مان من دوختى، خوشى وغى مي محبورى و مير محبورى، امن و جنگ، يكاند و بيگاند، مسلمان و كافر، ذى وحر بى كى بھى حالت ميں انسانى اقدار كو پا مال كر نے كى اجازت ميں ان محبور ان محرفى مؤدى بيكى بيك ميں بلكہ بعد كى ادوار ميں بھى مسلمانوں نے انسانى اقدار كے تحفظ كى اختاد كى تربيت يا قد محبور محبونى بلكى بيك بيك ميں بلكہ بعد كى ادوار ميں بھى مسلمانوں نے انسانى اقدار كے تحفظ كى كى

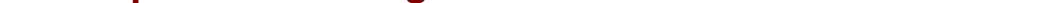
مثالیں قائم فرمائی ہیں۔ حالت جنگ میں حربی کفار کے بارے حضور علیظیمہ کاانسانی اقدار کی پاسداری <u>سے تعلق خطبہ پیش خدمت ہے۔</u> جنگ موتدانسانی تاریخ میں اس حیثیت سے مفرد ہے کہ تین ہزار مسلمان اپن سرحدول سے سینکڑ دل میل دوردشن کے علاقہ میں دولا کھ مسلح فوج کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے۔اس پر خطر موقع پر حضور علیہ الصلوقة والسلام نے اپنی فوج کوانسانی اقدار کی پاسداری کی وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: قَاتِلُوا مَنُ كَفَرَبِا اللهِ لَا تَغُلُوا وَ لَا تَعَذِرُوا ، وَ لَا تَقْتُلُوا وَلِيُدًا ، سَتَجِدُوُنَ رِجَالًا فِي الصَّوَامِع مُعُتَزِلِيُنَ لِلنَّاسِ فَلا تَتَعَرُّضُوا لَهُمُ وَ لَا تَقُطُنَّ إِمْرَاةً وَ لَا صَغِيرًا مُرُضَعًا وَ لَا كَبِيرًا فَانِيًا .

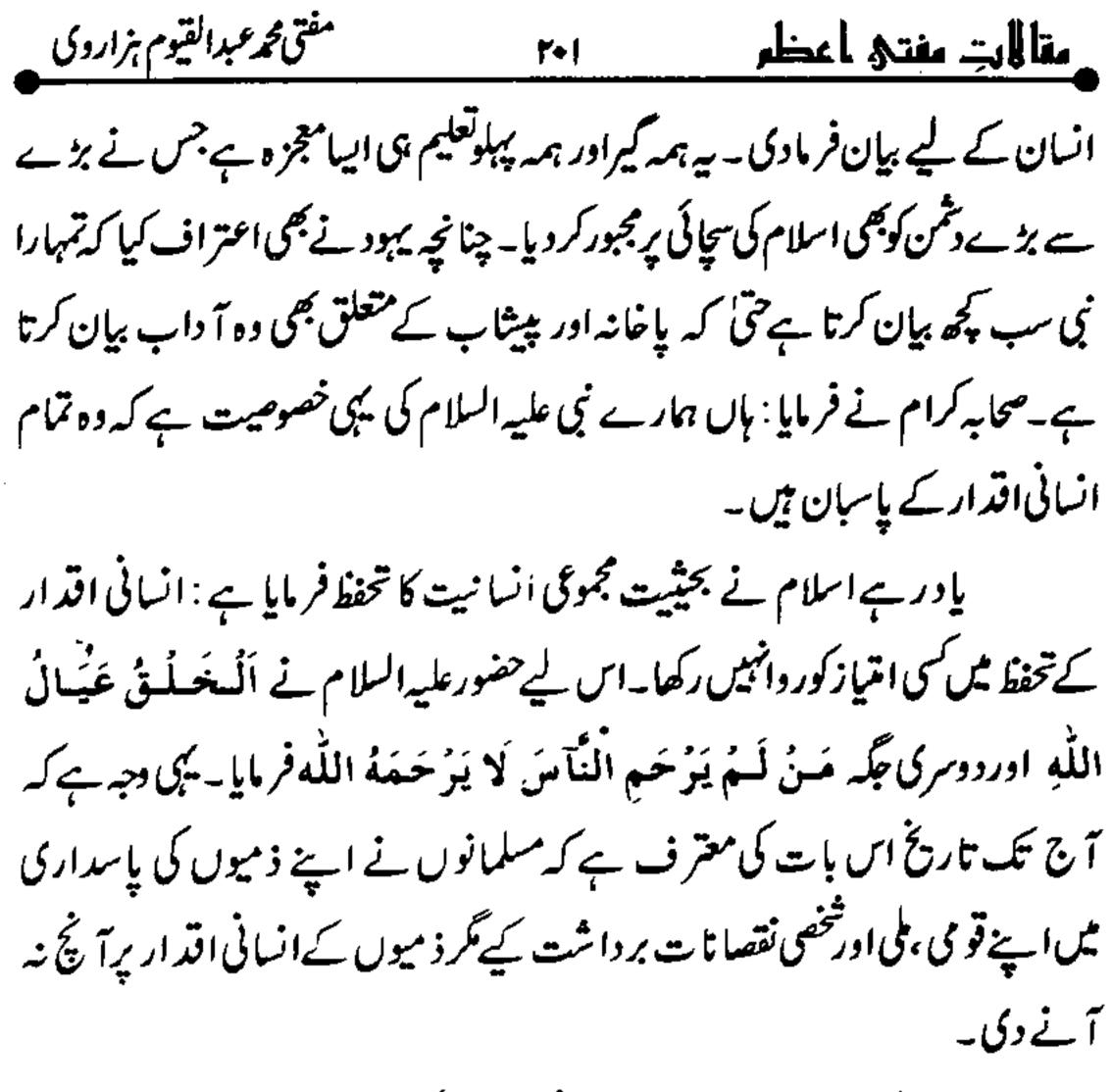




معامرہ یں بحال میا بس یں اس میں اسا میں ما یا جا تک مدھا ہوں اس مل مرہ یں دورت ما دوروں نحوست سمجھا جاتا ۔ اس کواذیت بیخپانا نیکی تصور کیا جاتا، جانو روں کی طرح نسل کش کا رواج عام تھا۔ ایسے معاشرہ میں انسانیت کو محفوظ کرنا اور پھر اس کی اقد ارکو بام عروج تک پنچانا سید عالم علی کے کا انقلابی منشور تھا جس نے پوری دنیا کو متاثر کر کے انسان کو انسانیت کی پیچان پر مجبور کر دیا۔ آپ نے قبل از پیدائش تا بعد از وفات انسانی اقد ارکا تعین فر ماکران کو تحفظ عطافر مایا۔ نیچ کے لیے نسب کے بعد نکاح وعقد کولازی قر اردیتے ہوئے فر مایا: نیچ کے لیے نسب کے بعد نکاح وعقد کولازی قر اردیتے ہوئے فر مایا: نیچ کے لیے نسب کے بعد نکاح وعقد کولازی قر اردیتے ہوئے فر مایا: منہ کورتم مادر میں تحفظ دیتے ہوئے فر مایا: دِیَّةُ الْسَحِنِیُنَ غُرَةُ عَبُدِ اَوْ اَمَة (تر ذی صر ۲۲) کہ حل کا ضیاح قابل تعزیر قر اردیا، بچہ پیدا ہوجائے تو اس کی گلہدا شت کو (تر ذی صر ۲۲) کہ حل کا ضیاح قابل تعزیر قر اردیا، بچہ پیدا ہوجائے تو اس کی گلہدا شت کو

https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاردى مقالات مفتى اعظم ť++ ابم قرارديا اور فرمايا إنبي لَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِي فَأَخَفِّفَ الصَّلُوةَ (ترزي ص١٨) اور ي مح ما يامَنُ لَم يَرُحَم صَغِيرُنَا فَلَيُسَ مِنَّا (ترزي: ٢٨٥) اوراكر في پيدا موتواس كي تَكْهِداشت پراجروتُواب اورجنت كاوعد هفر مايامَنُ كُنَّ لَهُ مِنُ هٰذِهِ الْبَنَاتِ كُنَّ لَهُ سِتُوًا مِنَ النَّارِ . (ترمذى: ٢٨٣) بچوں كى پيدائش ت متعلق خصوص مدايت فرمائى مَنْ كَانَتْ لَهُ ثَلاثُ بَنَاتٍ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللَّهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةَ (ترزى:٢٨٢) يتيم مسكين، بسيسهارااور بيوا دُن كومخدوم مكت قرارديااور فرمايا مَنْ قَبَصَ يَتِيهُما أوردوسري جَكْفر ما يا السَّاعِي عَلَى الأرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيُنِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيل اللهِ (ترزى: ۳۹۰)جس طرح جہادتو می فریضہ ہے اس طرح ان حضرات کی کفالت بھی تو می خدمت ہے ، اگرغلام زادہ ہوتو آپ نے خوداس کا ناک صاف کر کے معاشرہ میں انسانی اقدار کی مثال قائم فرمائي، أكرغلام بي تواس كومساديان يحقوق ديتي جوئ فرمايا مَنْ كَانَ إَخُوَةً تَحْتَ يَـدِه فَـلُيُطُعِمُهُ مِنُ طَعَامِهِ وَ لَيُلُبسُهُ مِنْ لِبَاسِهِ وَلَا يُكَلِّفُهُ مَا يَغُلِبُهُ فَإِنْ كَلّفَهُ مَا يَعْلِبُهُ فَلْيُعِنُّهُ (إيضاص ٢٨٨) بورُ حصانيان كمعلَّ فرمايا: حَنْ لَهُ يُوَقِّرُ كَبِيُرَنَا فَسَلَيْسَ مِنَّا (ایضاص۲۸۵)اور فوت شدہ انسان کے لیے بھی انسانی اقد ارکو بحال رکھتے ہوئ آپ یہودی کے جنازہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا اکٹے سَ کھو نَفْسٌ (ترمذی: ص ١٦٩) جنازه ي متعلق عموى عظم فرمايا إذا رأيتُه السجب الرقة فقوموا لمها (ترمدى ص ۱۷۹) غرضیک سال میں ہواسلام نے بحثیت انسان اس کی اقدار کو تحفظ دیا ہے بلکہ اسلام نے نسبت انسانی کی بھی پاسداری فرمائی۔ چنانچہ انسانی اجزاء فضلات لین بال وناخن کوبھی ڈن کرنے کا تھم دے کران کو یا مال ہونے سے محفوظ فر مایا۔ اسلام نے انسان کواس کے دہم وگمان سے بھی آئے بلندیوں پر پہنچا دیا ہے۔ مال، باپ، بھائی، بیٹا، اولا د، خاوند، بیوی، استاذ اور شاگر دکوئی عزیز سے عزیز تر رشتہ دار بھی اپنے عزیز سے ایک محبت و کرامت کا مظاہرہ نہ کر سکا جو صغور نبی کریم علیک نے

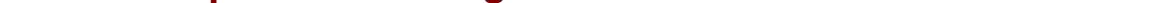




ای سلسلہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے ذمیوں کواس قدر آزادی دی تھی کہ آپ کا قاتل ایک بحوی کھلے بندوں کم ہوکر محد میں پہنچ گیا اور آپ کوشہید کر دیا۔اس واقعہ کے باوجود آپ نے ابی مرت وحیات کی شکش میں جو وصیت فرمائی وہ قابل نحور ہے: أُوْصِى الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعُدِى بِأَهُلِ الذِّمَّةِ خَيْرًا أَنُ يُوَفِى أُمُوُرِهِمُ وَ أَنُ يُقَاتِلَ مِنُ وَرَائِهِمُ وَ إِلَّا يُكَلِّفُهُمُ فَوُقَ طَاقَتِهِمٌ. ترجمہ: میں اپنے بعد والے خلیفہ کو دصیت کرتا ہوں کہ وہ ذمیوں سے حسن سلوک کرے اوران سے معاہدہ کا پاس کر ےاوران کے تحفظ کے لیے جنگ سے بھی گریز نہ کرےاوران سے استطاعت سے زیادہ جزید وصول نہ کرے۔ ذمیوں کی آ زادی سے نقصان اوران کے ہاتھوں مفتول ہونے کے باوجو دسید نا

مقالات مغت اعظ معن مرادی مقالات مغت اعظ معن مرادی مرفاروق کاروست فرمانا اسلامی تاریخ کاسنهراباب ہے۔ بعد کے ادوار میں جب تا تاریوں نے شام پر حملہ کیا تو وہاں انہوں نے مسلمانوں اور ذمیوں کو قیدی بنا لیا۔ یہ ذمی یہودی انصاری سے اسلامی حکومت کے نمائندہ نے جب تا تاریوں سے اپنے قیدی والیس لینے کے لیے بات چیت کی تو نمائندہ نے جب تا تاریوں سے اپنے قیدی والیس لینے کے لیے بات چیت کی تو انہوں نے تخت موقف اختیار کیا مگر مسلمان نمائندہ نے مسلمان قیدی والیس نہ لیے اور کہا کہ یہ یہودی اور عیسائی ہمار نے ذمی می ان کے بغیرا پنے قیدی والیس نہ لیے اور کہا ہوں نے خت موقف اختیار کیا مگر مسلمان نمائندہ نے مسلمان قیدی والیس نہ لیے اور کہا میں تمام قید یوں کور ہا کر نے پر آمادی کر خیر اپنے قیدی والیس نہ لیے اور کہا میں تمام قید یوں کور ہا کیا۔ موجود ہے کہ مسلمانوں نے ایسے حربی دی اسلمین نی اجتاع المسلمین کی اجتماع السلمین کی اجتماع السلمین کی احملہ کی ا

نے مسلمانوں کو مال، خاندان اور دطن سے بے دخل کر کے جلاوطنی پر مجبور کیا ان کو بھی انسانی تقاضے کے مطابق امداد پہنچائی۔ چنانچہ ام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سیر کبیر میں روایت تقل کی ہے کہ جب اہل مکہ قحط میں مبتلا ہو گئے تو آپ نے وہاں کے لوگوں کے لیے مالی امدادار سال فرمائی _ (شرح السير الكبير الكبير الما، ج ا) انسانی اقدار کے تحفظ میں عدل وانصاف کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ چتانچہ مسلمانوں نے عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے غیر مسلموں کے ساتھ میاویانہ سلوک کیا،اس کی اہمیت اس وقت زیادہ ہوجاتی ہے جب خودمسلمان امیریا خلیفہ کو ایک غیر سلم شہری ذمی کے مقابلہ میں عدالت کے سامنے حاضر ہونا پڑے۔ اس معاملہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال اہم ہے کہ آپ کی زرع گر گئ۔ایک یہودی ذمی نے اٹھالی۔حضرت علی کے مطالبہ پراس نے دینے سے انکار کیا تو

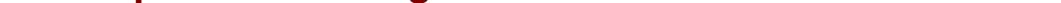




گورز حضرت عمرو بن العاص کو اپنے لڑ کے سمیت مدیند منورہ سینچنے کا تعلم کلھا۔ جب دہ تشریف لائے تو آپ نے عدالتی کارروائی میں جرم کے اقرار برقبطی کے لڑ کے کو در ہ دیا اور فرمایا: گورنر کے لڑ کے کو اسی طرح مارد جس طرح اس نے تحقیح مارا، مارتے ہوئے یہ بھی کہو: آف ابْنُ اَنحَوَمِیْنَ قبطی نے لڑکے نے اپنابدلہ لے لیا تو پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عند نے فرمایا: چونکہ عمرو بن العاص کی گورنری میں ظلم ہوا ہے لبذاوہ بھی سز اے سیحق بیں لیکن قبطی کی سفارش پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو معاف کر دیا گیا اور آپ نے فرمایا: اے عمرو بن العاص ! یہ لوگ آ زاد پیدا ہوئے تم نے ان کو کیونکر غلام سمجھ لیا ہے۔ (یوسف قرضاوی ، غیر السلمین فی اجتماع السلمین) غرضیکہ حضور علیہ العلوٰ ۃ والسلام کی سیرت کی روشن میں تاریخ اسلام نے انسانی اقد ارکی پاسداری میں ایسے باب رقم کیے ہیں کہ دشمنوں کو تعلی انکار کی چال نہیں۔

مقالات مفتى اعظر مفتى محمد عبدالقيوم بزاروى **r**+r چنانچہ بورپ کے اہل علم حضرات کو میداعتراف کرتا بڑا کہ سلمان غیرت ایمانی کے حامل اورا پنے عقیدہ میں متعصب ہونے کے باوجود غیر سلموں کے ساتھ انسانی اقدار ک پاسداری میں اپنی مثال آپ ہیں۔علامہ یوسف قرضاوی نے اپنی کتاب غیر اسلمین فی اجتاع اسلمین میں ص ۲۱ پرتقل کیا ہے کہ ایک فرانسیں ماہر نے لکھا ہے کہ محمد نے یہود ونصاری سے رواداری کی حد کردی ہے۔ ایس رواداری کی مثال کسی دوسرے دین کے بانی سے ہیں ملتی خسوصاً یہود دنصاریٰ نے ایسی مثال پیش نہیں کی محمد کے خلفاء کو بھی ہم نے اس طریقے پر پایا۔ایک دوسرامغربی مفکر لکھتا ہے کہ سلمان داحد قوم ہے جس نے اپنی غیرت دینی اور دوسرے ادیان کے ہیر وحضرات سے رواداری کو بیک وقت سجتنع کیا۔ یاد رہے کہ سلمانوں کو انسانی کرامت وفضیلت کے علاوہ اسلام نے مزید کرامت سے نوازا ہے۔ای لیے قرآن کریم نے مسلمانوں کی خصوصی فضیلت وکرامت کو بیان کرتے ہوئے تفضیل کاصیغہ استکال فرمایا: إِنَّ أَكُرَمَكُمُ عِندَ اللهِ أَتُقَكُّمُ . (جمرات: ١٣) کیونکہ تفس کرامت کا حامل ہرانسان ہے، کافر ہو یا مسلمان سب اس میں میادی ہیں، یعنی قرآن نے مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ اگرتم اکرم وافضل بنتا جاہتے ہوتو پھر كرامت انساني اوراقدارانساني كاحال بنتا ہوگا كيونكها فضليت بغير فضل اوراكرميت بغير کرامت تا ممکن ہے۔ لہذا اقدار انسانی اور کرامت انسانی کا اعتراف اور اس کی عمل پاسداری اسلام کی شرطاق ہے۔ التدتعالى سے دعام كم سلمانوں كوانسانى اقدار كى ملى توفيق عطافر مائے۔ آمين

☆.....☆.....☆



مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتى اعظم 7+0

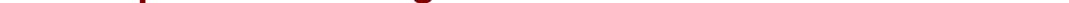
دارالعلوم منظرا سلام کے پہلا طالبعلم ملك العلماءعلامة ظفرالدين بماري ادران کی نہایت و قسی علمی کاوش جامع الرضوئ المعروف يتحيح البهاري

یا تمار ف

تعارف كتاب ومصنف: مصنف کے فرزندار جمند فاضل شہیرادیب لبیب پروفیسر مختار الدین احمد آرز د نے لیے ہماری کے دوسری ایڈیشن کی اشاعت کے موقع پر کم رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ بمطابق بح مارچ ۱۹۹۲ء میں مصنف ادر کتاب کا تعارف قلم بند فرمایا۔ پروفیسر صاحب کا یہ تعارفي مقاله جو ٣٣ صفحات پر مشتل ب اور جود دسر ، ابريش مي كتاب كي ابتداء مي شامل اشاعت ہے بمتنداور جامع بھی ہے اگر چہ وہ تحریر امخصر ہے گر دلالۃ مبسوط ہے جس کے متعلق انہوں نے خود فرمایا: " بيه چند صفحات مصنف علام ملک العلماء فاضل بہار پرجن ميں صرف ان ک

زندگی اور تصانیف پر گفتگو کی گئی ہے۔ ارتجالاَ لکھد بیئے گئے ۔ بیداوراق ان شاء اللہ ایک کمل سوانح عمری کے لیے، جس کی تر تیب واشاعت کی ضرورت ہے،

مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتى اعظم 1+4 پیش خیمہ ثابت ہوں گے۔"(مخارالدین احمہ) یروفیسر آرز وصاحب مدخلہ کے بیان سے ماخوذ مولف اور تالیف کے متعلق معلومات کاخلاصہ درج ڈیل ہے۔ (علامه مولوتا مولوی) ظفر الدین نام مصنف: ابوالحتار كنيت: ملک السلماء، بہاری، فادری، رضوی ئقب: عبدالرزاق اشرقي ولديت: • امحرم الحرام ٣ • ١٢ ١ ٢ ولادت: ااجمادي الأخرام الص وصال: مشهوراسا تذہ: امام احمد رضا بریلوی،مولا تا دصی احمد سواتی ،مولا تا احمد حسن کا نپوری،مولا تا بشیر احد على كرهى ،مولايا حامد سين رامپورى ،مولايا كبيرالدين ،مولايا ابرا جيم ،مولايا عبداللطيف ، مولا تامحی الدین اشرف، مولا تا بدرالدین اشرف، مولا تا مهدی حسن، قاضی عبدالرزاق، مولا نافخرالدين بمولا نامنعم بمولا نااكرام الحق بمولا نامعين اظهر بمولا ناعبداللد كانيوري -مدارس جهال تعليم حاصل كى: تحرسه مدرسة وثيه حنفيه بين پنه مدرسه حنفيه دارالعلوم کانپور امداد العلوم كانپور..... احسن المدارس، كانپور..... دارالحد ير يكي بهيت مصباح التهذيب بانس بريلى منظراسلام بريلى شريف مدارس جهان تدريس فرماني: منظراسلام بريلي شريفدارالعلوم جامع متحد شملهمدرسه حنفيه آراء مل

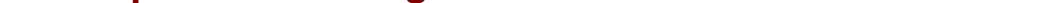


مقالات مفتى اعظر مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى *****+2 شاه آباد.....شم الهدي پثنه.....جامعه لطيفيه بحرالعلوم كنها رضلع بودينه.....مدرسه ظفر منزل پٹنہ جبکہ جامعہ نعمانیہ لاہور کے لیے تقرری ہوئی مگر بریلی شریف سے شملہ کے لیے اجا تك منتقل ہونا پڑا۔ جن مدارس کے قیام میں سعی فرمانی: اعلیٰ حضرت کے ہاں حاضری کے بعد دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے قیام کے لیے مولانا حامد رضاخان ، مولاناحسن رضاخان کے اشتراک سے اعلیٰ حضرت سیے منظوری لی اورخو داور ایک ساتھی سیدعبداللہ عظیم آبادی سمیت پہلے طالبعلم ينے۔ جامع مسجد شملہ میں مدرسہ قائم فرما کر تدریس کی زندگی کے آخری دور میں جامعہ لطیفیہ کہمار میں دوسال تد رکیس کے بعداور کچھ پہلے اپنے گھریٹنہ میں ظفر منزل کو مدرسہ ک صورت دی۔

بعض شريك درس حضرات: مولاتا عبدالرشيد عظيم آباديمولاتا غلام مصطفىمولاتا ابرا بيم روگانوي ·····ميد غلام محمد بمبارى ·····ميد عبد الرحمن بيتحوى ·····مولا تامحمد اساعيل بمبارى ·····اور مولا تا نذيرالحق رمضان يورى وغيرتهم چند شهوراساتذه: مولاتا احسن الهديمولانا قمر الهديمولاتا سيد فريد الحقمولانا سيد عاشق حسين فاضل سمتنيمولاتا عميم الدينمولاتا ظهوري تعيميمولاتا حافظ عبدالرؤف صدرمدرس بريلىمولاتا نظام الدين بلياوىمولاتا محديجي بلياوي

مفتى محمر عبدالقيوم ہزاردى مقالات مغتى اعظر ۲•۸ چند مشہور معاصرین: مولاتا حامد رضاخانمولاتاحسن رضاخانمولاتا مصطفى رضاخان مولاتا محدث بچوچھویمولانا نعیم الدین مراد آبادیمولاتا امجد علی صدرالشریعہمولا ناعبدالسلام جبلپوریمولا تا احدا شرفمولا تا دیدارعلیمولا نا احد مختارمولاتا عبدالعليم ميرضيمولاتا رحيم بخشمولاتالعل خانمولاتا عبدالاحدمولاتا بربان الحقمولاتا عبدالباقيمولا تاشفيع احمهمولاتا حسنين رضاخان ... تصانيف: شرح كتاب الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الاالاه خير السلوك في نسب الملوك ۳۳۳۱ه

13416ه	بدر الاسلام لميقات كل الصلوة والصيام
۵۳۳۱ه	مؤذن الأوقات
@1 7 07	تنوير السراج في ذكر المعراج
@1 ** *9	نافع البشر في فتاوي ظفر
@1 77 2	حيات اعلى حضرت
•۳۳۰	المجمل المعدد لتاليف المجدد
•۳۳۰	اليواقيت والجواهر في علوم التوقيت
۵۱۳۳۳	جواهرالبيان
۵۱۳۳۵	عافيه (صرف)
@1377	چودھویں صدی کے مجدد
۵۳۳۵ه	الجامع الرضوي المعروف بصحيح البهاري



مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 1+9 اجمالی تعارف کے بعد مناسب تھا کہ مؤلف علیہ الرحمۃ کے متعلق سچھ تفصیل تعارف قارئین کی نذر کیا جاتا کیکن پروفیسر آرزوصاحب نے اپنے تعارفی مقالہ میں مصنف علیہ الرحمۃ کے متعلق شخصی اور نجی معلومات، دین وملت کے لیے ان کے پرخلوص جذبات، احقاق حق اورابطال باطل ميں مجاہدانه مصروفیات، علوم دفنون کی کثرت و بہتات، تدريس وتاليف خمي كثير باقيات، زېد وتقوي پردال قابل اعتبار داقعات اوران کو آغوش تربيت ميں رکھنے والی شخصیات کو جان انداز ميں بيان كرديا ہے۔ اگر چدمسنف عليہ الرحمة کی ظاہری اور باطنی عظمت کے اظہار میں پروفیسرصاحب کا اتناذ کرکر دینا کافی تھا۔ "جس ذات گرامی سے انہوں نے سب سے زیادہ علمی فیوض حاصل کیے وہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضاخان بريلوي رحمة التدعليه يتصجن كي صحبت بابركت مي برسهابرس رب-" یا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا خلیفہ تاج لا ہور کے نام ایک مکتوب کو بیان کر دینا ہی مصنف عليدالرحمة كى ثقابت كاجامع بيان تحا-" کرمی مولا تا مولوی محمد ظفر الدین قادری فقیر کے ہاں اعز طلباء میں سے ہیں اور میرے بجان عزیز ، ابتدائی کتاب کے بعد یہیں تخصیل علوم کی اور اب کنی سال سے میرے مدرسہ میں مدرس اوراس کے علاوہ کارا فتاء میں میرے معاون یں۔ **میں اتنا ضرور کہوں کہ تنی خالص مخلص ، سی**تے العقیدہ ہادی مہدی، عام درسات میں عاجز نہیں ہفتی ہیں ،مصنف ہیں ،واعظ ہیں ،مناظرہ کر سکتے ہیں ، علاءِزماند مي علم توقيت سے تنہا آگاہ۔" اور پھراعلی حضرت نے مصنف کے نام اپنے ایک مکتوب میں یوں فرمایا: " آپ کے پاس بعونہ تعالیٰ علم نافع ہے۔ ثبات علی السنہ ہے اب کون زائد ہے م می پر **تعمت بیشتر ہے آپ کودین سے اور دین کو آپ سے ت**ھر۔"

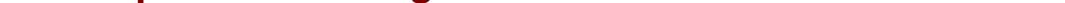
مقالات مغتى اعظم مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى 11+ اوربھی یوں اظہار تعلق فر مایا: حبيبي والذي قرة عيني . اور بھی یوں خطاب فرمایا: "ولدى الاعزه، حامى سنت، ما حىفتن، جان پدربلكهاز جان بهتر ..." كلام الامام كاس امام الكلام في مصنف عليه الرحمة والرضوان تصم تعلق بهمه پہلوبا کمال بکہ انتہائی با کمال اور جانع بے منال ہونے کی شہادت دے دن تو امام اہلستت مجدد ملت ، رہبر شریعت وطریقت مخزن علوم وحکمت ، مظہر عجا ئبات قدرت کی اس جامع توصيف کے بعد کمی دوسرے کی کیا ہمت ہے کہ وہ مولف کی توصيف وتعريف کا دعویٰ كر بال" اما بنعمت ربك فحدث " كَتْحْت الْتَمْت الْمَي كَمَ مُون ير لازم ہے کہ بیشکر البی ہے۔نفس نعمت کا ذکرادراس کی مدح بھی منعم کاشکر ہے۔

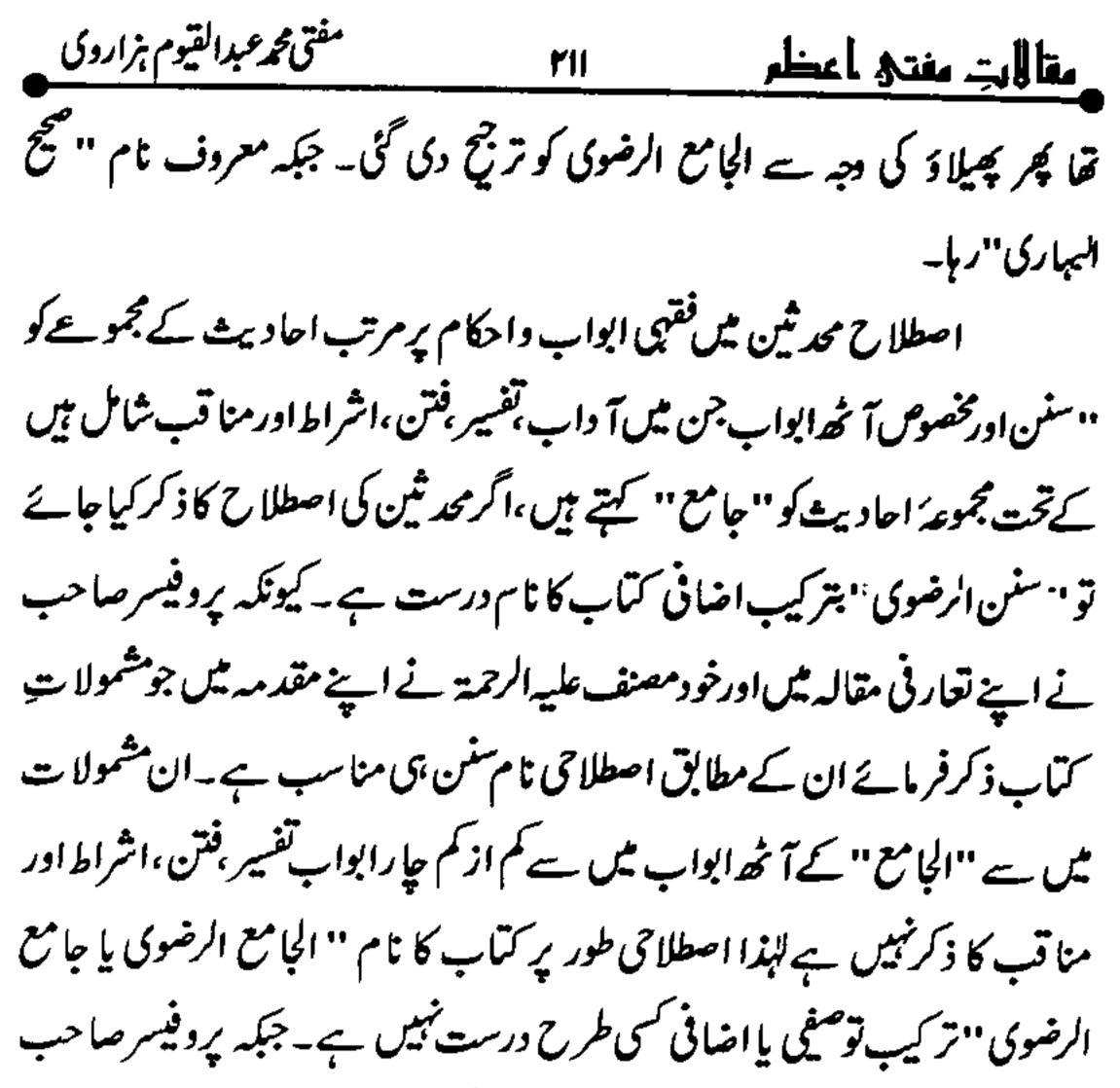
تعارف كتاب:

علامہ پروفیسر آرز وصاحب نے اپنے مقالہ میں تعارف کتاب مخضراً مگر جامع انداز میں بیان فرمایا۔لہذاراقم الحروف پروفیسرصاحب کے بیان کی روشی میں کتاب سے متعلق پھوضاحتی معروضات پیش کرےگا۔ پروفیسر صاحب نے فرمایا :اس کتاب کا نام "الجامع الرضوی المعروف سے البہاری" رکھا۔ اس پر حاشیہ میں بروفیسر صاحب نے فرمایا ۔جلداوّل کتاب العقائد کے

اس نسخ پر جو بخط مصنف ہے ۔ جلی قلم سے نام "سنن الرضوی" لکھا ہے۔ تاموں کی تطبیق بیان کرتے ہوئے پروفیسر صاحب نے ای حاشیہ میں فرمایا جمکن ہے پہلے یہی تام رکھا ہو لیکن جب کام زیادہ پھیلا ہوتو سنن پر جامع کوتر جیح دے کرمولف رحمۃ اللہ علیہ نے "الجامع الرضوی" رکھ دیا ہو۔

پروفیسرصاحب کاس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب کا تام پہلے سنن الرضوی





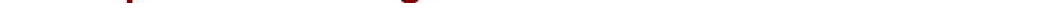
نے اپنے تعارفی مقالہ میں ایک جگہ بتر کیب اضافی جامع الرضوی لکھا اور جہاں کتاب کامستقل تعارف دیا وہاں اور ای کے حاشیہ پر بتر کیب توصفی الجامع الرضوی فر مایا۔ حالانکہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں جلد ثانی کے مطبوعہ حصص کے ٹائل پر بھی جلی قلم میں بتر کیب اضافی '' جامع الرضوی '' لکھا ہے۔ میری نظر میں اس کتاب کانا م '' جامع الرضوی '' دوطرح ے درست قر ار دیا جا سکتا ہے ۔ ایک یوں کہ جامع اصطلاحی مراد لیا جائے اور تو جیہ یہ پیش کی جائے کہ مذکورہ مشمولات کو مصنف علیہ الرحمۃ نے ابتدائی خاکہ کے طور پر ذکر فر مایا جبکہ جامع کے بقیہ ابواب کا اضافہ بھی متصود و مطلوب تھا۔ دوسری تو جیہ جو کہ ظاہر ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کے نام میں '' جامع '' کو اصطلاحی معنی میں استعال نہیں فر مایا جبکہ الرحمۃ نے '' جامع'' کو مضاف قرار دیا۔ یعنی رضوی کا مرتب کردہ مجموعہ احاد یہ۔

مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروي مقالات مفتئ أعظم 111 اعتبار سے ترکیب توضفی بھی درست ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ لامشاخة فی الاصطلاح کیک بتركيب اضافى "جامع الرضوى" بالكل درست ب جيسا كه مصنف رحمة الله عليه في خود مقدمه مين ذكركيااور فرمايا: هـذا مـجلد ثان من المجلدات الست لجامع الرضوى المعروف بصحيح البخاري . اور ملبوعہ کتاب کے ٹائیٹل پر بھی جل عنوان "جائ الرضون" منظور فرمایا۔اس کی تائید مزید ہیہ ہے کہ معروف نام بھی تصحیح البہاری بتر کیب اضافی مقدمہ میں ثبت فرمایا۔لہذا پروفیسر صاحب کے مقالہ میں جہاں بتر کیب توضفی "الجامع الرضوی" لکھا گیا وہ تصرف نائخ معلوم ہوتا ہے۔

معروف نام:

سیح البہاری، مصنف نے مقدمہ میں اور پروفیسر صاحب نے بھی ہر جگہ، بیام بترکیب اضافی ذکر فرمایا ہے۔ لہذا یہ تعین ہے اور قرین قیاس بھی ہے۔ کیونکہ محدثین کی اصطلاح میں "شیحیح" حدیث کے اس مجموعہ کو کہا جاتا ہے جس میں مصنف نے تیج احادیث کوجم کرنے کا التزام کیا ہوجبکہ ہرمصنف کی شرائط صحت مختلف ہیں لہٰذا کسی کتاب کے " سیح "ہونے کا معیار مصنف خود متعین کرتا ہے۔اس لیے کماب کو " سیح " سے معنون کرتا ہرمحدث کی اپنی اصطلاح برموقوف ہے۔ حضرت فاضل بہار محدث رضوی نے "صحیح" کے متعلق اصطلاح کو یوں بیان فرمايا: " ان احاديث الكتاب اما صحاح او حسان لما صرح العلماء ان المحديث المروى من طرق ضعيفة ليصل الى درجة الحسن كما سياتي فسلما وصل الحديث الضعيف بكثرت الطرق الى درجة

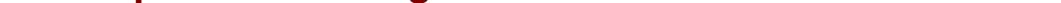
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari



مقال بر https://ataunnabi.blogspot.in مقتى محرعبدالقيوم ہزاروى ataunnabi.blogspot.in المحسن لم يبق ضعيف اصلاو لذا لم ال جهدا في تكثير طرق الاحاديث ماستطعت ليرتقى الضعيف الى درجة الحسن والحسن الى الصحيح . "(مقدمة الكتاب ، الفائدة الاولى) لینی اس کتاب کی احادیث سی یاحسن ہیں کیونکہ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ ضعیف حدیث ، جب متعد د طرق ضعیفہ سے مروی ہوتو وہ درجہ^{حس}ن تک جا^{چہتی}تی ہے۔ جب ضعیف کے طرق متعدد، وجائیں تو پھروہ ضعیف نہیں رہتی۔ اس لیے میں نے یوری کوشش سے ہرحدیث کے کثیر طرق جمع کیے ہیں تا کہ حدیث ضعف سے حسن اور حسن سے درجہ کیج تك ينج جائر المحيح البهاري ميں "ليجيح" منسوب الى المصنف ہے تو بتر كيب اضافى يہ عنوان ،اصطلاحی طور پربھی درست ہے دیسے بھی معردف کتب صحاح کی طرح مصنف علیہ الرحمة كوبحي تغليب كاحق ہےجس يركسي كواعتر اض ہيں ہوسكتا۔ لہٰذا اس کتاب کو جو حقیقتا زمرہ سنن میں ہے کہ جامع الرضوی المعروف صح البهارى يسامعنون كرتابري باورمصنف كاابتداءم مقدمه مس هدا مسجسلد تسان من

السعسجلدات الصحاح الست فرمانا بمصحيح اوردرست بركم كمجلد ات كوالصحاح اور الست، دوصفات سے موصوف فر مایا کیونکہ پنج البہاری کی چیم مجلدات ہیں تو طاہر ہے مجلدات بھی صحاح ہیں۔ پروفیسرعلامه آرز وصاحب نے فرمایا: " ملك العلماء في اس كتاب كي جمع وتبويب مي عمر كاخاصه حصه صرف فرمايا -اس کی وجہ بیر ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فقہ خفی کی تائیہ میں بیہ کتاب مرتب فرما رہے تھے، چونکہ فقہ جزئیات کے احکام سے بحث کرتی ہے خصوصاً فقہ فی جس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جزئیات کے دائرہ کودسیع سے وسیع تربناتی ہے تو اس کی موافقت میں احادیث کی تخریج کا دائرہ بھی وسیع کرتا ضروری تھا۔ جس کے لیے مصنف علیہ الرحمة کو مکن الحصول

مقالات مغتري القوم بزاروي المنتري القوم بزاروي کتب احادیث کی تلاش جھول اور پھران کی ورق گردانی کرنا پڑی۔ پھروہ دور بھی ایسا کہ ماسوائے چند کتب حدیث مطبوعہ نہ تھیں تو قلمی نسخوں کے لیے سفر بھی ضرور کرنا ہوا اس سلسله مين مصنف عليه الرحمة كامحنت اوركاوش كااندازه فتحج البهاري كود بكيركرا جاسكما ب کتاب میں ایک ایک مسئلہ پرجمع کردہ ذخیرہ احادیث کود کچرکرانسان دنگ رہ جاتا ہے کہ اتنا براذخيره مصنف كوكهال سے اور كيے ميسر ہوا۔ مثلاً ایک مسواک کے مسئلہ میں ۱۲ فصلیں اور ہر فصل میں کثیر احادیث جو ۲۵ سطری صفحات میں پھیلی ہیں جن کی تعدادایک سو کے قریب ہے تواندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مصنف عليه الرحمة في اس كمّاب كى جمع وتبويب ميس عمر كاكتنا حصه صرف كيا ہوگا۔ حالانكه انہوں نے تمام عمر تدریس ہیلنے اور افتاء میں بسر فرمائی اور مزید ریہ کہ جیج البہاری کے علاوہ مختلف فنون میں ستر (۷۰) کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں۔اس سے ان کے قلم اور عمل کی سرعت کابھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ پروفیسرصاحب نے مقالہ میں فرمایا: "اي چوجلدوں ميں كمل كرنے كامنصوبہ بنايا۔" اس منصوبہ کی تفصیل کو مصنف علیہ الرحمۃ نے خوداینے مقدمہ میں ذکر فرمایا ہے جس کی کلجیص پروفیسر صاحب نے فرمائی ہے ۔لہٰ داس خاکہ کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے مصنف علیہ الرحمۃ کے مقدمہ کودیکھا جائے جس میں عقائد سمیت طہارت سے لے کر فرانض تک فقہ کے تمام ابواب کو چھ جلدوں میں تقسیم کرتے ہوئے ہرجلد کے متمولات کو بیان کیا گیا ہے۔ اگراس سن صحیح ایباری کی تالیف عمل ہوجاتی اور مطبوعہ جلد ثانی کے انداز پر ہر باب کی فقہی جزئیات کی مؤید احادیث کا ذخیرہ کیجاجمع ہوجا تا تو نہ صرف فقہ خلی کی احادیث کے ساتھ مل مطابقت عیاں ہوجاتی بلکہ حدیث کے میدان میں بھی احناف کا دیگر محد ثین

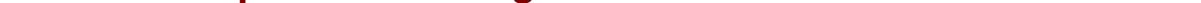




جلد کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسری جلد کا کم از کم مسودہ ضرور موجود تھا۔ جبکہ یہاں حاشیہ میں صرف پہلی جلد کے متو دے کا ذکر کیا کہ "میرے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے۔"لیکن تیسری جلد کے متو دے کا ذکر نہ فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بقیہ جلدوں کی طرح تیسری جلد کا مسودہ بھی موجود نہ ہے اگر ہوتا تو ضرور ذکر فرماتے ۔حالانکہ مصنف رحمة الثدعليہ نے مقدمہ میں جس طرح چوجلدوں اوران کے شمولات کو تفصیل سے بیان فرمایا۔اس سے تمام جلدوں کے مسودات کے وجود کا اندازہ ہوتا ہے کیکن مقدمه کى عبارت ميں بير مى ب هذا مجلدتان من المجلدات الصحاح الست لجامع الرضوى المعروف به صحيح البهاري الذي اردت جمعه و ترتيبه الخ.

مقالات https://ataunnabi.blogspot.in مقالات ملت معنى مربرالقيوم ہزاروى جس سے ایک احمال بیا بھرتا ہے کہ ہذا کا مشارالیہ ذھنی ترتیب ہے اور کسی جلد کا مسودہ تیار ہیں جیسا کہاردت کالفظ دال ہے بعد میں جلد ثانی مرتب کر کے شائع کی گئی جبکہ مقد مه مرتب ہو چکا تھا۔ دوسرا احمال ہیہ ہے کہ ہذا کا مشار الیہ جلد ثانی کا مسودہ ہے اور "اردت" کا تعلق بقیہ مجلدات سے ہے لیعن جلد ثانی کے لیے بیہ مقدمہ الحاقی ہو بقیہ جلدوں کے لیے غیرالحاق ہوجبکہ دوسرااحمال ظاہر ہے پروفیسرصاحب کی مسودات سے خاموش بھی اس کی تائیر کردہی ہے۔اس صورت میں مصنف علیہ الرئمۃ کے چھ جلدوں اور ان کے مشمولات کے تفصیلی بیان کو ذھنی خاکہ پر محول کیا جائے گا۔تاہم پروفیسر صاحب مدخلہ کا تيسری جلدکواشاعتی منصوبہ میں ذکر کرنا قابل فہم ہے۔ پروفیسرصاحب مدخلہ نے پہلی جلد كتاب العقائد تح متعلق جوذ كرفر مايا كهوه اختلافي مسائل يرمشمل ہے، درست ہے اور اس سے پہلے دوسری جلد کی اشاعت کی بیان کردہ وجہ بھی درست ہے لیکن پہلی جلد کوسرے سے اشاعتى منصوبہ میں ذکرنہ کرنے کی وجہ معلوم نہ ہوئکی۔ کم از کم دوسری جلد کے ساتھ تیسری

جلد کی طرح پہلی جلد کو بھی اشاعتی منصوبہ میں ذکر تو کیا ہونا جبکہ اس کا مسودہ تیار تھا۔ جیسا کہ پروفیسر صاحب نے حاشیہ میں ذکر فر مایا کہ "جلداول کا مسودہ بخط مولف رحمہ اللدراقم کے ذاتی کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ "صفحات ۲۱ سطور فی صفحہ ۲۱ میں ۲۰۰۰ ابواب ہیں اور احادیث کی تعداد کا تخمینہ تین ہزار کے قریب ہے اس کی ابتداء ۲۷ جمادی الا ولی ۱۳۲۱ حکو ہوئی تو تیسری جلد جس کا مسودہ معلوم نہیں کو اشاعتی منصوبہ میں ذکر کرنا اور جلد اوّل جس کا مسودہ بالکل تیار اور خفوظ ہے کو ذکر نہ کرنا قابل غور ہے۔ مسودہ بالکل تیار اور خفوظ ہے کو ذکر نہ کرنا قابل غور ہے۔ کہ مقابلہ میں پہلی جلد کی اشاعت عام مسلمانوں کے لیے زیادہ اہم تھی کیو کہ معاملہ ہر مسلمان کے لیے مقدم اور ضروری ہے۔ خصوصاً دیو بند میں ، وہ ہیت کے فتنہ کے دور میں ہر مسلمان کے لیے مقدم اور ان کے شیون تر میں اللہ تعالیٰ معروف چہاد متھے۔ لہٰ داخل کی ا

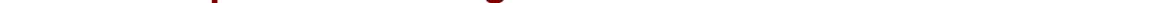




صفحہ ۲۷ تا ۲۷ تلکھا ہے۔ اس صفحہ کے آخر میں ختم شد ، خاتمہ کے الفاظ بھی تحریر شدہ میں جب ابواب کی فہرست اور کتاب کود یکھاصفحہ تا ۲۰ اسجان السبوح میں ذکر کردہ احادیث کو ابواب کے تحت ذکر کیا گیا ہے جس کا مطلب جیسا کہ عنوان سے عیاں ہے کہ اعلیٰ حضر ت کی کتب ور سائل میں ذکر کردہ احادیث متعلقہ عقا کہ کوجلد اوّل میں قائم کردہ منا سب ابواب کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔ حالا نکہ اس فہرست میں اعلیٰ حضر ت کی جن کتب کو درج کیا گیا ان کی کل تعداد ۲۲ ہے جبکہ ابھی سینکڑوں ایک کتب باقی میں جن میں اعلیٰ حضر ت نے احادیث متعلقہ عقائد ذکر فر مائی ہیں دیگر مسائل وکتب کا ذکر چھوڑ سیے اس فہر ست میں فتاویٰ رضو یہ کی جلد اوّل و دوم کے سوابقیہ جلدوں کا ذکر نہیں ۔ حالا نکہ فتاؤ کی کی چھٹی جلد عقائد کہ دو کل میں متعلقہ حکق ہو دوم کے سوابقیہ جلدوں کا ذکر نہیں ۔ حالا نکہ فتاؤ کی کی چھٹی جلد عقائد کہ دو کل میں جلات ہے

مقالات مفتری اعظم ١٩ ٢ مقتی معنوم براردی مقالات مفتی محمود القوم بزاردی جس کاذکر یہاں ضرور ہونا چا ہے تھا تو معلوم ہوا کہ ابھی مصنف علیہ الرحمة کی نظر میں اس جلد کا کام باقی تھا۔ باقی رہا یہ سوال اس خدکورہ صفحہ کے آخر میں ختم شدہ، خاتمہ کے الفاظ ہیں تو اس کی دجہ یہ ہو کتی ہے کہ جلد ثانی کی طرح جلدا قدل کے بھی کئی تصف پیش نظر ہوں تو جلد اول کے حصہ ادل کا خاتمہ ختم شد، ہواور مسودہ کے ناکمل ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ متعدد صفحات میں متعدد جگہ حدیث ناکمل درج ہے، متن کمل نہیں یا ابتداء میں راوی صحابی کی متعدد صفحات میں متعدد جگہ حدیث ناکمل درج ہے، متن کمل نہیں یا ابتداء میں راوی صحابی کا متعدد صفحات میں متعدد جگہ حدیث ناکمل درج ہے، متن کمل نہیں یا ابتداء میں راوی صحابی کا متعدد صفحات میں متعدد جگہ حدیث ناکمل درج ہے، متن کمل نہیں یا ابتداء میں راوی صحابی کا مطلب داضح ہے کہ ابھی مصنف علیہ الرحمة کا ان بیاضات کو پر کر نابا تی تھا اور تیسری دلیل یہ ہے کہ ایواب کی فہرست کو کتب در سائل کی مرتبہ فہرست کے مطابق مرتب کیا گیا ہے ہے، کتاب میں عقائد سے متعلق جو حدیث کا کا ما بھی باقی تھا ور نہ ایا ہے تکام کر دیا گیا ہے کہ ابواب کی تر تیب میں مناسب کا کام ابھی باقی تھا در دانواب کی موجودہ فہرست میں انتثار

ائمہ جہتدین کا وجود اسلام اور ملت اسلامیہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمت اور رحمت عظمیٰ ہے جنہوں نے مختلف جہات میں اسلام کی تد وین کے لیے کام کیا۔ امام ابو صنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنه عظیم محدث اور آئمہ محد ثین کے استاذ ہونے کے باوجود انہوں نے اجتہا دوا سنباط کی راہ کوتر جے دی جبکہ امام مالک، شافعی اور امام احمد اگر چہ مجتمد مطلق اور فقیہ ہیں۔ اس کے باوجود روایت صدیث کا پہلوان پر غالب رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو اسلاف اور محد ثین میں شار کیا اور اپنی فقہ کو فقہ الحدیث تک محد ود رکھا اس بناء پر ان آئمہ کے مقلدین اور تلا نہ فا آئمہ صدیث قرار پائے کہ انہوں نے اپنے مسلک کی موید احد اور میں بنیں، معاجم اور مسانید کی صورت میں پیش کیا۔ خصوصاً شوافع حضر ات نے اس میدان میں سبقت دکھائی ہے اور اپنی اس خدمت

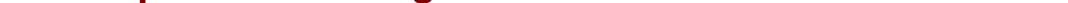


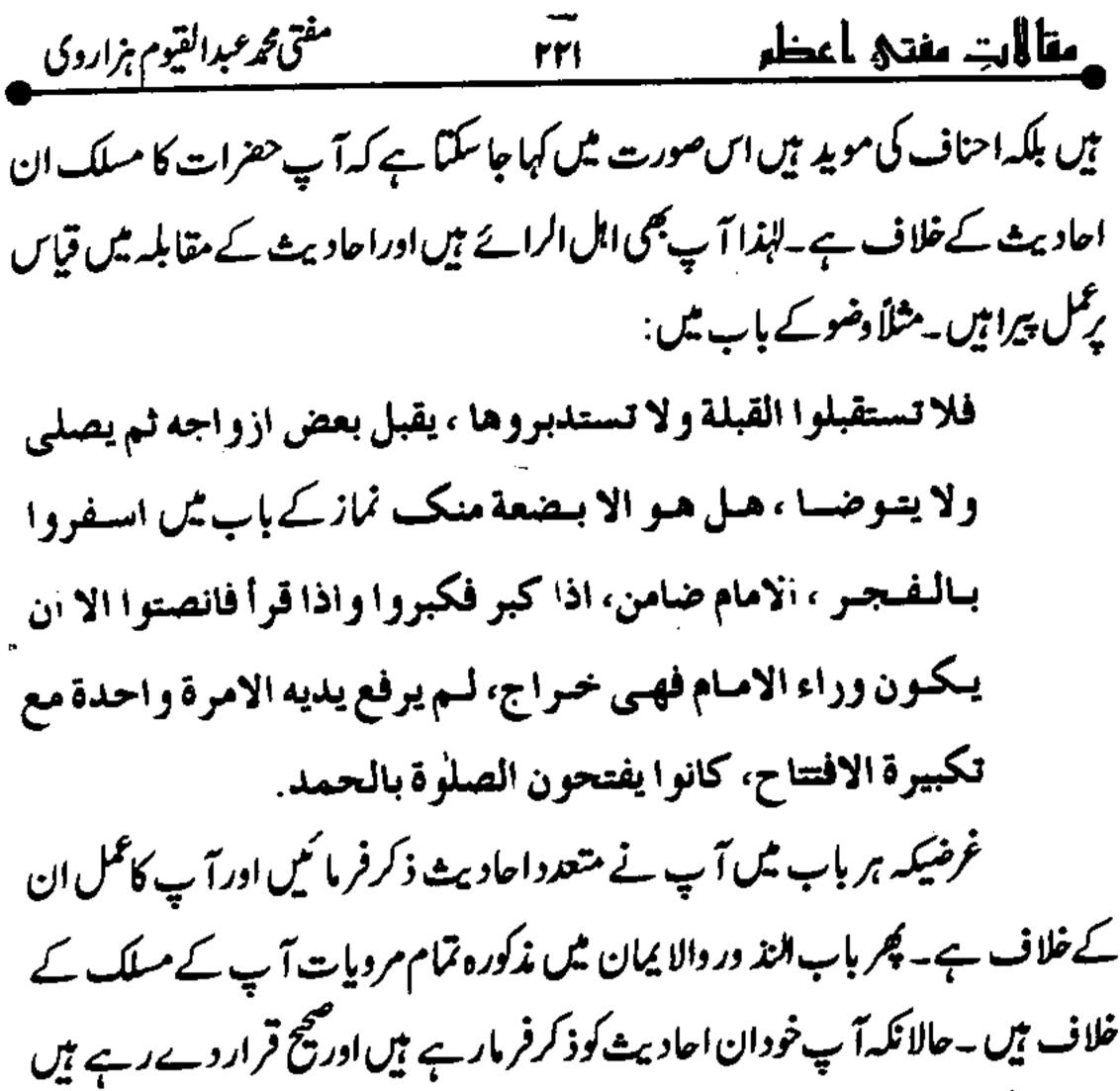


ہے کہ حنفی مسلک احادیث سے موید نہیں بلکہ امام ابوطنیفہ کی فقہ اپنی رائے پر جن ہے جو احادیث کے مخالف ہے۔ اس تاثر سے انہوں نے احتاف کو صائب الرائے اور بھی اہل الرائے اور بھی بعض الناس وغیرہ نامنا سب الفاظ کے ساتھ تعبیر کیا اور یہاں تک کہ فقہاء میں امام ابوطنیفہ کا نام تک ذکر نہ فر مایا اور اگر شاذ ونا ور ذکر کیا بھی تو رد اور طعن کرنے کے لیے ورنہ عام طور پر اہل کوفہ ، سفیان ثوری ، عبداللہ بن مبارک کو ذکر کر کے خفی مسلک کی طرف اشارہ کرتے ہیں جبکہ اکثر طور پر ان حضرات کی طرف منسوب قول حفی مسلک کی ہوتا، میری نظر میں شافعی محدثین خصوصاً صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے امام تر نہ کی عدد کہ حدیث اور فقہ الحد یث اور اختلاف مسا لک کے جامع اور ماہر ہیں اور انہوں نے کی حد تک ان فتون میں معتدل اور محقق ہونے کا مظاہرہ بھی کیا ۔ انہوں نے ہر باب میں اختلاف

مغالات مفتر العظم ٢٠٠ ٢٠ منت معتر العدين المتعن المنتى معتر القوم بزاروى معالات مفتر العلال كساته بيان كرف كالتزام فرمايا جاور فقد مين غير معروف حضرات كنام تك كويبال ذكر فرمايا - امام ابوحنيف رضى اللد تعالى عنه كذكر كوانهول في غير معردف توكيا، شاذ كم تبه مين محى يسند نه فرمايا اور صرف دو مقام پر دوران بحث امام اعظم رحمة الله عليه كانام ذكركيا، موتفين كتب حديث كاس انداز كوقابل افسوس توكها جا مسكتا ج ليكن ال پر اعتراض نبيل كيا جاسكتا كيونكه كمى بحى كتاب كمولف كوصوابديدى اقتيار موتا جاى افتيارى بنياد پر كتاب المي معنف كوت ركوان المارات كا اتم حديث كان من براعتراض نبيل كيا جاسكتا كيونكه كمى بحى كتاب كمولف كوصوابديدى اتم حديث كان من براعتراض نبيل كيا جاسكتا كيونكه كمى بحى كتاب مولف كوصوابديدى اتم حديث كان من براعتراض نبيل كيا جاسكتا كيونكه مى بحى كتاب كمولف كوصوابديدى مسكتا ميكن ال براعتراض نبيل كيا جاسكتا كيونكه كمى بحى كتاب كمولف كوصوابديدى اتم حديث كان من درجة في بنياد بركتاب المي مصنف كعت ركوان الرائي با المحاب اتم حديث كان محديث كان مويدروايات كرمقابله مي احتاف كوابل الرائي يا المحاب الرائي يا ابل قياس كهه كريد تاثر دينا كه احتاف كورابل الرائي يا المحاب متالف بويية بردرجة ذيل وجوه كى بنا برغلط ج-ار محدثين فرايل كتب ميل تمام احاد يث كوجمع كرف كا التزام نبيل فرمايا بكله انهول ف خود اعتراف فرمايا كه مار حاد ياس معوظ ذ فيره مي ست بحقيل حسدان كتب

میں مرتب کیا گیا ہے چنانچہ ام بخاری نے چھلا کھ **م**یں سے صرف چار ہزار کے قریب ، امام مسلم نے تین لاکھ میں سے آٹھ ہزار، امام احمد نے سات لاکھ یا دس لاکھ میں سے صرف تمیں ہزار،امام شاقع نے لاکھوں میں سے چند ہزار،امام ترمذی نے لاکھوں میں سے کل تقريباً جار ہزار، امام ابوداؤد نے لاکھوں میں سے صرف پانچ ہزار، امام نسائی نے لاکھوں میں سے صرف چھ ہزارسن نسائی میں ذکر کیں جبکہ ابن ماجہ میں صرف چار ہزار کے قریب ذکر کی گئیں نؤباقی ماندہ لاکھوں احادیث کوذکر نہ کرنے کا مقصد یہی ہوسکتا ہے کہ وہ ان اتمہ ے مسلک کے موید ہیں بی تو ان کو جوابا کہا جا سکتا ہے کہ بقول آپ کے لازم آئے گا کہ آپ حضرات کا مسلک ان لاکھوں احادیث کے خالف ہو۔ ۲_ عبدالرزاق،مند دارمی وغیر ہامیں سینکڑ دں احادیث ہیں جوان کے مسلک فقہی کے خلاف

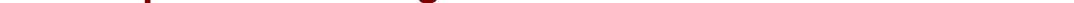


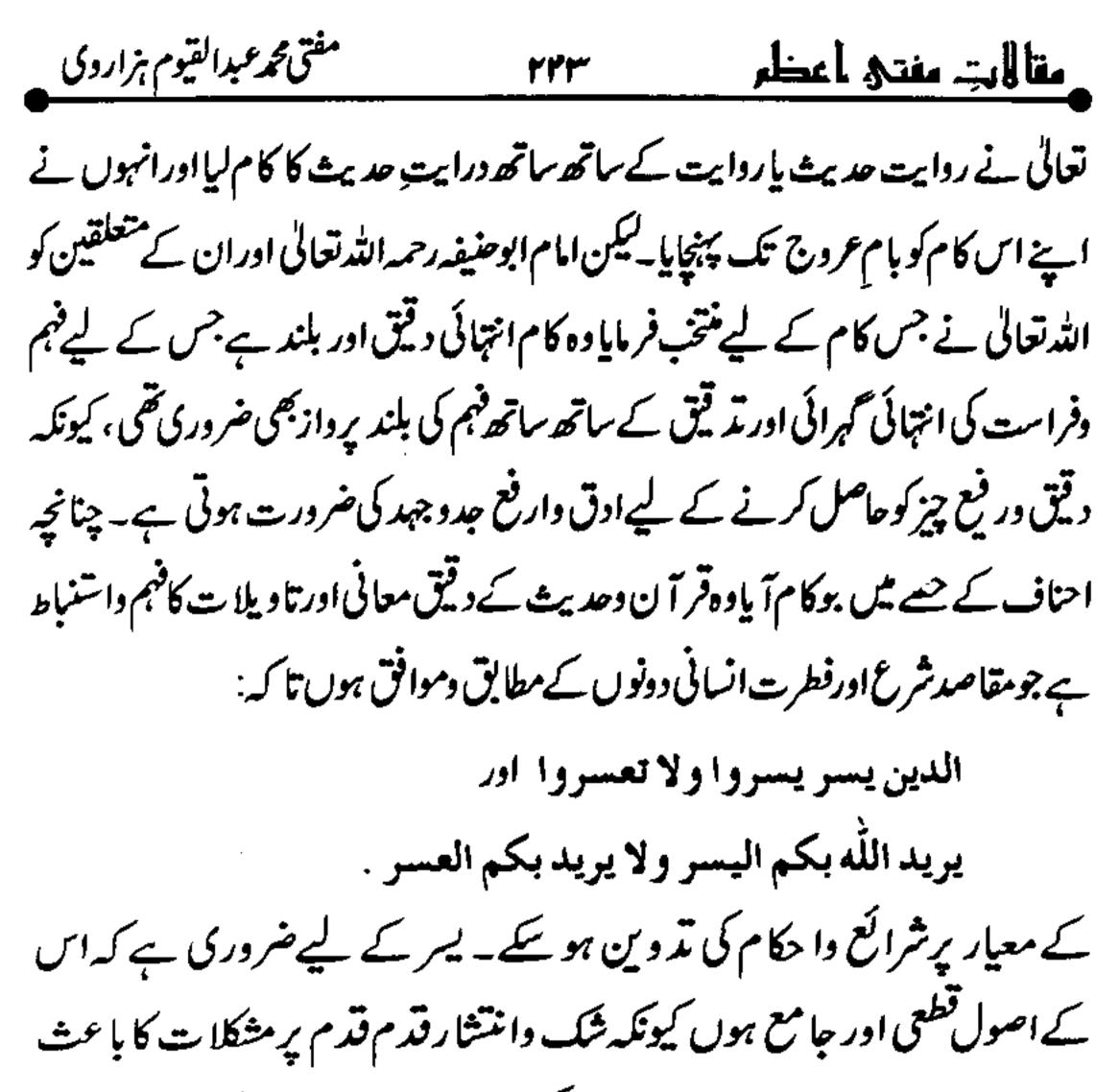


لہٰذا آپ بھی اہل الرائے ہوئے۔ ۳۔ اگراہل الرائے ہونے کا یہی معیار ہے کہ وہ مسلک آپ کی مرویات کے موافق نه ہوتو پھر بیچکم امام مالک، امام احمد، امام شافعی، امام جعفر، امام عبداللہ بن مبارک، امام مفیان نوری ، امام شعبہ ، امام اسحاق سب پر ہوتا چاہیے کیونکہ عام طور پر ان حضرات کا مسلک آپ کی مرومات کے موافق نہیں ہے اس کے باوجود صرف امام ابو حذیفہ کے لیے ریہ تم يون خص ٢ ہ۔ آپ کے معیار کے مطابق فقہ شافعی کے بانی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سب سے یو الل الرائے اور تارک الحدیث ، مخالف الحدیث قراریا تم سے کیونکہ ہرمسئلہ میں ان کے دومختلف قول ہیں۔ بغداد میں فقہی مسلک تھا پر مصرمیں تشریف لے جانے کے بعد ہر مئلہ میں فقہی مسلک مختلف ہو کمیا۔ ظاہر ہے کہ سلمہ محدث ہونے کی حیثیت سے ان کا پہلا

مفتى محمد عبدالقيوم بزاروي متالات مفتى اعظم *** اور دوسرا دونوں مسلک احادیث سے مستنبط ہیں۔ جب پہلامسلک متروک قرار پایا تولازم آیا کہ موجودہ شافعی مسلک ان ذخیرہ احادیث کے مخالف ہے جو پہلے مسلک کا منی تھا تواتنے بڑے ذخیرۂ احادیث کے مخالف مسلک والے حضرات کا خود کوموافق حدیث اور امام ابوحنیفہ کومخالف حدیث یا تارک حدیث قرار دینا باعث افسوس ہے۔ لہٰذا لاکھوں احادیث میں سے اپنے مسلک کی تائیر کے خیال سے چند ہزار احادیث کومرتب کرکے بید ڈیوکی کرما کہ نلان امام کا مسلک مطلقاً احادیث کے خلاف ہے بیر بہت بڑی زیادتی اورانصاف کے خلاف ہے۔اس کے باوجودردمل کے طور پرائمہ احناف کا شوافع حضرات کے مقابلہ میں اپنے مسلک کے موافق اور موید احادیث کو کتابی صورت میں مرتب نہ کر ناتعجب خیز ہے۔ پھراس سے بڑھ کر تنجب کی بات توبیہ ہے کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شوافع

حفرات پر حقیقت واضح کرنے کے لیے معرکة الآ راء کتاب شرح معانی الآ ٹار مرتب فرمانی لیکن پھر بھی احناف نے صرف معروف صحاح ستہ پر ہی اپنی توجہ مرکوز رکھی اوراپ درس و تدریس میں شرح معانی الآ ٹارکودہ مقام نہ دیا جس کی دہ حقد ارتھی۔ احناف کے اس استغناء سے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے شافعی محدثین نے حفق مسلک کی مؤید احادیث کیجا جن کر کے خدمات کو اپنے لیے غنیمت سیجھتے کہ انہوں نے حفق مسلک کی مؤید احادیث کیجا جن کر کے نہ صرف کتابی صورت میں پیش کیس بلکہ شافعی حضرات پر حقیقت کو داخت کر کے انہوں نے امام ایو صنیفہ رض کا عنہ پر طعن کا موثر اور مسکت جو اب دیا۔ احتاف کے اس طر زیمل نے سوچنے پر مجبود کیا تو غور دفکر کے ای موثر اور مسکت جو اب دیا۔ احتاف کے اس طر زیمل نے سوچنے پر مجبود کیا تو غور دفکر کے ای موثر اور مسکت جو اب دیا۔ احتاف کے اس طر زیمل نے سوچنے پر معاد کا م کے لیے موثر اور مسکت جو اب دیا۔ احتاف کے اس طر زیمل نے سوچنے پر محبود کیا تو غور دفکر کے موثر اور مسکت جو اب دیا۔ احتاف کے اس طر زیمل نے سوچنے پر محبود کیا تو خور دفکر کے ای در این اس کو اس کام کی لگن دی ہے۔ لاکھ عوارضات ہوں دہ سب کونظر اندا

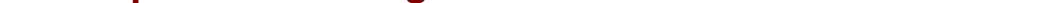




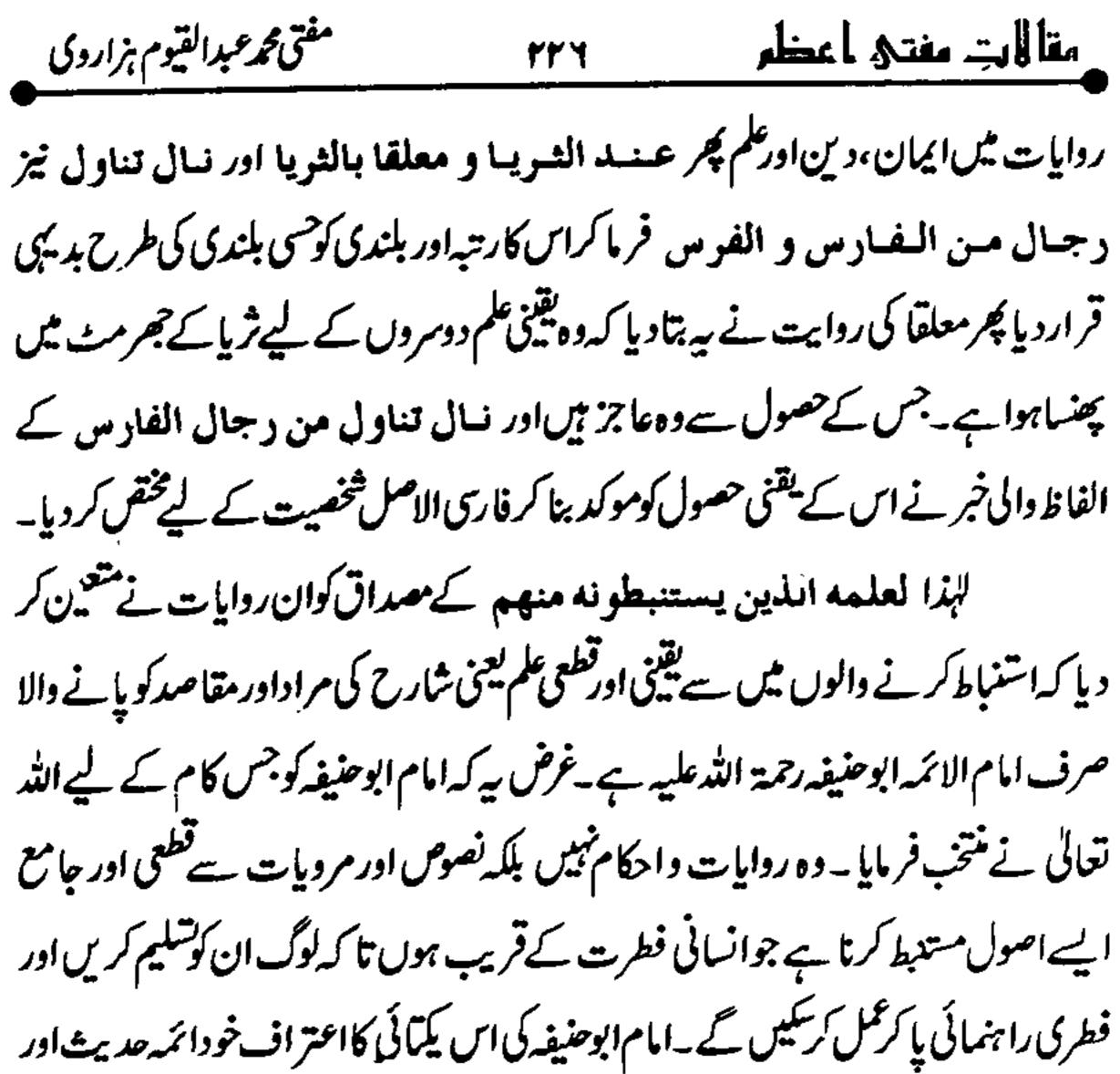
ہوتے ہیں جواجتماعیت میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ احناف کے وضع کردہ اصول جہاں مقاصد شرع کے مطابق ہیں وہاں دہ فطرت انسانی کے بھی قریب ہیں اور جیسے دہ قطعی ہیں ایسے ہی دہ جامع بھی ہیں ، ای دجہ سے دنیا مجر کے مسلمانوں کی دو تہائی اکثریت حنفی مسلک پڑ عمل پیرا ہیں بلکہ مالکی ، شافعی ، حنبلی بھی بعض مسائل میں حنفی مسلک پڑ عمل کے لیے مجبور ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث نے تفقد اور اجتہا دکا جواعلیٰ معیار بیان فر مایا۔ اما ما بو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہا دو تفقہ ہی اس معیار کا ہے اب قرآن دحدیث کی روشنی میں معلوم کرنا چا ہے کہ اجتہا داور تفقہ فی الدین کے مراتب کیا ہیں اور انمہ میں اس سے بی معلوم ہوجائے گا کہ اما م ابو حنیفہ اور ان کے میں ہوں کی روایت کی طرف کیونکر متوجہ ہوئے ۔ تر خدی ، ابودا وَد ، احمد وغیر ہم کی روایت

مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظر 226 كرده حديث ميں رسول الله عليظة كاارشاد ب رب حامل فقه ليس بفقيه ورب حامل فقه الي من هو افقه منه. ليحنى حامل جديث اورراوى حديث وفقيه نه ہو گاليكن جس كو وہ سنا رہا ہے وہ زياده فقيها درافقه بوگا، يهاں افقه کوحامل اوررا دی نہيں فرمايا بلکه اس تک پنج کرروايت کا سلسلة تم كرديا كيا_ تر مذى اور بن ماجدكى ايك روايت كالفاظ يول بن: اقرب مبلغ اوعي له من سامع (اوعي اي افهم واتقن) لین سنے سنانے اور روایت والے جس کو پہنچار ہے ہیں وہ اقہم واتقن ہوگا، یہاں بھی جس کوادعی فرمایا وہ ملغ ہے لیعنی اس کورادی سے بالا ذکر فرمایا۔ابولیم کی روایت ہے: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال رسول الله عَلَيْ من يرد

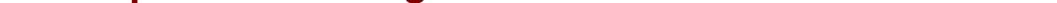
الله به خيرا يفقهه فى الدين يلهمه رشده. يعنى بهترين فقيدوه ب جس پراللدتعالى اپنارشدالهام فرمات - جس كا مطلب يه ب كد نصوص كے الفاظ و معانى كے علاوه الها مى رشد كا بحى حال مواور صرف روايت كى بجائز الها مى ملكه سے بحى كام لے امام حسن بعرى نے فقيد كى تعريف ش فر مايا - البصير باعد دينه يعنى نصوص كے الفاظ و معانى اى يا طنى ادراك اور ينظر بنور الله كا مقام بحى عطاكر ے جبكه يه باطنى ادراك منصب روايت سے وراء ہے۔ ان روايات سے ثابت ہواكہ اعلى وافضل فقيد كا منع بنور الله كا مقام بحى كاباطنى ادراك وبعيرت ب جس كو يرو كار لاكراوى ، افقه اورافيم كے منصب پرفائز ہونا تاريك المان الذي يا تر مقالوة ميں امام محى النہ حامات بين بلكه روايات ب مناظى تارى ني شرح مقلوة ميں امام محى النہ حامات بين بلكه روايات ب تقل فرمايا: " لكل آية منها ظهر و بطن " اور بطن كي تغير مي فرمايا" البطن تاويله و قد يفتح الله على المتد ہو والمتفكر من التاويل و المعانى ما لا



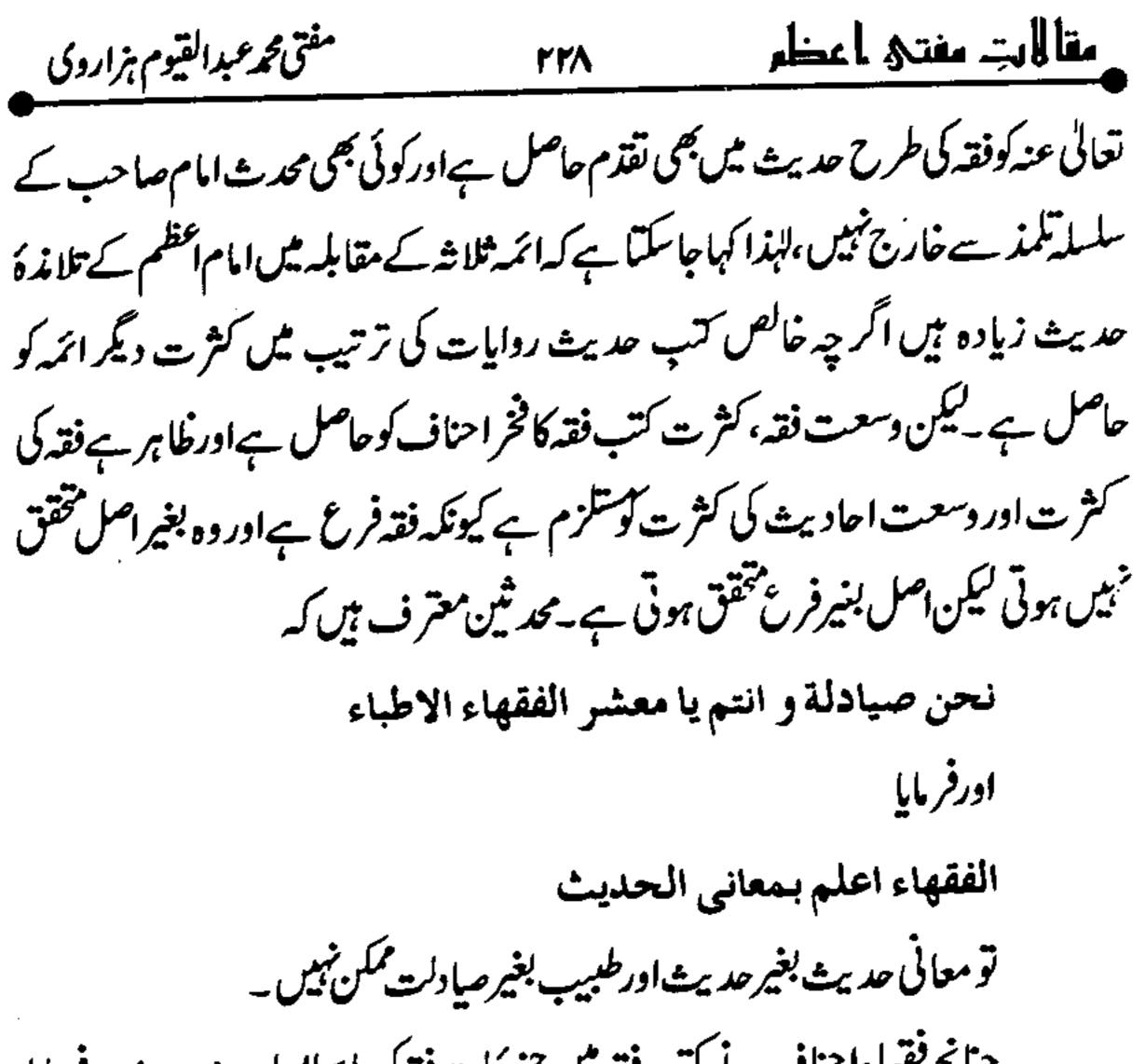
مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 110 يفتحه على غيره و فوق كل ذى علم عليم " لينى تصوص ميں تربراور تفكر ـ ٥ معانی اور تادیل حاصل ہوتے ہیں، جو تحض روایت سے حاصل نہیں ہوتے امام کمی السنہ کے ارشاد ہے بھی داضح ہوا ہے کہ نصوص میں تد ہر اور تفکر فقیہ کا اعلیٰ منصب ہے جو کہ روایت کا منتہی ومقصود ہے۔ابودا وَدوابن ماجہ کی روایت ہے: العلم ثلاثة : آية محكمة او سنة او قائمة او فريضة عادلة، فريضة عادله من مذاعلى قارى في تين قول لقل فرمائر من خيل السمواد بها المحكم المستنبط من الكتاب والسنة بالقياس، قيل فريضة معدلة بالكتاب والسنة اي زكاة لهما قيل ما اتفق عليه المسلمون. غرضيكه فريضه عادله، ي مرادا شنباط واجتهاد سے حاصل شده علم ہے، تيوں اقوال کے معیار پروہی مستنبط شدہ تھم ہوگا جو کہاب اللہ اور سنت رسول دونوں سے مطابقت مؤيد ہواورا بیا ہو کہ اس پر سب مسلمان متفق ہو پائیں کیعنی وہ مستنبط رکھتا ہو، دنوں شدہ تھم فطری ہواور تطعی وجامع ہوتا کہ اس پڑ مل سب کے لیے آ سان ہو سکے۔اس معیار کو قرآن نے یوں بیان فرمایا: لعلمه الذين يستنبطونه منهم يها عسلم، يستنبطون اور منهم تابل غور بي، قرآن وحديث ك اصطلاح میں علم کااستعال قطعی اور نیٹنی معنی میں ہوتا ہے پھرعلم کا تعلق یستہ نب طون کے ذر بعداس قید منهم کی طرف راجع ہے ^{نیع}نی استنباط کرنے والوں میں سے بعض یقینی ادراک کر لیتے ہیں،سب کو بیہ مقام حاصل نہیں،اس شان کے استنباط دالے مجتمدین میں کون ہے تومنفق عليه روايت لوكان الايمان عند الثريا لنا له رجال من هؤلاء اورتر زى كى روايت لوكان الدين عند الشريا لتناوله رجال من الفرس جكر طيرابوليم كم روايت من يول ب: لو كان العلم معلقا بالثريا لتناوله قوم من ابناء فارس ان

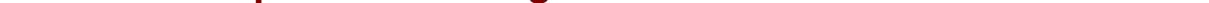


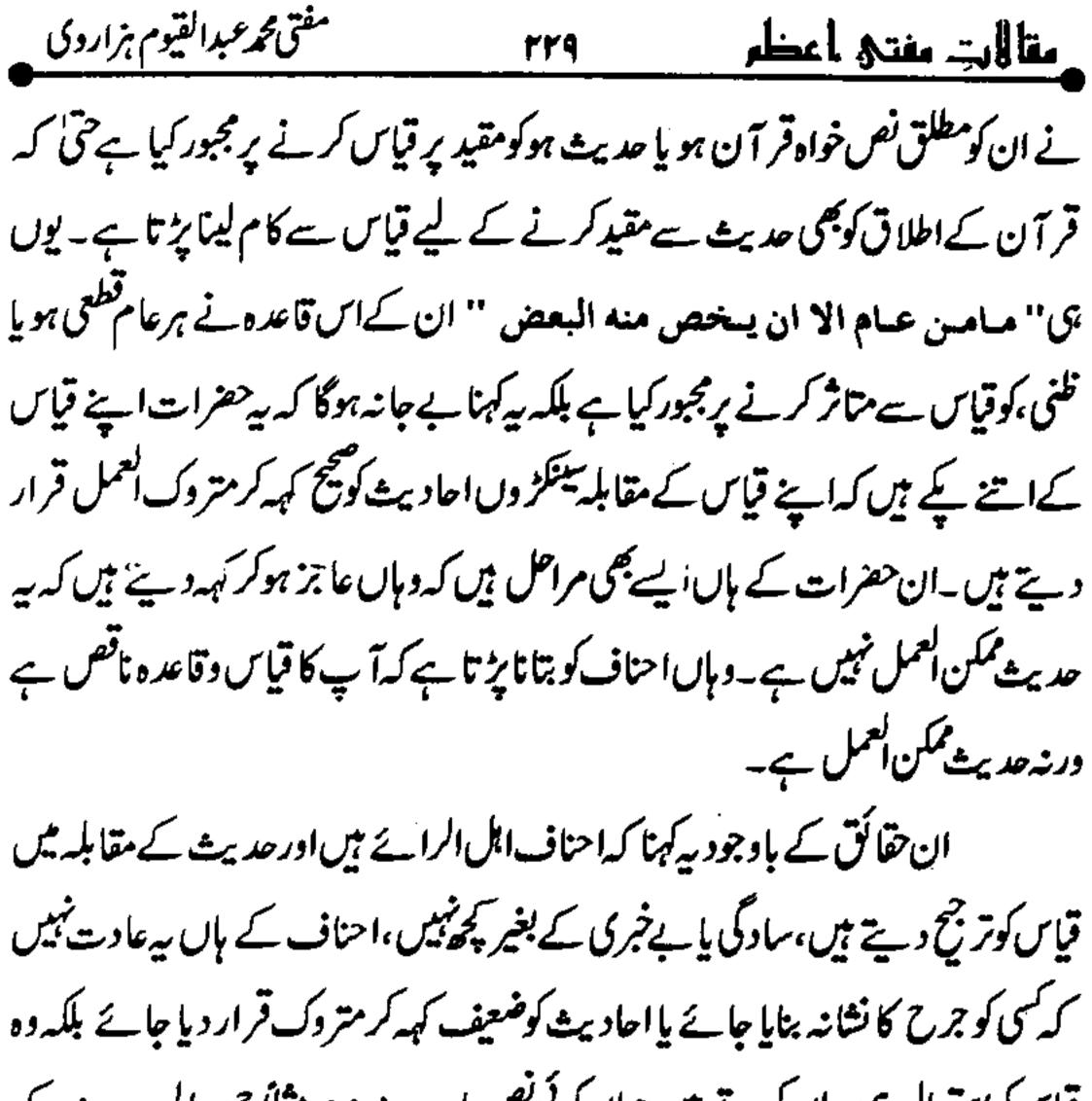
فقبهاء في مايا: اعلی حضرت علیہ الرحمة والرضوان نے فآلو ی رضوبی شریف میں تقل فرمایا کہ ائمہ شافعیہ فرماتے ہیں کہ مذہب "امام اعظم رضی اللہ عنہ " کے مدارک ایسے دقیق ہیں جن کو ا کابرادلیاء بی پہچانتے ہیں۔ادلیاءفر ماتے ہیں کہ امام اعظم وابو یوسف سرداران اہل کشف ومشاہدہ ہیں۔ استاذ المحدينين امام أعمش ،شاكر دحضرت انس رضي الله عنه واستاذ امام أعظم نے امام سے کہا کہ اے گروہ فقہاءتم طبیب ہواور ہم محدثین عطاراورا ابو صنیفہ تم نے دونوں كنار ب لي - امام اجل سفيان تورى في فرمايا : ابو صنيفه كاخلاف كرف والا اس كامحتاج ہے کہان سے مرتبہ میں بڑاعلم میں زیادہ ہواورا بیا ہوتا دور ہے۔امام شاقعی نے فرمایا۔تمام جہاں میں کسی کی عقل ابوصنیفہ کی مثل نہیں ۔امام علی بن عاصم نے کہا اگر ابوصنیفہ کی عقل تمام



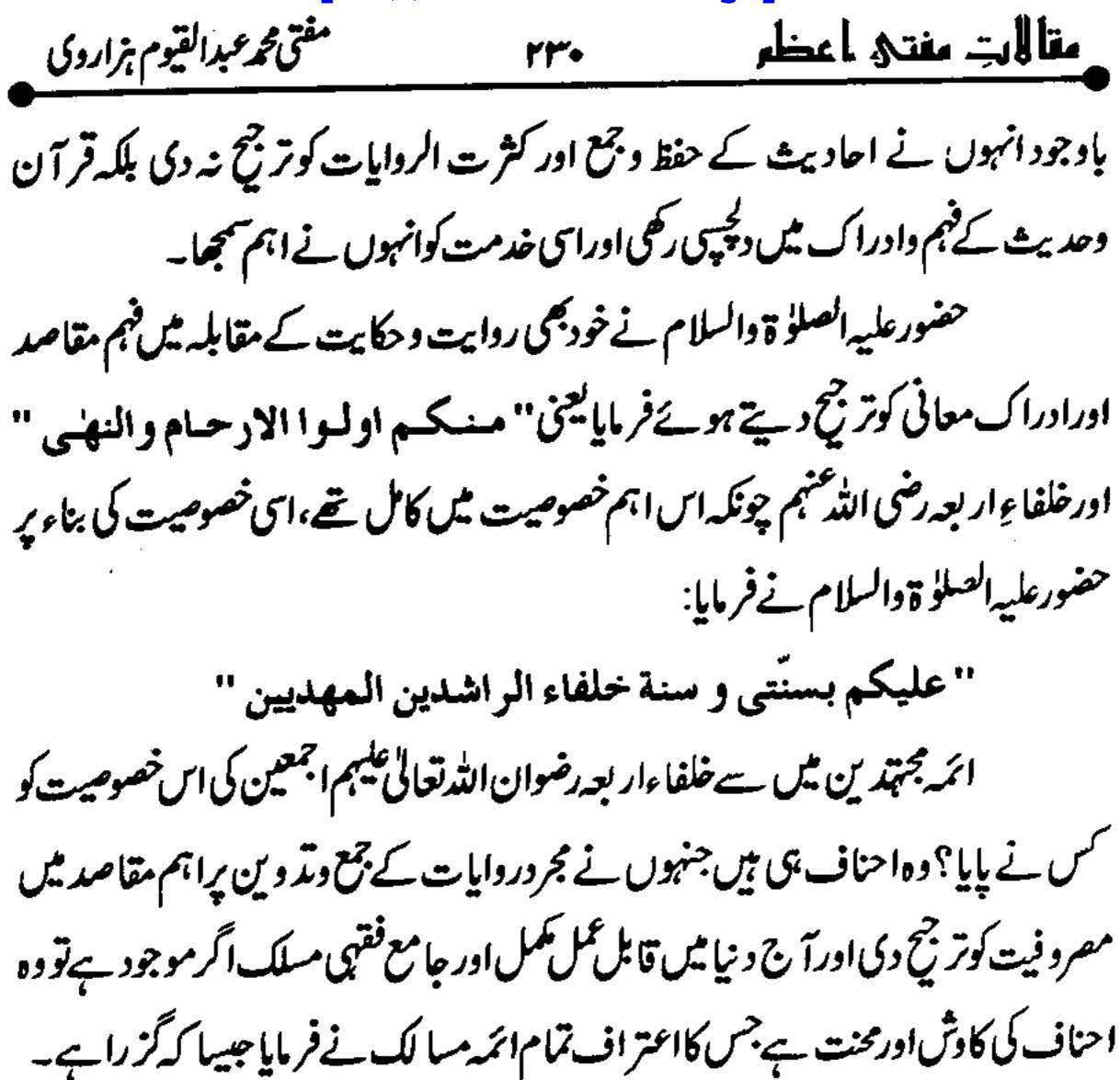
مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى متالات منتى اعظير 112 روئے زمین کے نصف آ دمیوں کی عقل سے تولی جائے تو امام ابو صنیفہ کی عقل غالب آئے۔ امام بکر بن حبیش نے کہا اگران کی عقل کا تمام اہل زمانہ کی مجموعی عقلوں کے ساتھ دزن کریں توایک ابوصنیفہ کی عقل ان تمام ائمہ داکا بر دمجہتدین دمحد ثین دعارفین سب کی عقل پر غالب آ ئ_ام مثاقع فرمايا: الناس عيال ابي حنيفة في الفقه. امام نصر بن صميل في فرمايا: كان الناس يناما عن العقه حتى ايقطهم ابوحنيفه بما فتقه و بينه . خطیب بغدادی نے کہاعوام کے لیے رفق ورافت ہی ابوصنیفہ کی فقہ ہے۔امام شعرانی شافعی نے فرمایا بحوام ابو صنیفہ کے دجود پر اللہ تعالٰی کا شکر ادا کریں کہ انہوں نے ان کے لیے وسیع منجائش پیدا کی ہے۔امام ابن جرعسقلانی نے فرمایا۔ مذہب حقٰ کی کتب میں جس طرح مضبوط قواعد واصول موجود ہیں ایسے ہمارے شافعوں کے ہاں تہیں ہیں۔ امام ابو یوسف نے فرمایا:



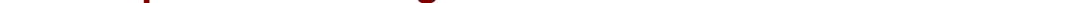




قیاس کواستعال بی وہاں کرتے ہیں جہاں کوئی نص یا حدیث نہ ہومثلاً ججة والی حدیث کے مقابلہ میں احناف نے قیاس وقاعدہ کو ہر طرف رکھ دیا۔ احناف نے امام طحادی ، امام زیلتی ، علامہ یعنی اور ملاعلی قاری رحمہم اللہ تحالی جیسی شخصیات بطور نمونہ دکھائی ہیں جن کا جواب ایجی تک سا منے نہیں آیا۔ ویسے بھی بکٹر ت روایات کی اگر اہم فضیلت ہوتی تو حضرات خلفا ءار بعہ اور دیگر اکا بر صحابہ کرام رضوان اللہ تحالی میہم اجتعین اس فضیلت سے خالی نہ ہوتے اور حضرت ابو ہریرہ ، عرو بن عال اور حضرت انس جیسے کثیر الروایات صحابہ کرام رضون اللہ تعالی علیہم اجتعین سے کم از کم افضل تو نہ ہوتے لیکن ایسانہیں۔ پھر اکا بر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ العسلا ڈ داللام کے ساتھ سنر دحضر میں معیت زیادہ حاصل رہی اور احادیث کے حفظ وجت اور کتابت کے مواقع زیادہ یا ہے۔



ہندوستان میں حقی مسلک کی تائیر کے لیے خالص احادیث کے مجموعه كااحساس: احناف کی فقہی کتب چونکہ فقہی جزئیات کو قرآن، حدیث، اجماع وقیاس ادلہ اربعہ میں سے کی نہ کی دلیل سے مدل کیا گیا ہے۔اس لیے اہل علم نے مجرداحادیث کے مجموعہ کی ضرورت محسوس نہ فرمائی اور نہ ہی وہ اس طرف متوجہ ہوئے البتہ ^بحض ا[،] مفتہی ابحاث کومدل کرتے ہوئے بعض حفی اکابر نے اپنے ذوق کے مطابق علمی انداز میں حسب ضرورت احادیث کے پچھ مجمو يح مرتب فرمائے مثلاً ہندوستان ميں حضرت الثاہ اکثینج عبدالحق محدث دہلوی نے گیارہویں صدی ہجری میں حقی مسلک کی تائیر کے لیے احادیث کا پہلا مجموعہ مرتب فرمایا۔ جس کا تام "فتح المنان فی تائید

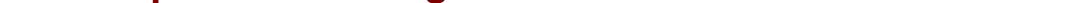


مفتى حمر عبدالقيوم ہزاردى مقالات مفتى اعظر 221 يذ جب النعمان " رکھا۔ اس کی بعد بارہویں صدی ہجری میں علامہ سید مرتضٰی حسین بگرامی نے اس موضوع پر "عقود الجواہر المدیفہ فی ادلۃ امام ابو صنیفہ" کے نام ے مجموعہ احادیث مرتب فرمایا۔تاہم ان مجموعوں کی حیثیت خالص علمی ذوق کے مظہر کی سی رہی ان کو لا بدی ضرورت ند مجما گیا۔ برصغیر ہندوستان پرانگریز نے اپنے تسلط کے بعد سلمانوں میں افتراق دانتشار پدا کرنے کی غرض سے اپنی سر پرتی میں ایک گروہ کو اتمہ اربعہ کے مقابلہ میں کھڑا کیا جس نے ائمہ اربعہ کی تقلید کو شرک قرار دیتے ہوئے براہِ راست حدیث پڑمل کا دعویٰ شروع کیا، انگریز کے کاشت کردہ اس پودے نے اپنی جہالت کی بناء پر صحاح ستہ کو بی تمام ذخیرہ احاديث قرار ديا اور احاديث كوصرف صحاح سته مين محصور سمجها اور شور مجايا كه هندوستاني مسلمانوں کی حقق اکثریت کا مذہب احادیث کے خلاف ہے کیونکہ صحاح ستہ کی احادیث کے موافق نہیں ہے۔اس موقع پر ہندوستان کے بعض علاء نے عوام کوتر دد سے محفوظ رکھنے کے احساس سے خفی مسلک کی موید احادیث کو محد ثانہ انداز میں مرتب کرنے کا اقد ام فرمایا۔

ے احساس سے فی مسلك فی موید احاد یک تو تحد کا ندائد انداز میں مرتب کرنے کا اقد الم قرمانی ، چنا نچہ اس دور کی پہلی کوشش علامہ ظہیر احسن شوق بہاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ، انہوں نے چود ہویں صدی ،جری کے ابتداء میں "آٹا راکسنن" کے نام سے فقہی ابواب کی تر تیب پر کماب کو مرتب کر ناشر وع کیا لیکن افسوس کہ ابھی سی کماب الحج کے آخری ابواب پر محصن علیہ الرحمۃ کا ۱۳۲۲ ہو میں دوسال ہو گیا۔ علامہ پر وفیسر مختار الدین آرز و کے بقول اس کماب کا پہلا ایڈیشن ۸۰۳ اھ میں مصنف علیہ الرحمۃ کا حیات میں لکھ تو اقو می پر لیں میں طبع ہوا۔ جس کے کل صفحات ۱۲۱ سے جوعلاء احتاف کے ہاں نہا بیت مقبول ہو ڈی اور پر دفیسر صاحب مد خلاۂ کے بیان کے مطابق ان کے دور میں " یہ کماب صوبہ بہار کے دینی مدارس کے نصاب میں شامل تھی " جس سے اس کماب کی اہمیت اور مقبولیت عیاں ہوتی ہے ، اس کماب کا دوسر ایڈیشن پا کہتان میں

مقالات مفتئ اعظم بمفتى محمد عبدالقيوم ہزاردى 177 ملتان سے شائع ہوا ہے، جس کا راقم الحروف نے مطالعہ کیا ہے ۔ میری نظر میں بیر کتاب صحاح ستہ کا درس دینے والے خفی مدرس کے لیے طہارت ، صلوٰۃ اور جنائز کے اختلاقی میائل میں سے حدمد دگار ہے اگر مصنف علیہ الرحمۃ کی میاعی سے بیر کتاب کمل ہوجاتی تونه صرف باقى تمام كتب يتصنعنى كرديتي بلكهنن ميں اپناا تبيازى مقام حاصل كركيتى۔ آثارالتن اوراس کے مولف کامخصرتعارف: تام، كنيت اورلقب: ظهيراحسن بن سجان على صديقى، ابوالخير، شوق بروز بده، جمادي الاولى ٨ ڪٽا ج ولادت: بروزجمعه، بحارمضمان المبارك ١٣٢٢ ه وفات: يشخ واستاذ: محدث شهيرمولا تأفضل الرحمن تنتخ مرادآ بادي و مولا تاعيدالحيي لكصنوى انصاري

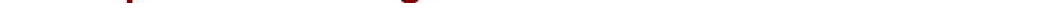
من تاليف آ تارالسن: ١٣١٢ ه طبع اوّل: قومي ريس لكمو ١٣١٢ ه دواجزاء من كل صفحات ٣١ طبع ثانى: مع التعليقات، مكتب الماد يدملتان با كستان ١٣١٨ ه طبع ثانى: مع التعليقات، مكتب الماد يدملتان با كستان ١٣١٨ ه 1 جلد من كل صفحات: ٢٥٢ ١ جلد من الله عند قال قال دسول الله علي المياه ، عن ابى هريوة ١ حسى الله عند قال قال دسول الله علي المياه ، عن ابى الدرداء الماء الدائم الذى لا يجرى ثم يغتسل فيه. ١ حسى الله تعالى عنه قال ان بلالا رانى فى منامه رسول الله علي الدرداء و هو يقول ماهذه الجفوة يا بلال اما آن لك ان تزورنى. احت كل تعداد: ٢١٢



مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظم 222 صفحات کی کل تعداد: ۱۳۱ اس سلسله کی دوسری اور تیسری کوشش چود ہو یں صدی میں ہوئی ، اس دور میں يذكوره موضوع يرحضرت علامه ابوالحسنات سيدمحد عبداللدين مولاتا سيد مظفر سين حيدرآبادي نے ''زجاجة المصابح'' اور حضرت ملک العلماءعلامه ظفرالدین بہاری رضوی نے ''جا^{مع} الرضوى المعروف يحيح البهاري" كتام ي كتابي مرتب فرما تي -اوّل الذكر (زجاجة المصابح) كوعلامه ابوالحسنات سيدعبداللد شاه صاحب حيدر آبادی نے مشکوۃ المصابح کے انداز پر مرتب فرمایا۔اس کے ابواب اور ان کے عنوانات 🐩 بالکل مشکوۃ کے موافق میں کیکن ہرباب میں حقی مسلک کی موید رایات کو یکجا کر دیا گیا ہے پ جس میں احادیث ، آثار سنن ، فآوٹی صحابہ کا کثیر ذخیر ہ موجود ہے جو خفی مسلک کے لیے ماخذ کا کام دیتا ہے۔ اس کے ساتھ مصنف علیہ الرحمة نے بعض ضروری مقامات پر حواشی کے ذریعہ حدیث کے مقصد کو قرآن اور دیگر روایات سے مؤید فرمایا ہے۔ یہ کتاب پانچ

جلدوں میں عمل ہوئی ہے جس کا خاکہ حسب ذیل ہے: جلداقل ابتداء کتاب الایمان اختمام باب الاعتکاف کل صفحات ۵۹۰ جلد ثانی ابتداء فضائل القرآن اختمام باب المنذ ور کل صفحات ۲۰۹ جلد ثالث ابتداء کتاب القصاص اختمام کتاب الرؤیا کل صفحات ۲۰۳ جلد ثالث ابتداء کتاب الآداب اختمام باب بدا الخلق وذکر الانبیاء کل صفحات ۲۰۳ جلد خاص ابتداء فضائل سید المرسلین اختمام باب بدا الخلق وذکر الانبیاء کل صفحات ۲۰۱ جلد خاص ابتداء فضائل سید المرسلین اختمام باب بدا الخلق وذکر الانبیاء کل صفحات ۲۰۹ متاز کیا ہے۔ اب بخاری شریف کے اعداز پر ہر کتاب کی ابتداء میں متعلقہ قرآنی آیات کو جنع کیا گیا۔

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مفتئ اعظر مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى 177 مشکو ۃ المعان میں جہاں شاقعی مسلک کی رعایت ہے، عنوان قائم کیے گئے ہیں _۲ ان مقامات میں یہاں تفی مسلک کی رعایت سے عنوان قائم کیے گئے ہیں۔ مثكوة مي مسلمة معلق احاديث كوتين فسلوں يرمنتشر كيا هما بي جبكه يہاں ۳_ ان احاديث كويكجا كرديا كياب سمی مسئلہ میں اگراحناف کے اتوال کا اختلاف ہوتو یہاں مفتی بہتول کی موید ۴__ روایات کوفراہم کیا گیاہے۔ اگر مویدردایات میں چھنی اعتراض تھا توحواش میں اس اعتراض کور فع کیا گیا ہے۔ ۵_ مثكوة مي تقريباً هرباب كونين فسلوں يرمنعتهم كيا گيا ہے گريہاں فصل كاالتزام ۲_ تہیں کیا گیا۔ زجاجہ کو پانچ اجزاء پر منقسم کرکے قاری کے لیے استفادہ میں آسانی پیدا کی گئ _4 باوراس مقصد کے لیے جلد کا سائز بھی متوسط رکھا گیا ہے۔ ۸۔ حدیث کی بیداحد کتاب ہے جو کسی ہندوستانی عالم نے کتب حدیث کے موافق تمام فقهى ابواب برحفى مسلك كى تائيد ميں مرتب فرمائى۔ زجاجة المصانيح اوراس كے مولف كالمخضر تعارف: تام، كنيت اورلقب سيدعبد التدشاه بن سيد مظفر سين شاه، ابوالحسنات ، محدث حيد رآبادى وفات: ۳۱۳۱۵ مولاتا علامه مولوى محد عبد الرحن بن مولاتا احد على سهار نيورى استاذ: س تاليف: حيررآباد(دكن) طبع اول: ۳۷۳۱۵، حيررآباد مقام تاليف: بمساعى جميله مصنف كتلميذ وخليفه بمولا باعبد الستارا الااح طبع ثانی: خيربيه كتب خانه كوئنه يا كستان

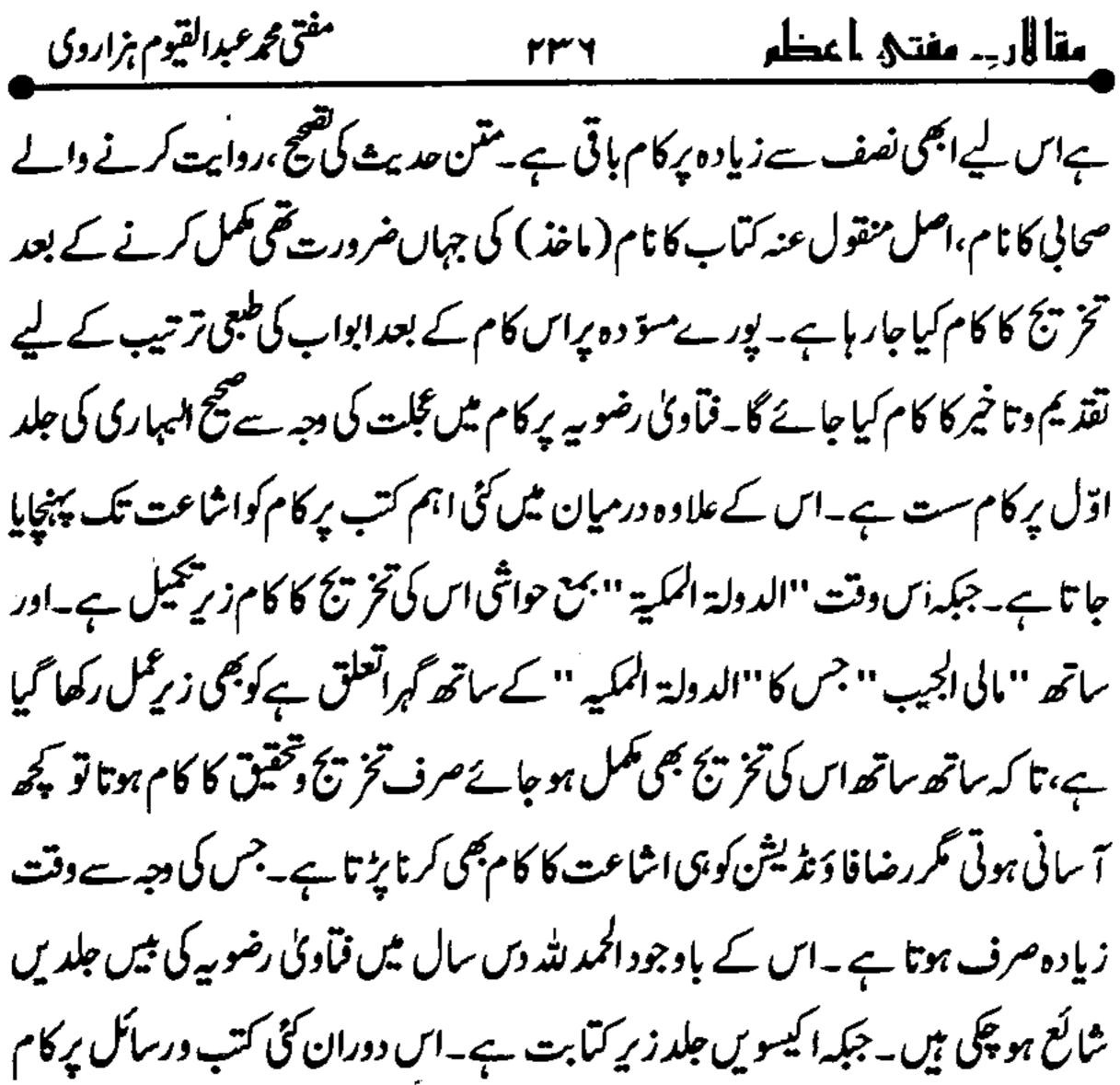


https://ataunnabi.blogspot.in

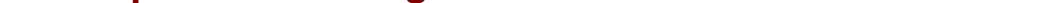


ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے بیر مسودہ بخط مولف رحمۃ اللہ علیہ محفوظ ہے۔ جس بر مولف رحمة الله عليه في علم من "سنن الرضوي" لكهاب _ اگرچه موده بادي النظر مي مكل معلوم ہوتا ہے۔لیکن بعض وجوہ کی بناء پراس کو کمل قرار دینا قرین قیاس نہیں ہے۔ اس مسودہ کی فوٹو کابی (فوٹو سٹیٹ) پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب مدخلنہ سر برست اعلیٰ ادارہ تحقیقات ِ امام احمہ رضا کراچی نے حضرت پروفیسر علامہ آرز د سے حاصل کی اوراس کی ایک فوٹو کا بی پروفیسر محمد سعود احمد صاحب مدخلہ نے راقم الحروف کو دی اورفر مایا۔ یکی البہاری کی جلدا ڈل پر کام نہایت ضروری ہے۔ لہٰ دارضا فا وَنڈیشن لا ہور کے تحت بیکام کمل کیا جائے اگر چ**د قالو ک** رضوبہ پر بھاری کام اور اس کی اشاعت کا بند و بست بھی رضافا ڈنڈیشن نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔اس کے بادجود بھیج انبہاری کی اہمیت کے پیش نظر ذمہ داری کوراقم نے قبول کیا۔ چونکہ اس جلداوّل پر کٹی جہات سے کام کی ضرورت

https://ataunnabi.blogspot.in



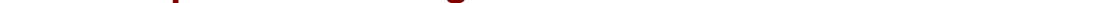
مکمل ہوااور وہ شائع بھی کی گئیں۔ ستح البهارى جلددوم (طهارة وصلوة) كايبلاايديش حضرت علامہ پروفیسر آرزوصاحب نے جلد دوم کے پہلے ایڈیشن کے متعلق تفصيل كويوں بيان فرمايا: · صحیح ایہاری کی بلنددو ، جوطہارت اور صلوٰۃ کی احادیث یر مشتل ہے۔ آسانی کے لیے چارحصوں میں شائع کی گئی۔ پہلا حصہ یعنی " کتاب الطہارة " ۲۷ صفحات بر مشتل ہے اور اس میں ۲/۲۳۳ احادیث درج ہیں۔ یہ حصہ شیخ غفور بخش کے ابوالعلانی الیکٹرک یر لیس آگرہ سے چھیا بقیہ تین جھے جو کتاب پر مشتمل ہیں ،سید منطر علی رضوی کے برقی پر لیس سزی باغ پٹنہ سے ۱۹۳۷ء میں چھپے شروع ہوئے ادر ۱۹۳۷ء میں اختیام پذیر ہوئے۔جلد



مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 172 دوم کا دوسراحصہ ۸۸ صفحات پر عمل ہوا۔ اس میں ۲۸ ۳۰ حدیثیں ہیں، تیسرے حصہ کے صفحات ۲۱۱ میں اور حدیثوں کی تعداد ۲۳۶ ۲۲ ہے۔ چویتھے حصہ کے صفحات کی تعداد ۲۳۹ ہے۔ بیا۱۸۴۹ احادیث پرمشتل ہے۔ مکمل (جلد دوم) کے صفحات ۹۲۹ ہیں اور احادیث کی مجموعی تعداد ۱۹/۲۸ تک جانبیجتی ہے۔ مخصر لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحیح البہاری کی مطبوعه جلد دوم تقريباً ایک ہزار صفحات پرمشتمل ہےاوراحادیث کی تعداد دس ہزار ہے۔ وضاحت: پہلے حصہ کتاب الطہارة کے منتق صفحات میں سے پہلے ۲۶ صفحات خطبہ اور مقدمه پرمشتل ہیں۔لہذا کتاب الطہارۃ کی احادیث کے صفحات کی تعداد ۱۹۴٬ اورجلد دوم کے مجموع صفحات کی تعداد ۹۳۴ ہوئی جس کو آسان لفظوں میں تقریباً ایک ہزار کہد سکتے ہیں۔

اس دضاحت کا مقصد بیرطا ہر کرتا ہے کہ خطبہ اور مقدمہ کا تعلق صرف جلد دوم یا اس کی کتاب الطہارۃ سے ہیں ہے بلکہ ان کا تعلق جملہ کتاب صحیح البہاری سے ہے۔ سیح البہاری جلد دوم

معالات معتد اعظم ٢٢ مقتى عمر القوم بزاروى فى كتب الطهارة بعده درود شريف. حمد دوم كماب العلوة كى ابتداء: باب الفريضة الصلوة . آيتركيد: قال الله تعالى : اقيموا الصلوة ولا تكونوا من المشركين. اوراختمام: قال من رعف فى الصلوة ، حديث : عن ابن عمر رضى الله عنهما قال من رعف فى الصلوة فلينصر ف فليتوضا فان لم يتكلم بنى قال من رعف فى الصلوة فلينصر ف ابن شيبه قال من رعف فى الصلوة فلينصر ف ابن شيبه ملى الطوته و ان تكلم استانف. رواه ابن شيبه اس كراختما فى الفاظ برين:

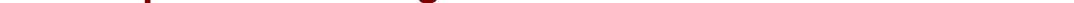


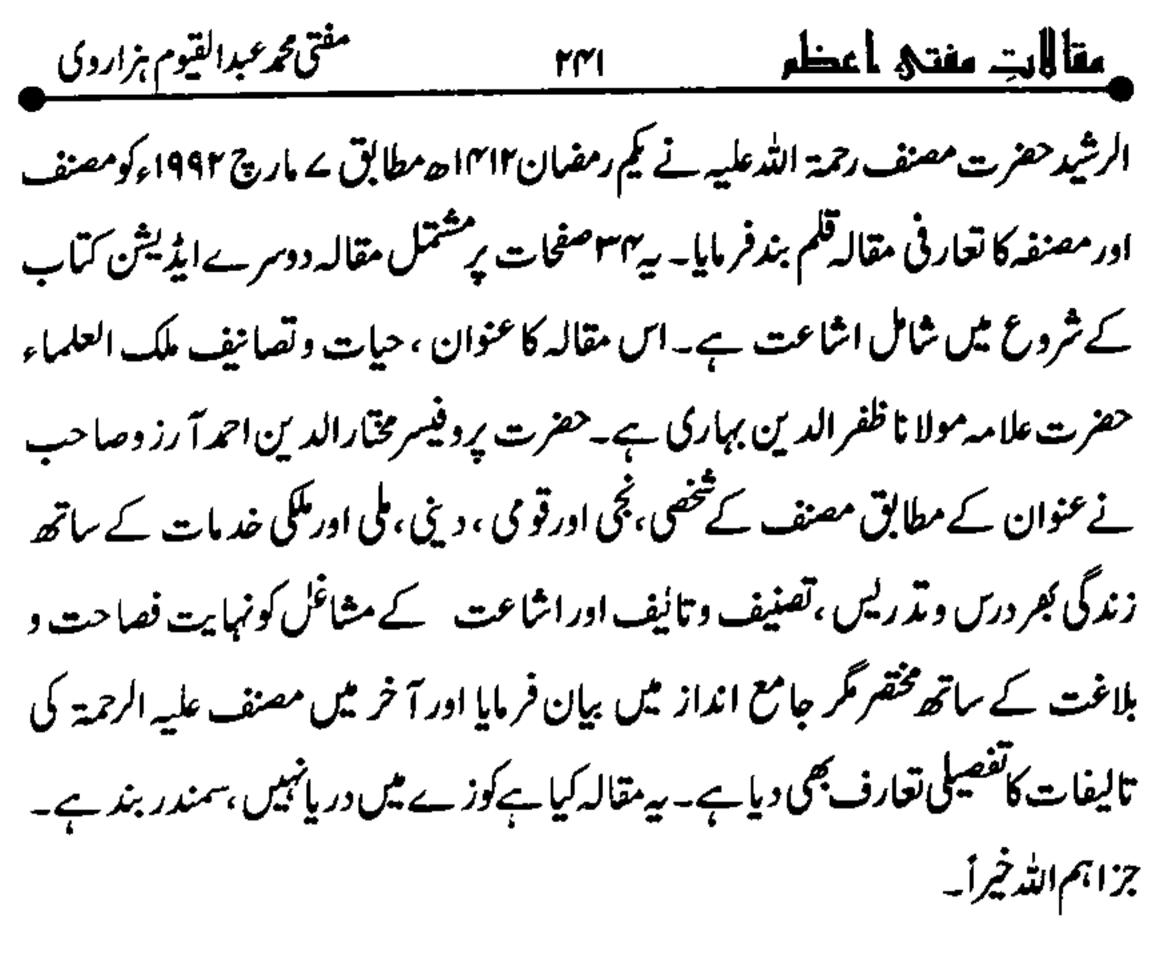
https://ataunnabi.blogspot.in

مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتى اعظر 229 اس کے آخر میں اخترامی الفاظ بیر ہیں : . هذا آخر ما اورنا جمعه في الحصة الثالثة للمجلدالثاني من جامع الرضوي المعروف بصحيح البهاري بعده درود شريف. حصه چهارم كتاب الجتائز كى ابتداء: باب المرض وثوابه حديث: عن ابس سعيد رضى الله عنه ، عن النبي عَلَيْسَهُ قال ما يصيب المسلم من نصب ولاوصب ولاهم ولاحزن ولا اذى ولا غم حتى الشوكة يشباكها الله الاكفر الله بها من خطايا. رواه البخاري ومسلم. ادراختآم باب الصلوة والسلام عند قبر رسول الله عَلَيْ الله

مفتى محمة عبدالقيوم بزاروي ٍ مقالاتٍ مفتئ اعظم 114 فسيحتج البهاري جلددوم كادوسراايريش حضرت پروفیسرعلامہ آرز وصاحب نے اپنے تعارفی مقالہ کے آخر میں صحیح البہاری کے دوسرے ایڈیشن کے متعلق لکھاہے۔ "سیجیح البہاری آج سے نصف صدی پہلے شائع ہوئی تھی اس کے نسخ کمیاب ہی نہیں اب نایاب ہو گئے تھے، دوسرا ایڈیشن شائع ^کرنے کی عرصے سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی لیکن "کیل امبر مبر ہون باوقاتہ" احادیث نبویہ کی صبع پانے پراشاعت کی سعادت کیجنی''بلغوا عنی **ولو آی**ة''والے ار شادِگرامی کی تعمیل پاکستان کے عزیز کرم فرماحضرات کے لیے مقدر ہو چکی تھی۔ جن کی توجہ اور عنایت سے بیر کتاب دوبارہ شائع ہو کر منظرعام پر آرہی ہے۔خداانہیں جزائے خیردے اورتوا تا اورتندرست رکھے کہ وہ بدستوردین اور علمی خدمات انجام دیتے رہیں۔ اس مقالہ کے اختیام پر پروفیسر صاحب کے نام، مختار الدین احمد سابق صدر شعبہ حربی مسلم یو نیورٹی علی گڑھ کے ساتھ تاریخ کم رمضان المبارک ۲۳۱۱ھ ۷ مارچ ۱۹۹۲ء لکھی ہے اور پتہ بیدرج ہے ناظمہ منزل ۱۸۲۶ امیر نشان روڈ علی گڑھ۔۲۰۲۲ ۱۹۹ (ہندوستان) اس صفحہ کے آخر پر حاشیہ میں پروفیسر صاحب نے اشاعت میں حصہ کینے والے حضرات کا نام اوراشاعت پر کل خرچہ کاذ کر کیا ہے۔ دوسرے ایڈیشن، کتاب کے ٹائٹل والے ورق کے دوسرے خالی صفحہ کے آخر میں پر^یس کا نام نواجہ پرنٹنگ پر ^یس کھو کھر مختبہ حیدرآباد چھیا ہے۔ دوس ایڈیش کے تعارف کے لیے پروفیسر صاحب کی بیتر یہ اور تاریخ اور پھر پر لیس کے نام اور پنہ سے داضح ہو گیا ہے کہ کتاب کا دوسراایڈیشن ۱۳۱اھ بمطابق ۱۹۹۲ء میں خواجہ پرنٹنگ پر لیں حیررآ بادسندھ پا کستان سے شائع ہوا۔ اس موقعہ پربعض حضرات کی درخواست پر جناب پروفیسر آ رز وصاحب خلف

https://archive.org/details/@zohaibha



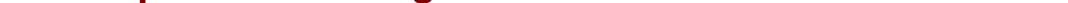


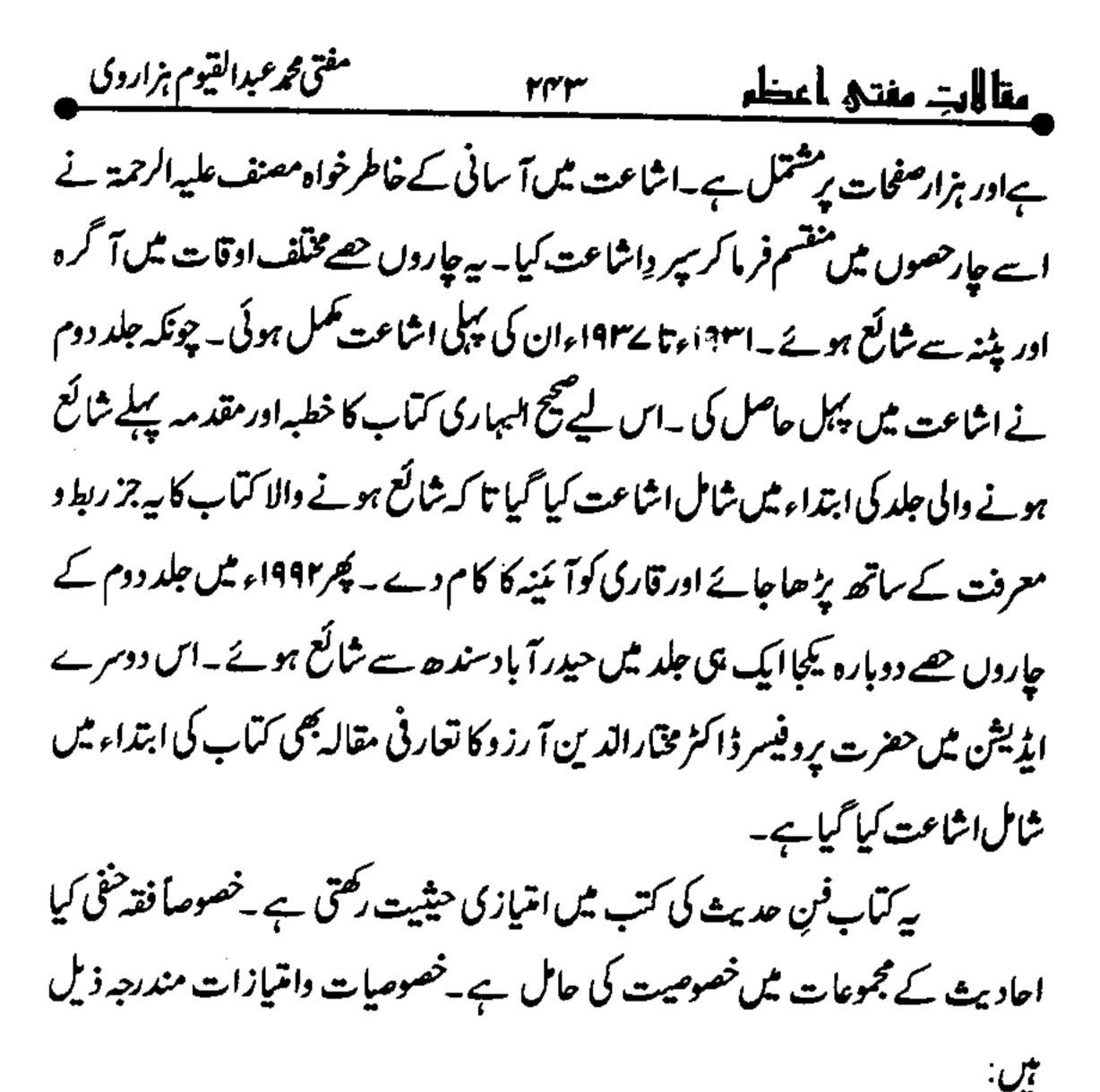
وضاحت:

صحیح البہاری شریف جلد ثانی کے مطبوعہ چار جصے دوجلدوں کے یہاں پاکستان

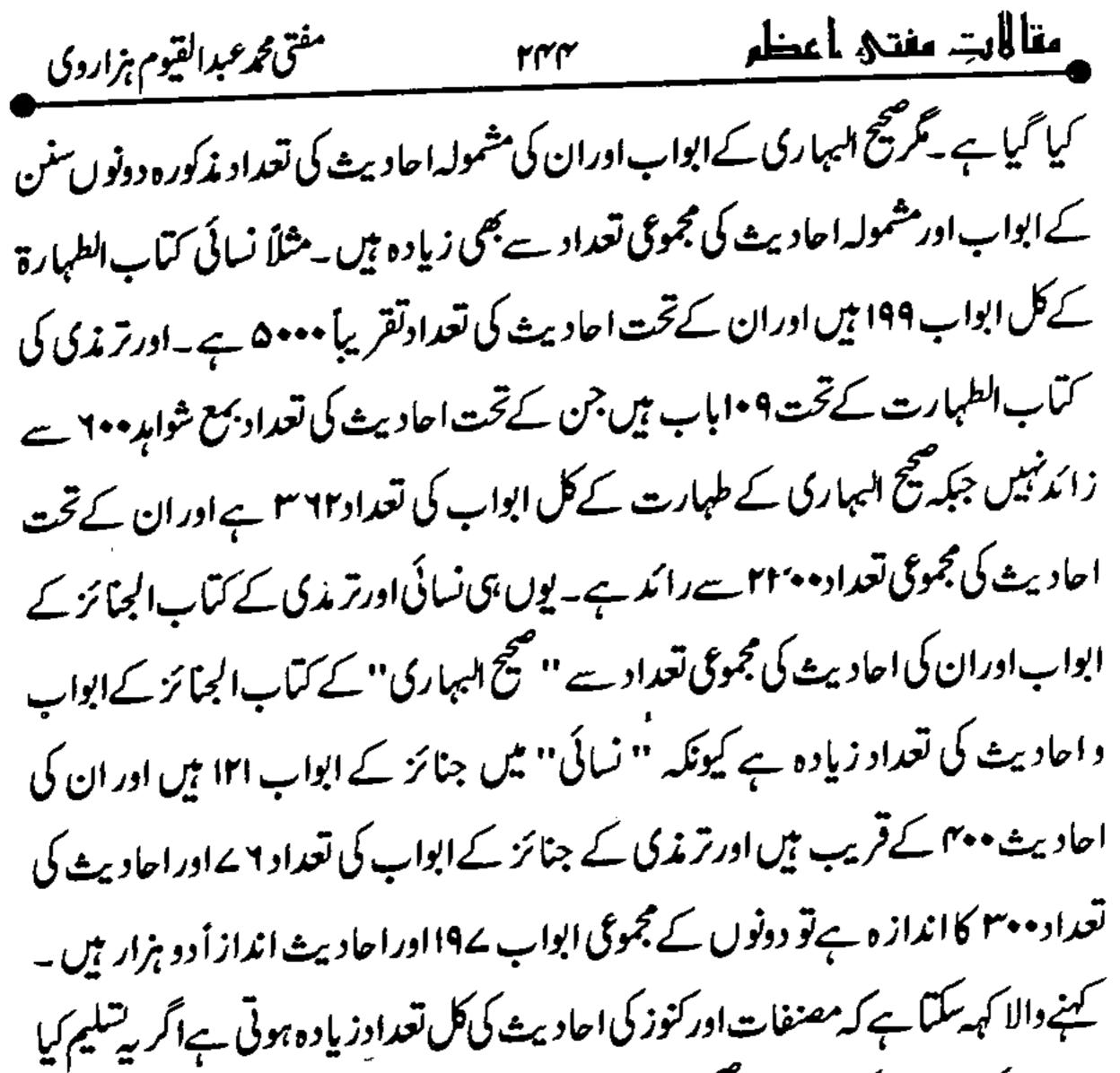
میں بعض علاء کے پاس موجود یتھے، اس علمی خزانہ سے مستفید ہونے والے حضرات نے اس مجموعه کو بخوبه ٔ روزگارقرار دیاادراس کی دوبارہ اشاعت کو نہ صرف علمی خدمات بلکہ تد ریس حديث وفقه مين مصروف علماءاحناف كے ليے سرمايۂ تد ريس قرار ديا۔ حضرت پر وفيسر ڈاکٹر محمه مسعودا حمد صاحب سریرست اعلی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے اس کی اشاعت کے لیے بعض مخلصین کو متوجہ کیا۔جنہوں نے ڈاکٹر صاحب کی تحریک برسر مایہ فراہم کیا چونکہ کتاب کی اشاعت پرخرچہ میں زیادہ تر حصہ حیدر آباد سند ہے احباب نے فراہم کرنے پر آمادگی ظاہر کی ،اس کیے اشاعت کا تکمل انتظام ان کے سپر دکیا گیا۔ لہٰذا کتاب کراچی کے بجائے حیدرآباد سے تقسیم ہوئی۔اشاعت کے خرچہ کے پیش نظراس دوسرے ایڈیشن میں تین تصرف کیے گئے۔

مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتى اعظم 262 تمبرا: صحیح البہاری شریف کی جلد ثانی کے چاروں حصوں کو متفرق یا دو مجلدات کی بجائے ایک جلد میں جمع کردیا گیا۔ تمبر۲: یہا ایڈیشن میں صفحات کے بڑے سائز ^کر**قدر**ے کم کردیا گیا۔ تمبرس: نی کتابت کی بجائے پہلے ایڈیشن سے بی فوٹو کا پیاں تیار کی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے ایڈیشن اور دوسرے ایڈیشن کے صفحات نمبر مطابق ہیں۔ اگرچہ دوسرے ایڈیشن میں وہ حسن اہتمام نہ ہور کا جو پہلے پروقارا یژیشن میں ہوا۔ تا ہم ایک تایا بے علمی خزانہ اہل علم کے ہاتھ آگیا ہے۔ الحمد لله على ذالك وجزى الله تعالى من سعى في ذالك. جامع الرضوى المعروف يتحيح اليهاري كالمجموعي تعارف یہ کتاب سنن کے انداز پر مرتب کی گئی ہے جس کی کل چھ جلدیں مصنف علیہ الرحمة كے پیش نظرتمیں بے جن كی تفصيل مصنف رحمة اللہ بنايہ نے اپنے مقدمہ میں ذكر فرمائى ، جن میں سے پہلی جلد کتاب العقائد (الایمان) کامسودہ زیر بھیل صورت میں موجود ہے۔ جس میں مصنف علیہ الرحمة نے اپنے شیخ واستاذ امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالی کی مختلف تصانيف سے اخذ كرده احاديث كوابواب پر مرتب فرمايا۔ جبكه راقم كى نظر ميں بھى بيركام پاييّ يتحميل كويبنجني كامنتظرب-كتاب كى دوسرى جلد كتاب الطهارة وكتاب الصلوة مسيمتعلق احاديث كالمجموعه

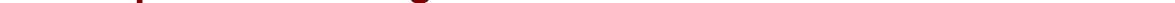


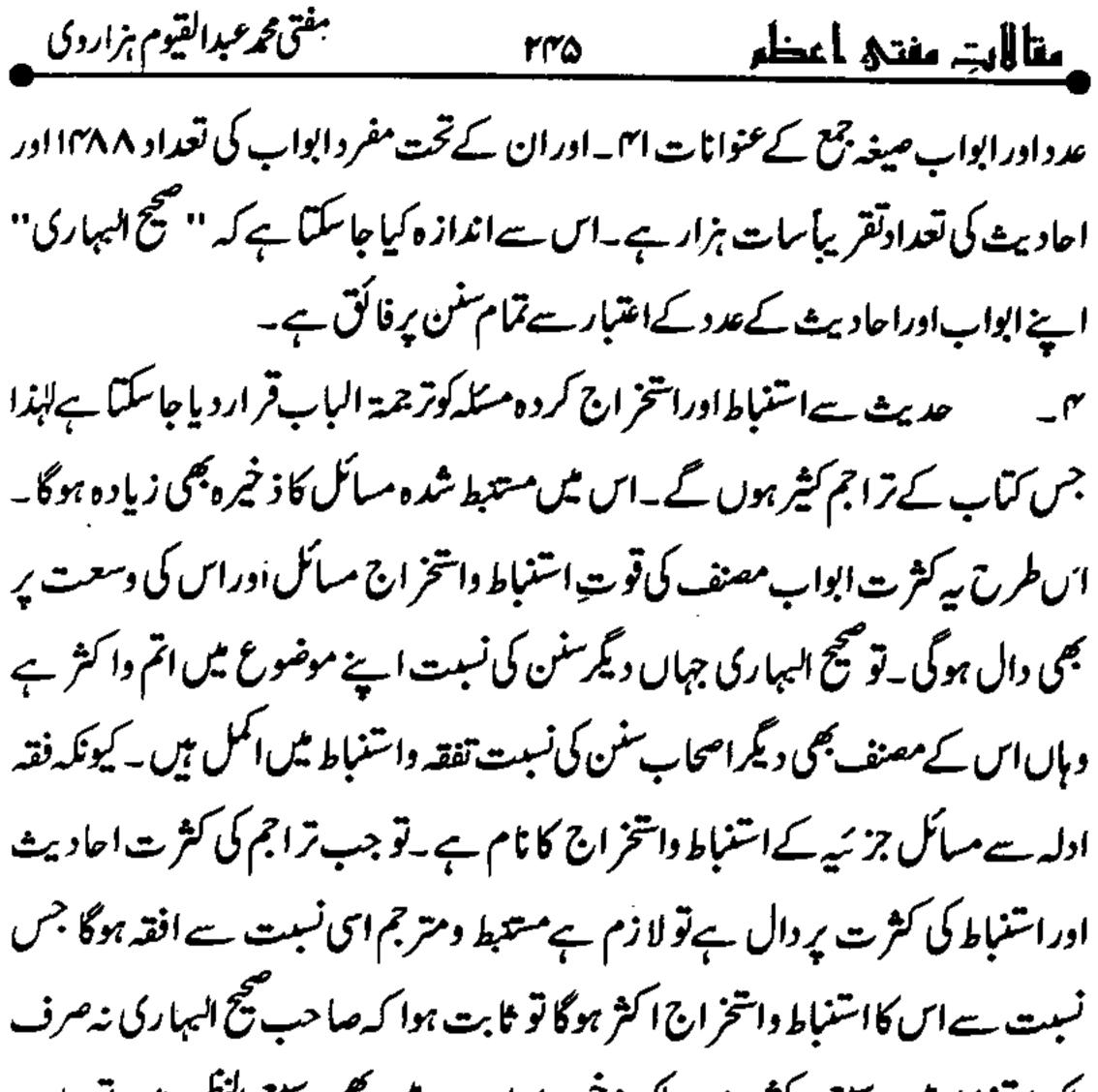


بنیادی طور پر بیر کتاب فنی اصطلاح کے اعتبار سے سنن میں شار ہے ۔ جن میں فقہی ابواب کی ترتیب واراحادیث کو مرتب کیا جاتا ہے جیسا کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنے مقدمہ میں کتاب کے شمولات کوذکر کر کے ظاہر فرمایا۔جبکہ پی ایہاری باقی تمام سن کے مقابلہ میں سب سے جامع ہے کیونکہ اس میں نہ صرف سنن بلکہ جوامع ،مسانید ،معاجم اوران کے متدرکات ومتخرجات سمیت حتی کہ اجزاء، امالی اور اطراف تک تمام کے منفر دات کو شامل ہے جس کا ندازہ اس کتاب کے ابواب اور ان کی مشمولہ احادیث سے کیا جا سکتا ہے۔ د بکرسن کے مقابلہ میں اس کتاب کا دائر ہ سب سے وسیع ہے۔مثلاً سنن اربعہ _٢ ہم عنوانات باب میں سنن نسائی سب ہے وسیع ہے اگر چہ باب کی احادیث کے متابعات وشوابد ميں من تر مذى ميں في الباب عن فلاں دفلاں كہہ كراحاديث كى كثرت كواشارة بيان

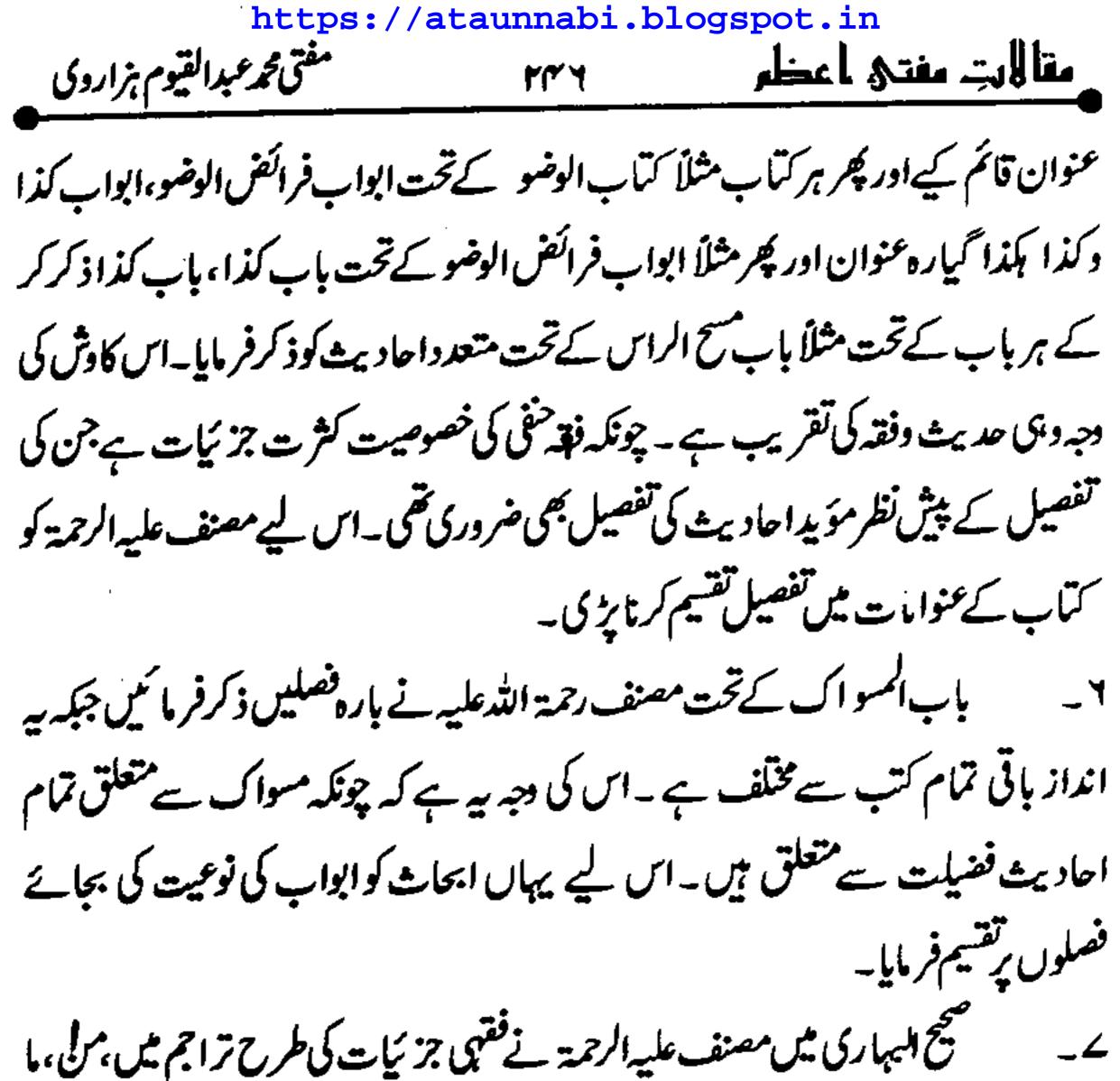


جائز میں ابواب کی تعداد میں صحیح المبہاری کوانتیازی حیثیت حاصل رہے گی۔ ولند الحمد جائز میں ابواب کی تعداد میں صحیح المبہاری کوانتیازی حیثیت حاصل رہے گی۔ ولند الحمد ۳۰۔ حفق مسلک کی مؤید احایث کے سلسلہ میں، حضرت محمد بن علی الدیمو ی متوفی ترالنبی صلی تالیف " آثار السنن " جوضحیح المبہاری کی مطبوعہ جلد دوم کی طرح باب زیارة قبر النبی صلی الند علیہ وسلم پر اختتام پذیر ہے اور تقریباً ای دور کی تصنیف ہے۔ اس کی کتاب الطہارة کے ابواب کی تعداد ۲۹ ہے اور احادیث کی تعداد ۲۲ ہے جبکہ اس موضوع اور اس دور کی دوسری تالیف " ز جاجة المصانی " مصنفہ سید عبد اللہ بن مظفر سین حید ر آبادی جو "مشکلو قالمصانی" کے انداز پر حفق مشکلو قالے نام سے تعبیر کی جاتی ہے اور بید واحد کامل کتاب ہے جوفن حدیث کے طور پر تمام ابواب فقہ سے متعلقہ حنفی مسلک کی مؤید احادیث کا مجموعہ اور پانچ جلدوں میں مطبوعہ ہے۔ اس کی کتاب الطہارت ۱۳۱۲ ابواب اور کے کتاب ملو قاد کتا ہے اور کی کتاب اور پانچ جلدوں میں مطبوعہ ہے۔ اس کی کتاب الطہارت ۱۳۱۲ ابواب اور کی کتاب ملو قاد کتا ہے اور کی کتاب الو قاد کتا ہے ہے ہوں کا دور کی کتاب موفوع کا دور کی تعداد کتا ہے ہوئی مشکلو قائی کتاب الطہارت کا ابواب کی موضوع کا دور کی دوسری کا کتاب الدی ہوئی مشکلو قائی کتاب الطہارت ۱۳

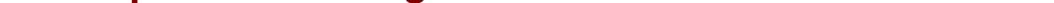




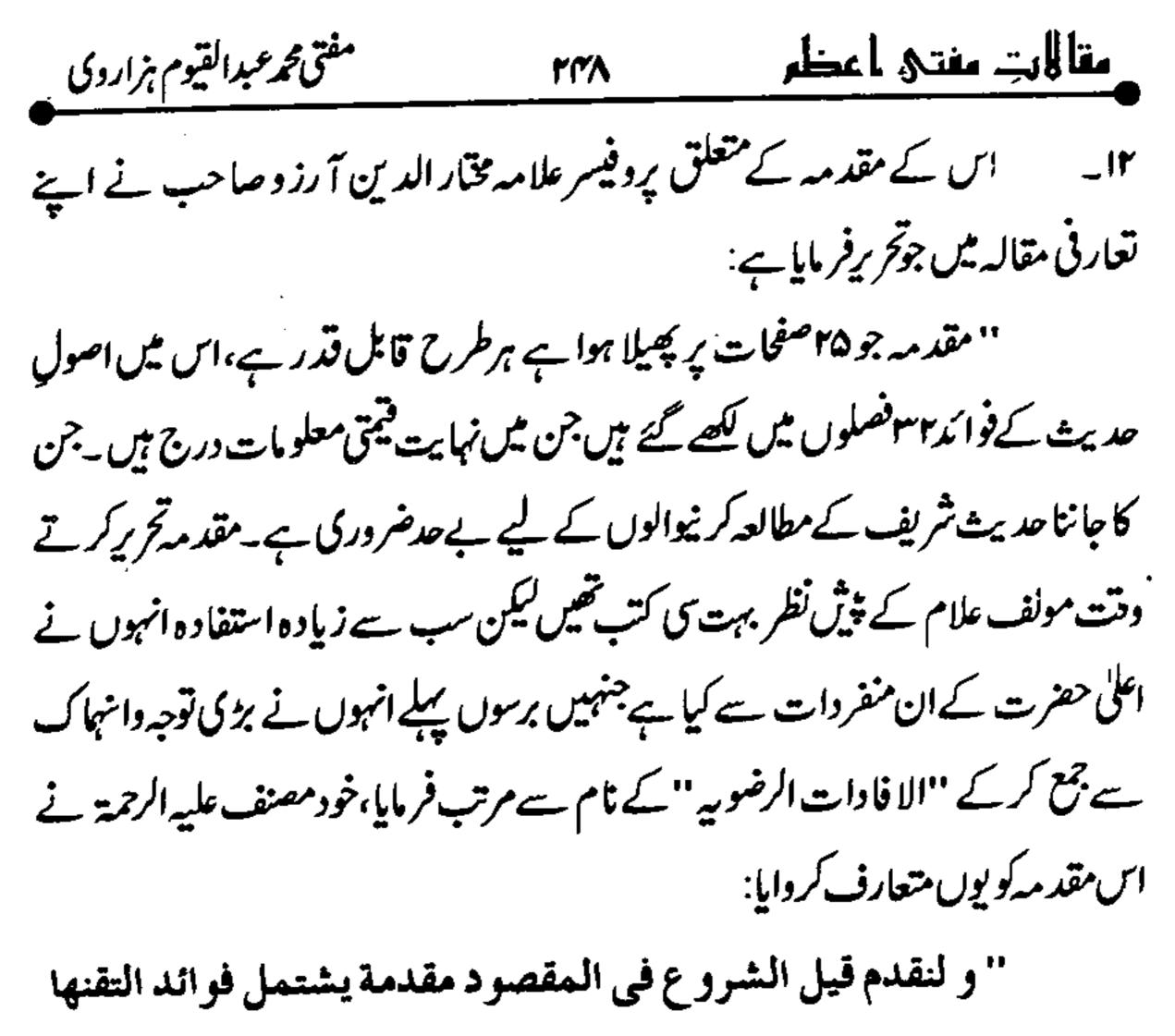
ملکہ استنباط میں وسیع و کثیر ہیں بلکہ ذخیرہ احادیث میں بھی وسیع النظر ہیں تو علامہ محدث بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کر دیا ہے کہ حنفی فقہ میں جزئیات کی اکثریت انکہ احتاف کے ہال ذخیرہ احادیث پر دلیل ہے جبکہ ان کی تصنیف کا ایک مقصد سے دلیل قائم کرنا بھی تھا۔ سیعه مشکور ولا تعام من اللہ ۵۔ عام کتب حدیث میں "کتاب "اس کے تحت ایواب مفردہ میں سے ہر ایک باب کے تحت متعلقہ احادیث لوذکر کیا گیا ہے جبکہ یعض مثلاً مشکو قالمصان شریف میں باب کی جگہ فصل ذکر کی گئی مگر صاحب صحیح البہاری نے اپنی اس کتاب میں مرکزی عنوان "کتب " بھینہ جنع کا ذکر فر مایا پھر اس کو متعدد کتب پر تقسیم فر مایا اور ہر کتاب کو "ایواب بھینہ جنع" پر تقسیم کیا پھر اس کے تحت مفرد باب اور پھر باب کے تحت متعلقہ احاد یت کوذکر کیا میں اس کے تحت مفرد باب اور پھر باب کے تحت متعلقہ احاد یت کوذکر کیا مشکر اس اور اس کے تحت مفرد باب اور پھر باب کے تحت متعلقہ احاد یت کوذکر کیا مثلاً کتاب الطہارات اور اس کے تحت کتاب الوضوء دکتاب کر اوکذا ہذا



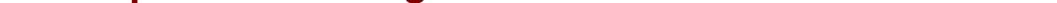
این متل تم اورکیف دکذایوں بی احکام سبعہ فرض ، داجب ، سنّت ،مستحب ،مباح ،حرام اور مکروہ کوانواع اوراحکام کے طور پر سمونے کی سعی بلیغ فرمائی ہے تا کہ تی الامکان حدیث وفقه كي تقريب ہو سکے۔ بیمل مصنف عليہ الرحمة کے فقیہ النغس ہونے کی دلیل ہے۔ کتاب کے تراجم میں : _4 مسواك الزيتون ولا راك، ارسال الماء من فوق الوجه. مراعاة ادلة المواقيت ، الشفق هو البياض، كون الاذان خارج المسجد، كسر اصابع الرجلين في السجود، ضم اعضاء للنساء، جعل الاصابع الي القبلة في السجدة، لم سمى صلُّوة ليالي و رمضان بالتراويح . جیسے ابواب قائم کرکے کتاب میں ندرت پیدا کر کے اس کاتر جمان حفیت ورضویت

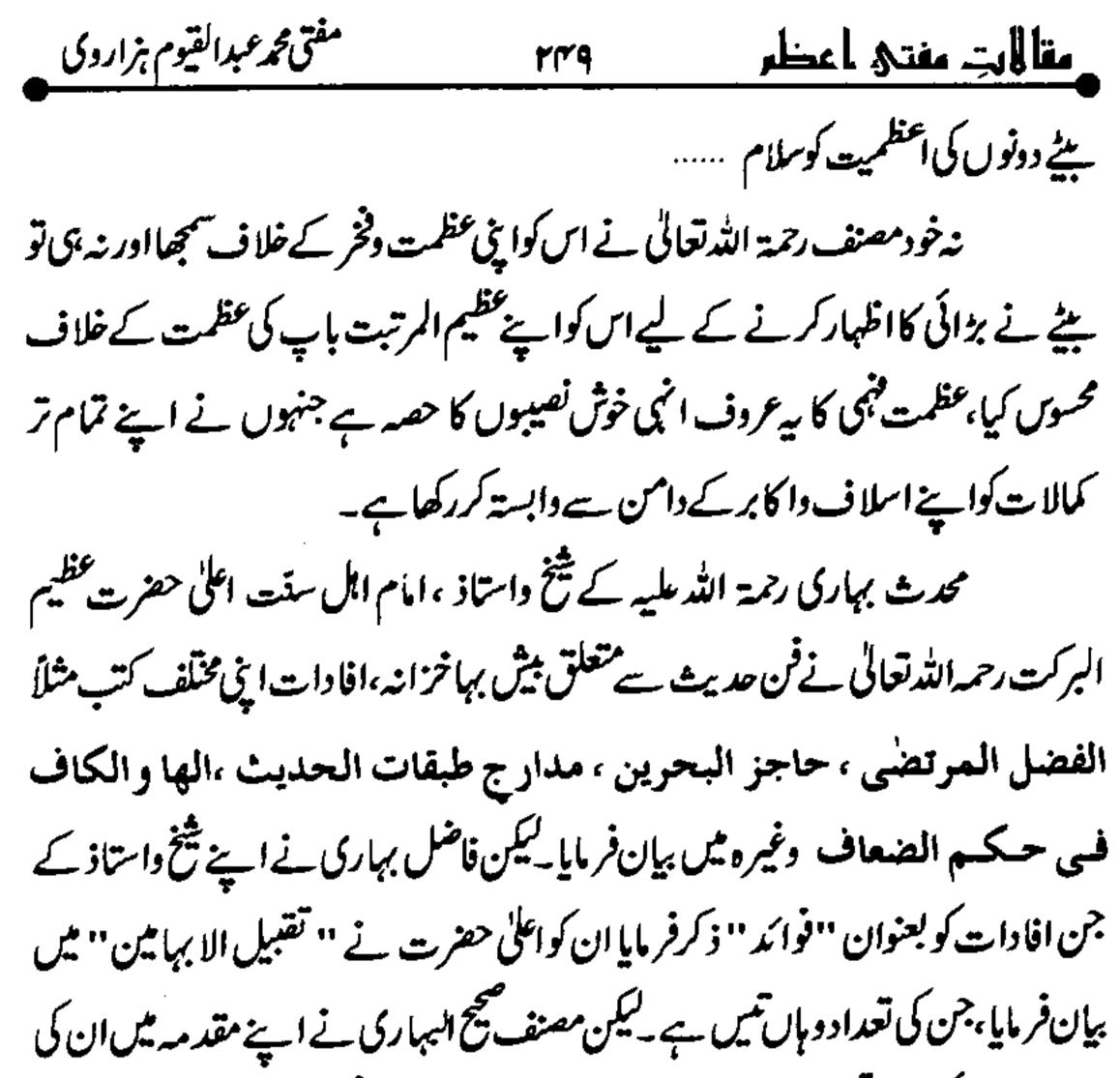


مفتى محمر عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتى اعظير 112 ہونا ظاہر فرمایا۔ پھر تراجم میں ایک مسئلہ کے احکام کی تفصیلات کو بھی پیش نظر رکھنا اس کتاب کو ٦٨ كتب حديث ي متازكرتا ب مثلًا طهارة البينو كوانسان ، سفور، دجاجه، فاره منفسخه اور غیر منصحہ براورامامت کوخیار،این،احسن وجھا،والی،امام الحی ،صاحب المیت کے اقسام پر تراجم قائم کر کے مصنف علیہ الرحمۃ نے حقق مسلک کوتر جمان الحدیث ثابت کیا۔ ۹۔ سیجیح انبہاری میں مصنف رحمۃ اللہ یف کتاب اور ابواب کے تحت ابتداء میں متعلقه عمل کے فوائد اور فضائل کے لیے علیحد ہلیحد ہ باب ذکر کیے ۔مثلاً کتاب الوضو کے تحت ایک باب بعنوان فوائد الوضو پھر دوسرا باب فضائل الوضو کے عنوان سے قائم فرمایا۔ ہذا تقریباً ہر کتاب کے تحت بیدد عنوان قائم فرمائے۔ غالبًا انہوں نے دنیادی حسی شرات کو فضائل يستحبير فرماكر دونوں كافرق ظاہر فرمايا جبكه بيد قتق فرق عام كتب ميں كمحوظ نه ركھتے ہوئے صرف فضائل کاباب بیان کیا گیا ہے۔ ۱۰۔ سیج البہاری کے خطبہ میں حدیث کے انواع واقسام، کتب واصطلاحات کو حمہ وصلوت اور نعت کے طور پر استعال فر ماکر مصنف علیہ الرحمۃ نے نہ صرف فن حدیث بلکہ ادب **عربی میں بھی اپنی خداداد صلاحیت کا مظاہرہ فر مایا** جس کا ادراک رکھنے والا ہر خص سے اعتراف كرنے يرمجبور ہے كہ مصنف عليہ الرحمة نہ صرف ملك العلماء ہيں بلكہ ملك الفنون تجمی ہی۔ اا۔ کتاب کی ابتداء میں محدث بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک جامع مقدمہ پش کیا، جو**ن حدیث کومخت**ف جہات سے محیط ہے جس کا مطالعہ نے حدیث میں ب*صیر*ت کے لیے ضروری ہے۔ بلکہ پیمسلک اہلستن کے متعلق فرق باطلبہ کی تمام تشکیرکات داغلوطات کے جوابات کے لیے ضروری ہے جو سینکڑوں کتب کے مطالعہ کا حاصل ہے۔مقدمہ کو مصنف رحمة اللدعليه نے حديث سے متعلق ۳۲ فوائد کے عنوان سے مرتب فرمايا ہے۔



من تصانيف العلماء لا سيما سيدي و ملاذي ، شيخي واستاذي شيخ الاسلام و المسلمين، وارث علوم سيد المرسلين، مويد الملة الطاهرة ، مجدد المائة حاضرة، مولانا الشاه احمد رضا خان القادري البركاتي البريلوي ، نفعنا الله تعالى ببركاته في الدنيا والآخرة." جنا پر وفيسر صاحب نے جہاں مقد مہ کو "قیمتی معلومات ، بے حد ضروری، حديث دائى كے ليے لابدى قرار ديا" وہاں يرجس طرح خود مصنف عليہ الرحمة فے ان فوائدكا ماخذ خصوصيت سے اپنے پير دمرشد واستاذ نتیخ الاسلام مجد دملت اعلیٰ حضرت عظیم البركت رحمہ اللہ تعالی کی کتب کو قرادیا ہے۔ای طرح پروفیسر صاحب نے اپنے والدِ گرامی کی اس علمی تحقیقی اہم خدمت کوخراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان فوائد کواعلیٰ حضرت عظیم البركت كيخصوصي فيوض وبركات قرارديا_اس نسبت سيحظمت حاصل كرنے پر باپ اور



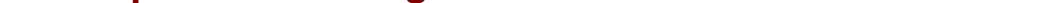


تعداد ۳۳ بتائی ہے۔تقبیل الابہامین کے اٹھائیسویں افادہ کے من میں اسلاف واکابر کی عبارت فل كرف يح بعد " تحقيق المقام" يحنوان ي فرمايا كه عمل بموضوع اور عمل بما فی الموضوع میں زمین وآسان کا فرق ہے اور پھر تقبیل الا بہا مین کی ابحاث کے خاتمہ کے تحت بارہ فوائد ذکر فرمائے۔ان میں سے فائدہ نمبر ۳ کاعنوان نفرد کذاب بھی ستلزم موضوعیت نہیں ہے۔توا**ٹھا** نیسویں افادہ کے تحقیق المقام ادر خاتمہ کے فائدہ نمبر سوکو شامل کرکے فاضل بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح البہاری کے مقدمہ کے فوائد کی تعداد ۳۲ بنائی ہے۔اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ نے تقبیل الا بہا مین کے تمام افادات اردو میں وكرفر ماكران كواسلاف واكابركى عبارات مس مؤيد فرمايا _حضرت فاضل بهارى رحمة الله علیہ نے اپنے شیخ داستاذ کے افادات کی تقریب فرما کران کوجامع الرضوی (سنن الرضوی) المعروف يحيح المبهاري كي ابتداء ميں بطور مقدمہ شامل فرمایا۔

مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 10+ جزاهم الله عنا و عن سائر العلماء والمسلمين. چونکہ بیہ مقدمہ نادر خزانہ علم شیخ واستاذ کی بے شارکت میں سے صرف ایک سے اخذكرده باس في معنف علام فاصل محدث بهارى رحمة التدعليه فرمايا: هـذا نهـر اصـغر من البحر الاكبر من بحار علوم سيدي وشيخي نفعنا الله تعالى ببركاته في الدنيا والآخرة آخر دعوانا ان الحمد لنُّه ربّ العالمين . والصلوة على رسوله رحمة للعالمين و آله واصحابه اجعمين وبوسيلتهم سائر الائمة المهديين خصوصًا عملي امام الائمة امامنا ابي حنيفة و سائر متبيعه لاسيما مجدد الملة الامام احمد رضا القادري البريلوي و تلامذته جزاهم الله تعالى عناوعن المسلمين خير جزاءة شكر مساعيهم الجميلة

في خدمة الحديث وسائر العلوم شكر إجميلا.

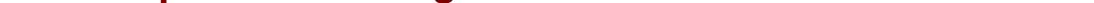
፟፟፟ አ..... ፟፟ አ..... ፟፟

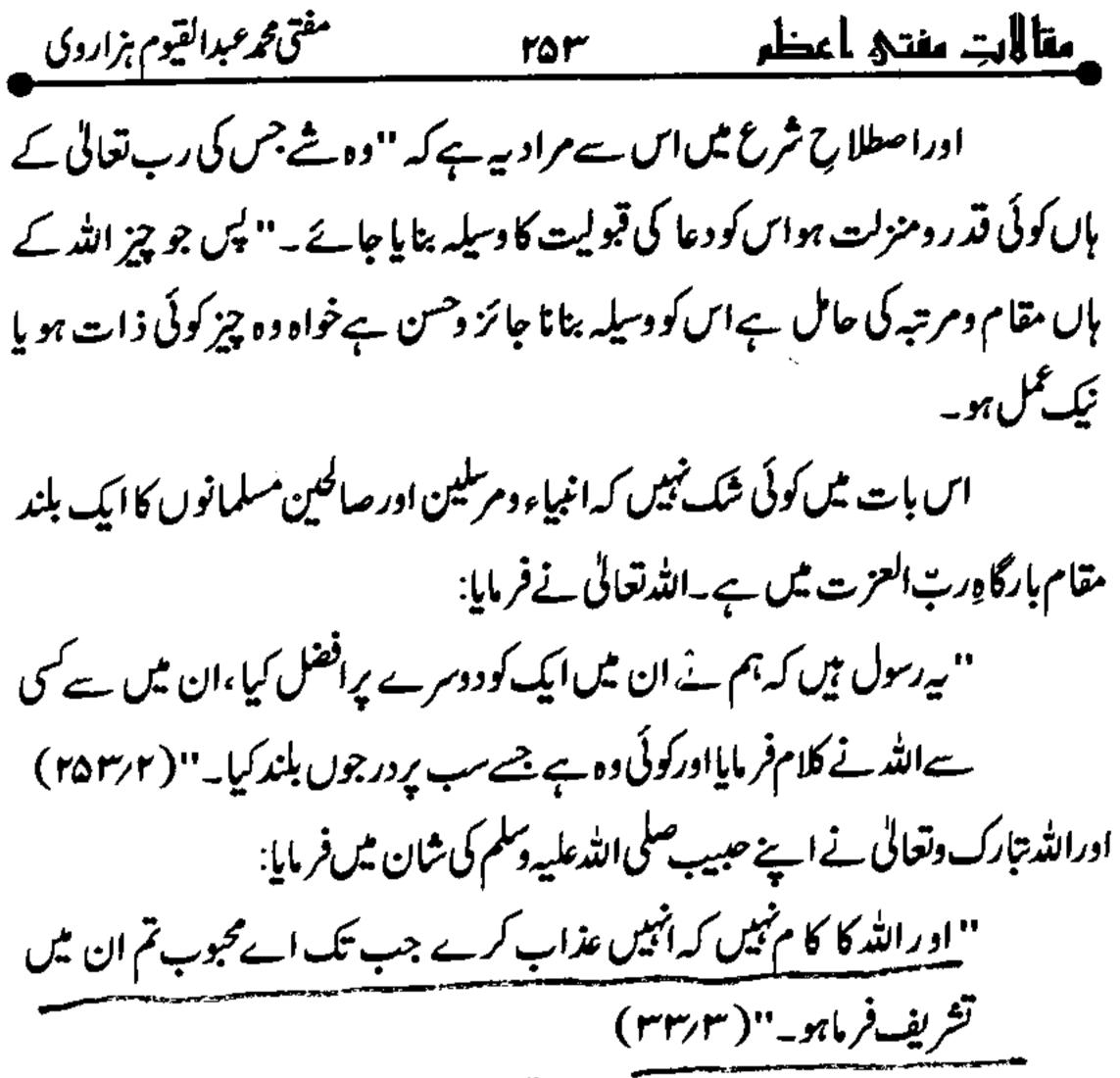




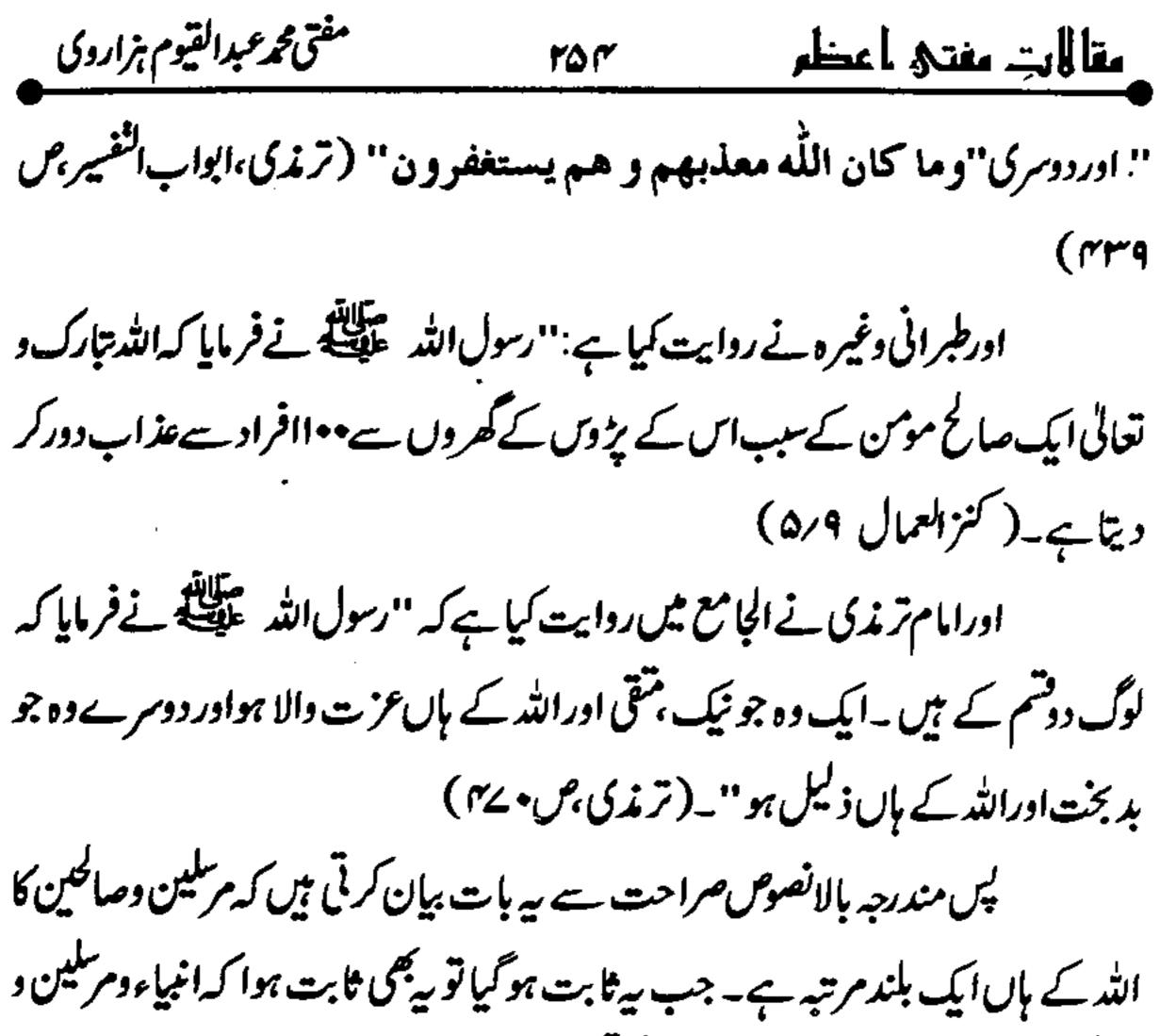
ے بات کی ، آپ کود ہال پھر بلایا گیا تو آپ سے اس خطیب نے پھروتی سوال کیا اور نماز نہ ہونے کی دیر بھی پوچی تو آپ نے فر مایا کہ: لندا اخت لاف بیدن فسی العق اللہ نہ حن نہ جین التو مسل ب الانبیداء و الم مر مسلین . و انکم تطنو نہ شر کا و کفو اللا اور جہ الاختلاف بیننا و بینکم فلد لا یجوز الاقتداء بکم. ظلب کی تو آپ نے برات خود محکی کی دلاکل انہیں دیے اور پھر مزید دلاک کے لیے حضرت قبلہ مفتی اعظم کی خدمت میں مجلی ایک فتو کی دلاکل انہیں دیے اور پھر مزید دلاک کے لیے حضرت قبلہ مفتی اعظم کی خدمت میں مجلی ایک فتو کی دلاکل انہیں دیے اور پھر مزید دلاک کے لیے حضرت قبلہ مفتی اعظم کی خدمت میں مجلی ایک فتو کی ارسال کیا جس کے جواب میں بیڈی کی کھا گیا ۔ برسب پکھ ظاہر ہو جانے کی جدیجی حضرت علام دالذ آبادی کے ساتھ جوتا رواسلوک اختیار کیا گیا دیان کرنے سے اہر ہو اس بات کو پڑھ کر قبلہ مفتی اعظم کی کمی مقام کا پند چان ہے ۔ اپ در تا کر ام ہمی اپند خوالی کا کے لیے آپ سے دائلہ دیا دی کہ مقام کا پند چان ہے ۔ مرزم العام ای کر ام محکل سائل کے حک کے آپ سے دائلہ فر مالے بلا شیر آپ مرزم العلم اور تھا۔ اللہ تو دائل کے اس کا پر کرام کی درجات کو باند فرما نے باتی منام کیا پند چان ہے ۔ اپ دولت کے جدید علاء کر ام م کی درجات کو باند فرما ہے ایس مقدی مقام کا پند چان ہے ۔ اپ دولت کے جدید علاء کر ام م کی درجات کو باند فرما ہے ۔ آپ میں دولا میں دولا میں بات کر دولت کے دید مان کر اور اللے داختیار کیا گیا ہے ہو دولت کے دید مالی دولت کے دید علاء کر ام م کی سائل کے مل کے لیے آپ سے درابلہ فرما تے بلا شید آپ مرزم الا میں ایک دولت کے دید خوالی کر اور الل میں دولت کے دید مالی کر دولت کے دید علی ہوا کی انہ دولت کے دید علی ہوں ایک دولت کے دید میں دولت کے دید دولت کے دید خوالی اس میں میں میں دولت کے دید میں ایک دولت کے دی میں دولت کی دولت کی دولت کی دولت کر دولت کے دید دولت کے دید مالی دولت کے دید مالی دولت کے دو

مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى ٍ متا لاتٍ مغتئ اعظم 101 التوسل تحرير بمفتى اعظم ياكستان مفتى محمد عبدالقيوم بزاروي اردوترجمه: قارى محمد طاہر عزیز باروى لسم التدالرحن الرحيم تمام تعریقیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے توسل کوا پی مخلوق کا خاصہ بنایا اوروه خود دسیلہ بنے سے مبراہ ہے۔اور درد دوسلام ہومخلوق کے سردار صلی اللہ علیہ دسلم پر جو کہ مخلوق کے لیے دسیلہ ہیں اور آپ علیظہ کی آل واصحاب پر جنہوں نے آپ کی ذات كووسيله بنايابه جہاں تک تعلق ہے کہ انبیاء، مرسکین بلکہ صالحین کی ذات کو دسیلہ بنانے کا توبیہ درست ہےاور بیعقیدہ کتاب دسنت اورا جما بڑ صحابہ سے ثابت ہےاور جوشض بیہ کیے کہ بیہ عقیدہ شرک ہےتو وہ صحص جاہل، گمراہ اور گمراہ کن ہے۔ کیونکہ تو سل تو شرعاً مطلوب اور عمدہ ب بلكهاللد تبارك وتعالى كى طرف ، أس كاحكم ديا كياب تو چريد شرك كيس موسكاب؟ حالانکہ شرک فتیج لذاتہ ہے اور حکم باری تعالٰی مامور یہ کے خسن ہونے کا تقاضا کرتا ہے توجو چیز حسن ہواس کا فتیج لذاتہ ہونا محال ہے۔ پس ہم نے مناسب سمجھا کہ ہم اس امر کو داخلح کردیں جوہارے مخالفین پر پوشیدہ رہا۔ تو سب سے پہلے میں ریز حرض کروں گا کہ "تو سل "لغت کے اعتبار سے کس شے کو حصول مقصد کے لیے وسیلہ اور سبب بنانے کے معنی میں استعال ہوتا ہے۔ (علامہ ابن اثیر جزری (۵۵۴-۲۰۶۵) این منظور افریقی اور مرتضی زبیدی، این اثیر النهایه فری غريب الحديث والاثر ۵/۱۸)

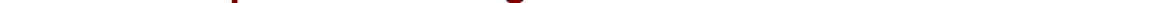


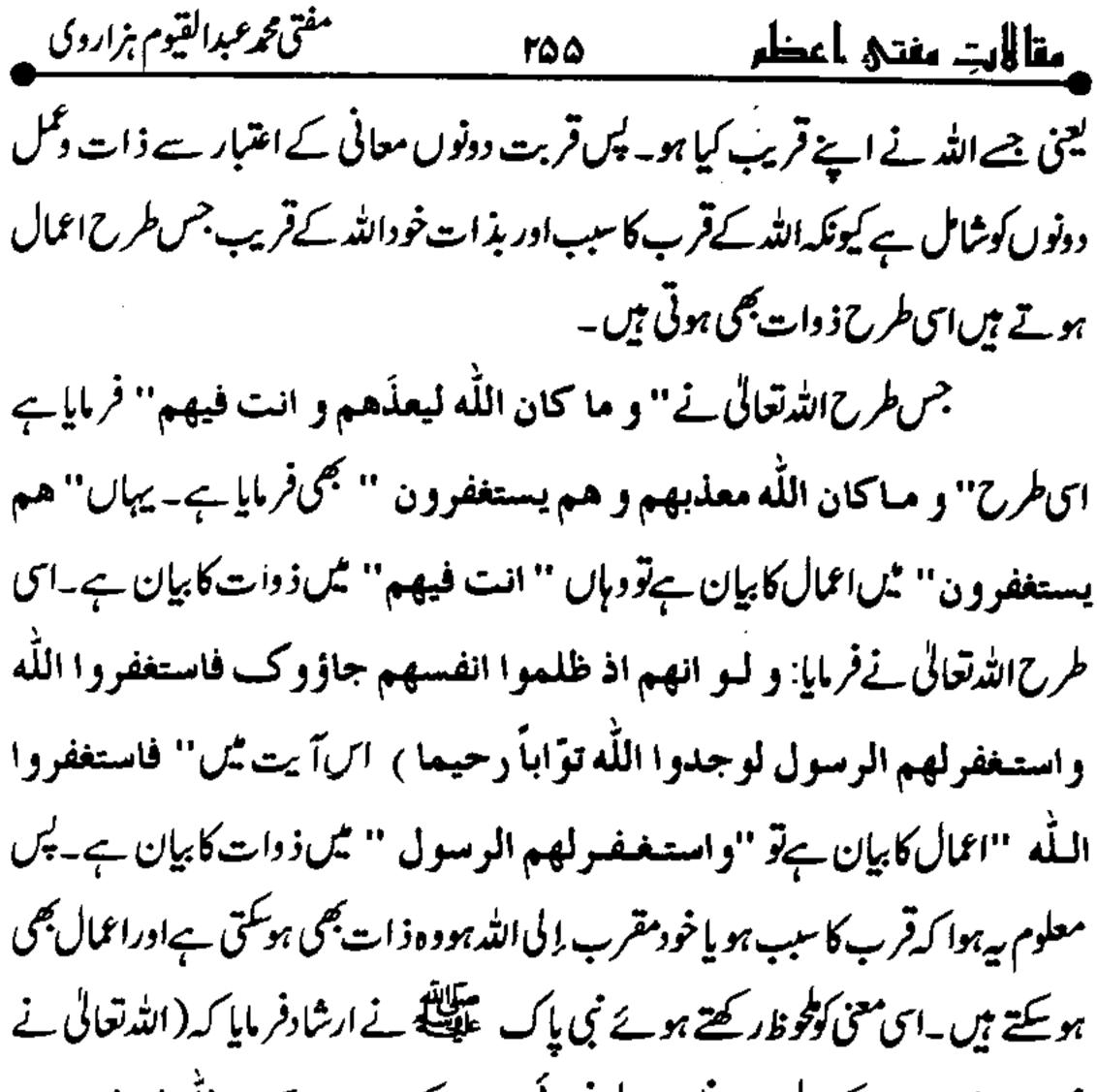


"اور بے شک قریب ہے کہ تمہارار ہے تمہیں اتنادے گا کہ تم راضی ہوجا ؤگے "۔ (0/9m) "ادراگر دہ اپنی جانوں پڑکلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں ادر پھر التُدي معافى جابي اوررسول ان كي شفاعت فرمائة وضرور التُدكوتوبه قبول كرف والامهريان يائيس_(١٢/٣) اوراللد يبارك وتعالى فرمايا: "اورعزت توالتداوراس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔ (۸۷۲۳) اوراس طرح انبیاء وصلحاء کے لیے قدر ومنزلت احادیث سے بھی ثابت ہے۔ امام تر مذی نے روایت کیا ہے کہ:" نبی یاک علیظہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لیے دوامانیں تازل قرمائی ہیں ایک: " ومساکان الله لیعذبھم و انت فیھم



صالحين بلكها عمال صالحه كووسيله بنانا جائز وستحسن ي-جہاں تک تعلق ہے کی ذات کو دسیلہ بنانے کا تو یہ کتاب دسنت ،اجماع اور اقوال سلف سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اوراس کی طرف وسیلہ ڈھونڈ و۔" (۳۵/۵) بياً يت كريمه ذوات اوراعمال ہر دوكوشامل ہے كيونكہ دسيلہ سے مراد ہر دہ شے ہے جس کے ذریعہ توسل کیا جائے لیخی جس کے ذریعہ اس کا قرب حاصل ہوخواہ وہ قرابت ہویافض ہویا کوئی اور چیز ہو۔(تفسیر الکشاف، جاراللہ دمحشری، م۵۳۸ھ) اور دوسری دجہ بیہ کہ دسیلہ سے مراد قربت ہے اور قربت یا تواسم فاعل کیجنی مقرب ے معنی میں ہے اور حقیقی مقرب اللہ کی ذات ہے اور وہ یہاں مراد نہیں لہٰذا اسناد سب کی طرف ہوگی یعنی وہ چیز جواللہ کے قرب کا سب ہویا پھر قربت اسم مفعول کے معنی میں ہے





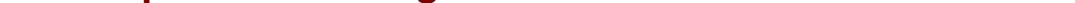
مجھ پر میری امت کے لیے دوامانیں تازل فرمائی ہیں۔ ایک " وماکان الله ليعذبهم و انت فيهم " اوردوسري"وما كان الله معذبهم و هم يستغفرون " (ترزي، ابواب النغير بص ١٣٩٩) امام حاکم (م۲۰۹۵ ج) نے متدرک (۳۱۲/۲) میں حضرت حذیفہ رضی اللّٰدعنہ <u>__اللد تعالى كفرمان " وابتغوا اليه الوسيلة " كبار _ردايت كيا ب فرمات </u> ہیں کہ نبی کریم علیق کے صحابہ میں سے حفوظین کواس بات کاملم تھا کہ حضرت ابن ام عبد وسيله كاعتبار ساللد كسب سے زياده قريب جي -اورامام بخاری نے اپنی صحیح کی جلدا ،ص سے اپر باب الاستیقاء میں روایت نقل کی ہے کہ "حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کو دسیلہ بنا کر بارش کی دعا کی اور حضرت عمرؓ نے لوگوں سے فر مایا کہ حضرت عباسؓ کو قرب اکہی کا دسیلہ

https://ataunnabi.blogspot.in مقالات مغتئ اعظم مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى 101 بنالو_(فتح الباري،۲/۱۳) ابن سعد (م۲۳۰۵) نے اپنے طبقات (۲۳٬۷۷۷) میں ذکر کیا ہے کہ حضرت معاویہ نے پزیر بن اسود جرشی کودسیلہ بنا کربارش کی دعا کی۔ادرامام ابواسحاق (م:۲۷۷ ھ) نے "الم بذب" کے باب الاستسقاء میں بھی اس کوذکر کیا ہے اور ابن تیمید نے اپنے رسالہ "التوسل والوسيليه" ميں دونوں كوذكركيا ہے۔ان مذكورہ روايات كى تفصيل ان شاءاللَّد آگ ذ کرہوگی۔ پس ان روایات سے بی**معلوم ہو گیا کہ نی اکرم** علیظہ اور آپ کے صحابہ کرام

بیں میں میں میں مردمیات سے نیے سوم ہو میں کہ بن مرام سیکھیے اور اپ سے حالبہ کرام آیت وسیلہ کواس معنی پر محمول کرتے تھے جو ذوات اور اعمال دونوں کو شامل ہے اور آئندہ مذکورہ احادیث سے اس کی زیادہ وضاحت ہوگی۔

سنت _ مشروت:

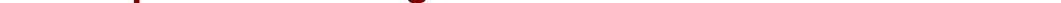
ابن ماجہ (م۲۷۳ھ) نے اپنی سنن میں باب صلوۃ الحاجت (ص ۹۹) پر روایت کیا ہے کہ " حضرت عثان بن صنیف فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی پاک علیق کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ سے دعافر مائیں کہ وہ مجھے شفاعطا فرمائے۔ آپ علیقہ نے فرمایا: اگر تو جاہے تیرے لیے دعا کوموخر کردوں یہ تیرے لیے بہتر ہے اورا گرتو جا ہے تو ابھی کردوں۔ اس نے عرض کی : آپ ابھی دعافر ما دیں۔ آپ نے اس کواچھی طرح وضو کرنے، دورکعت نماز پڑھنے اور بید عاما نگنے کا حکم ارشاد فرمایاً: " اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں محمد (علیلہ) کے وسیلہ سے جو کہ نبی رحمت ہیں۔اے تمہ علیلہ میں آپ کے سبب متوجہ ہوااینے رت کی طرف اپنی اس حاجت میں تا کہ پوری ہو جائے ۔اے الله!ان کی سفارش میرے بارے میں قبول فرما۔''

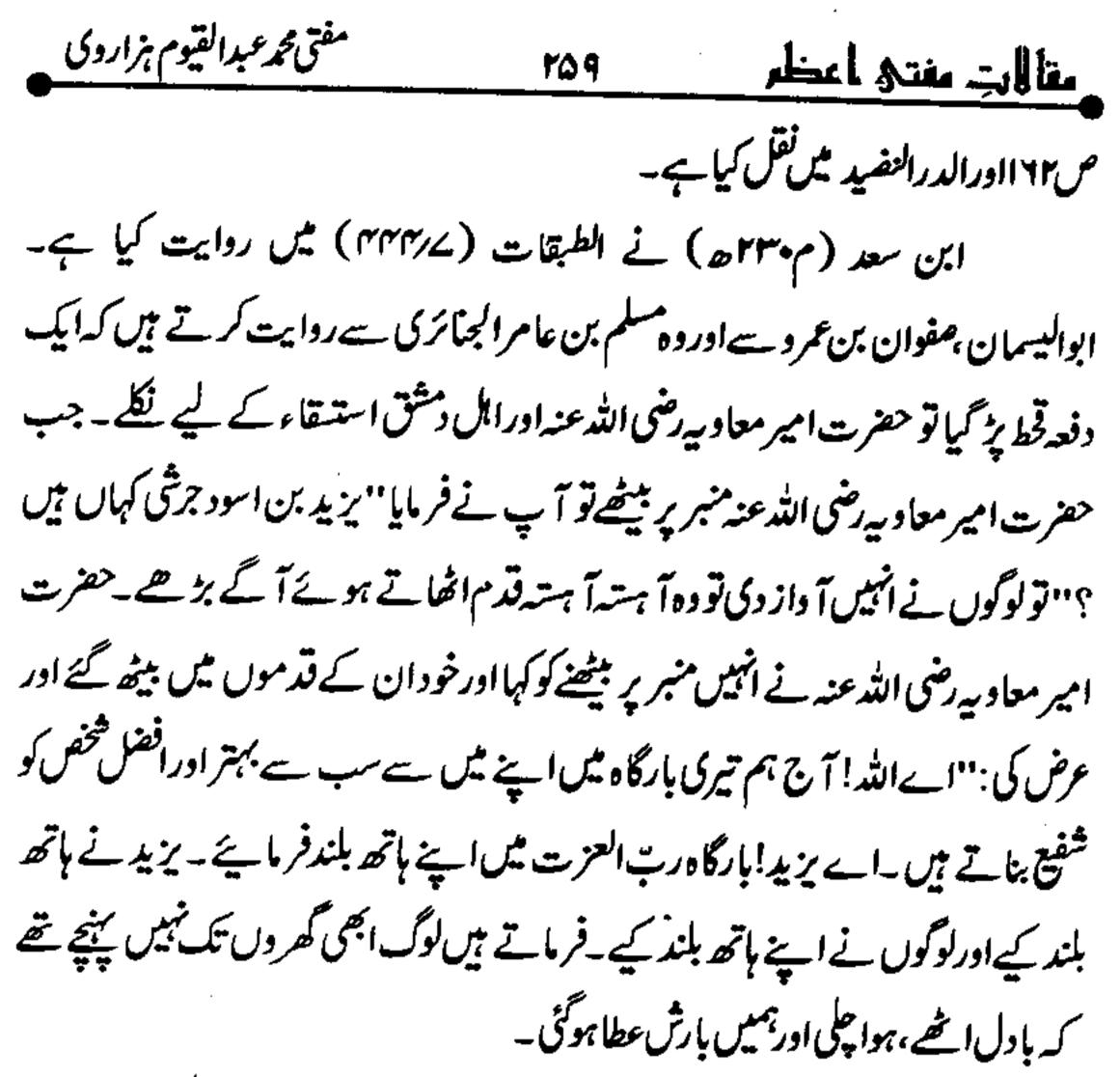


مفتى محمد عبدالقيوم ہزاردى مقالات مفتى اعظر 102 اس کے آخر میں فرمایا کہ امام اسحاق فرماتے ہیں کہ بیر حد میں سیجھے ہے۔ اورطبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن حنیف نے فر مایا کہتم بخدا! ہم ابھی متفرق نہیں ہوئے تھے اور نہ ہماری گفتگو کمبی ہوئی تھی کہ وہ آ دمی سیحیح سلامت آ تکھوں کے ساتھ آیا اور اس کی بصارت ایک تھی کویا کہ بھی اندھا بن تھا ہی نہیں ۔ امام ترمذی (م ۲۷۹۵) نے الجامع میں اس حدیث کوابواب الدعوات (ص:۵۱۵) میں ردایت کیا ہے اور کہا ہے کہ بیر حدیث حسن سیجیح ہے۔امام بخاری (م ۲۵۶ھ) نے التاریخ (۲۰۹/۲) میں روایت کیا ہے۔ امام طبرانی (م۲۰۳ ص) نے اعجم الصغیر (ص :۱۰۳) پر روایت کیا ہے۔ امام بیکتی (م ۵۸ ھ)نے دلائل النو ۃ میں تقل کیا ہے۔ امام حاکم نے (م: ۵۰٬۹۵) نے المتد رک (۱۹/۱۵) کتاب الدعاء میں روایت کیا اور کہا کہ بیر بخاری دسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ امام احمد بن عنبل (م ۲۴۱ھ) نے اپنی مند (۳۸/۳۱) میں ردایت کیا ہے۔ابن خزیمہ(ما۳۳ھ)نے اپن صحیح میں ردایت کیا ہے۔

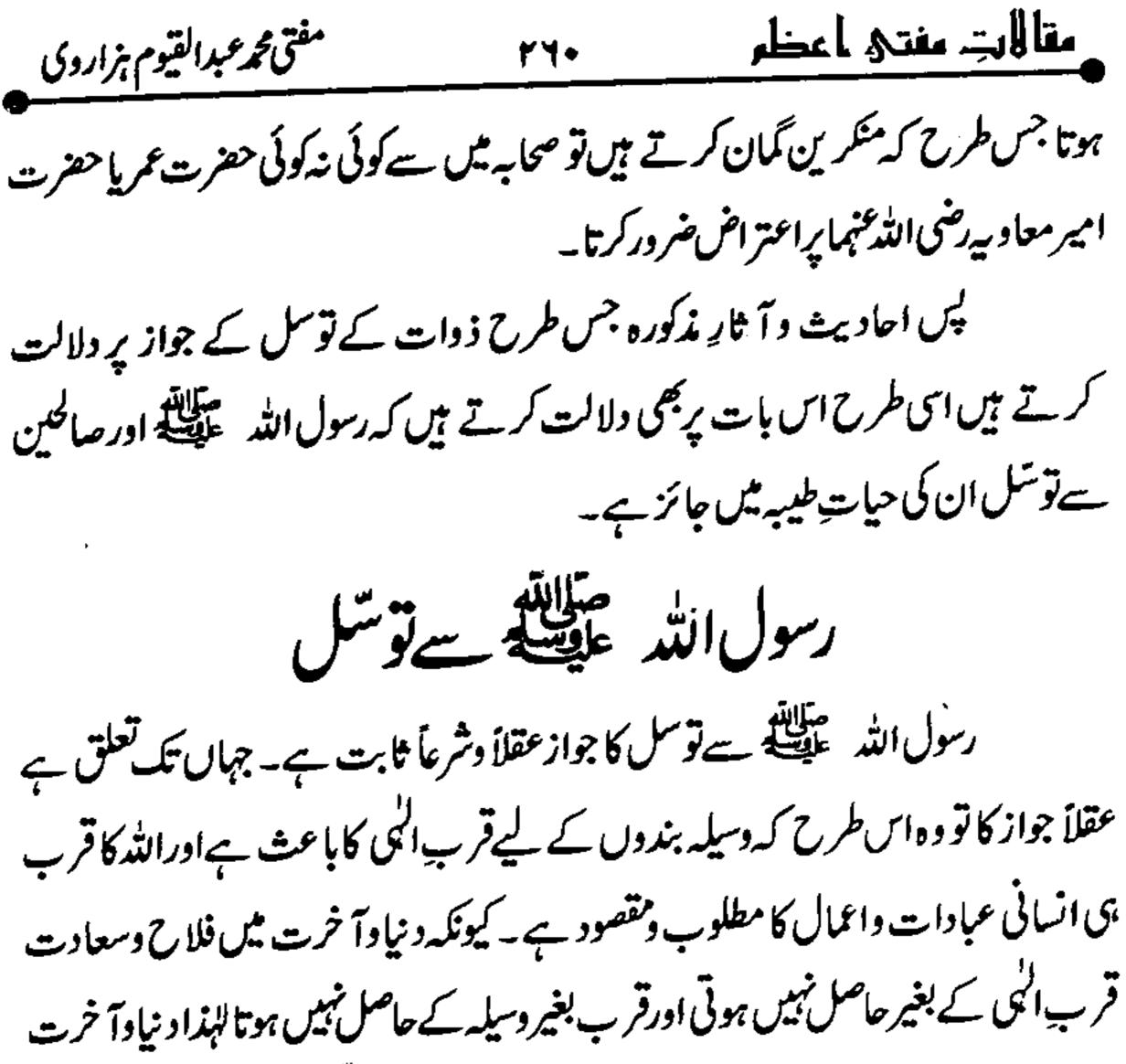
المنذری(م ۴۵۶ھ) نے اکتر غیب واکتر ھیب (۱٬۶۷) پر ، امام نووی (م ۲۷۲ ہے) نے کتاب الاذ کار، باب صلوٰۃ الحاجۃ (ص:۲۷ إ) پر، تقى الدين تبكى شافعى (م ۲۵ ۲۵) نے کتاب شفاءالیقام (ص:۲۵) پر ،نورالدین آھیتمی (م:۷۰۸ ھ) نے مجمع الزدائد (۲۷۹/۲) پر، ابن تیمیہ نے (م: ۲۸۷ھ) نے اپنے رسالہ التوسل دالوسیلہ میں، عبدالرمن بن عبدالرحيم في جامع ترمدي كى شرح تحفة الاحودى مي (٣٨٢/٢) ير،جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر و کبیر اور خصائص کبر کی (۲۰۱۳) پر، احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی (م ۹۲۳ ص) نے مواجب اللديد بي مصل زيارة قبره عليه السلام ميں ،محمد بن عبدالباقی المالکی (م: ۱۲۲۱ھ) نے شرح المواہب میں (۸؍۳۷۱) پر ، امام شوکانی (م • ۳۵ ار) نے تحفة الذاكرين (ص : ۱۲۲) پراورا پني كتاب الدرالنفيد ميں بھي تقن كيا ہے۔ پس اس حدیث سے تابت ہوا کہ کی عظیم ذات کو دسیلہ بنانا جائز ہے کیونکہ نب

مفتى محمر عبد القيوم بزاروى مقالات مفتى اعظير TOA کریم علیقہ نے اس محص کو علم ارشاد فرمایا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقد سہ کواپی حاجت کی دعامیں وسیلہ بنائے۔ اسی طرح صالحین کی ذات کودسیلہ بنانا بھی جائز ہے۔امام بخاری (م۲۵۶ھ) نے الجامع شیر میں روایت کیا ہے (ارسا) باب الاستسقاء۔ حضرت انس بن ما لک سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط زدہ ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے یانی طلب کرتے اور عرض کرتے "اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے نبی علیقہ کی وسیلہ سے پانی طلب کیا کرتے تھے تو توہمیں بارش عطافر ماتا تھااوراب ہم اپنے نبی علیقہ کے چیا کادسیلہ پیش کرتے ہیں ہمیں بارش عطافر ما۔"پس بارش تازل کردی جاتی۔ اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی سند سے ذکر کیا

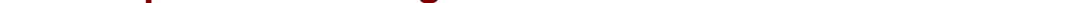


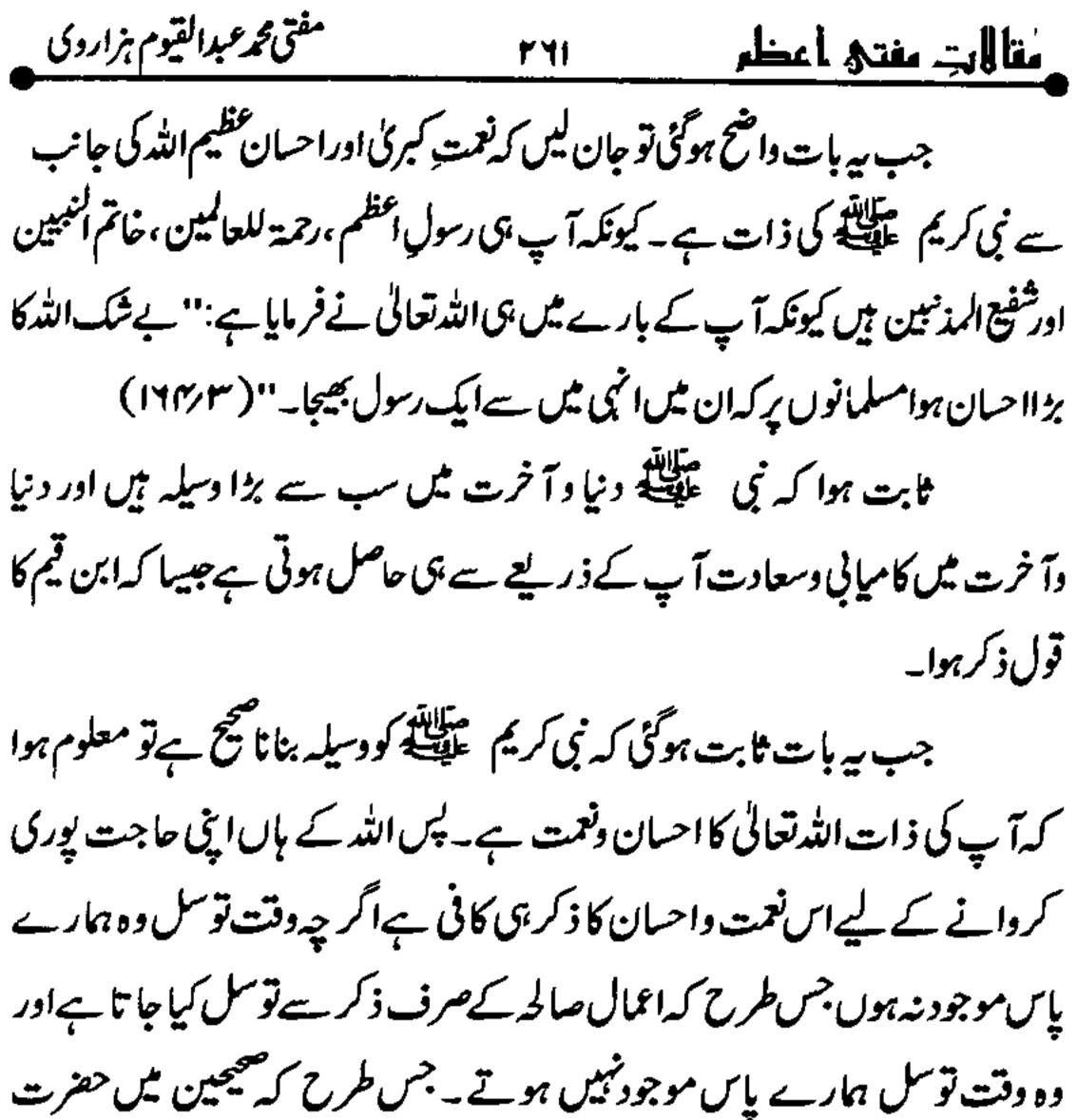


اس روایت کوامام ابواسحاق بن محمد شیرازی (م ۲۷۳ ه) نے الم مبذب ، باب الاستدهاء میں روایت کیا ہے۔ امام نووی (م ۲۷ ۵ ه) نے تہذیب الاساء واللغات (۲۰/۲۱) پر قتل کیا ہے۔ اور امام نووی نے یہی شرح الم مبذب (۲۰۷۵) پر قتل کیا ہے۔ ابن تیمید (م ۲۳۷ ه) نے رسالہ التوسل والوسیلہ میں محمد بن عبد الرحمان نے تحفة الاحوذی میں تیمید (م ۲۳۷ ه) نے رسالہ التوسل والوسیلہ میں محمد بن عبد الرحمان نے تحفة الاحوذی میں (۲۰/۲۸) پر۔ پس ان روایت سے ثابت ہوا کہ ذوات صالحین سے توسل جائز ہے کیونکہ حضرت عرض نے صحابہ کی موجود کی میں حضرت عباس کی ذات سے توسل کیا اسی طرح حضرت امیر معاویہ نے صحابہ دیا ہویں کیا۔ پس معلوم ہوا کہ آ میت کر یہ میں جود سیلہ مطلوب ہے وہ عام ہے خواہ ذوات سے ہو یا اعمال سے۔ اگر انبیاء صالحین کی ذوات سے توسل مسلوب ہے وہ عام ہے خواہ ذوات سے ہو یا اعمال سے۔ اگر انبیاء صالحین کی ذوات سے توسل مسلوب ہے

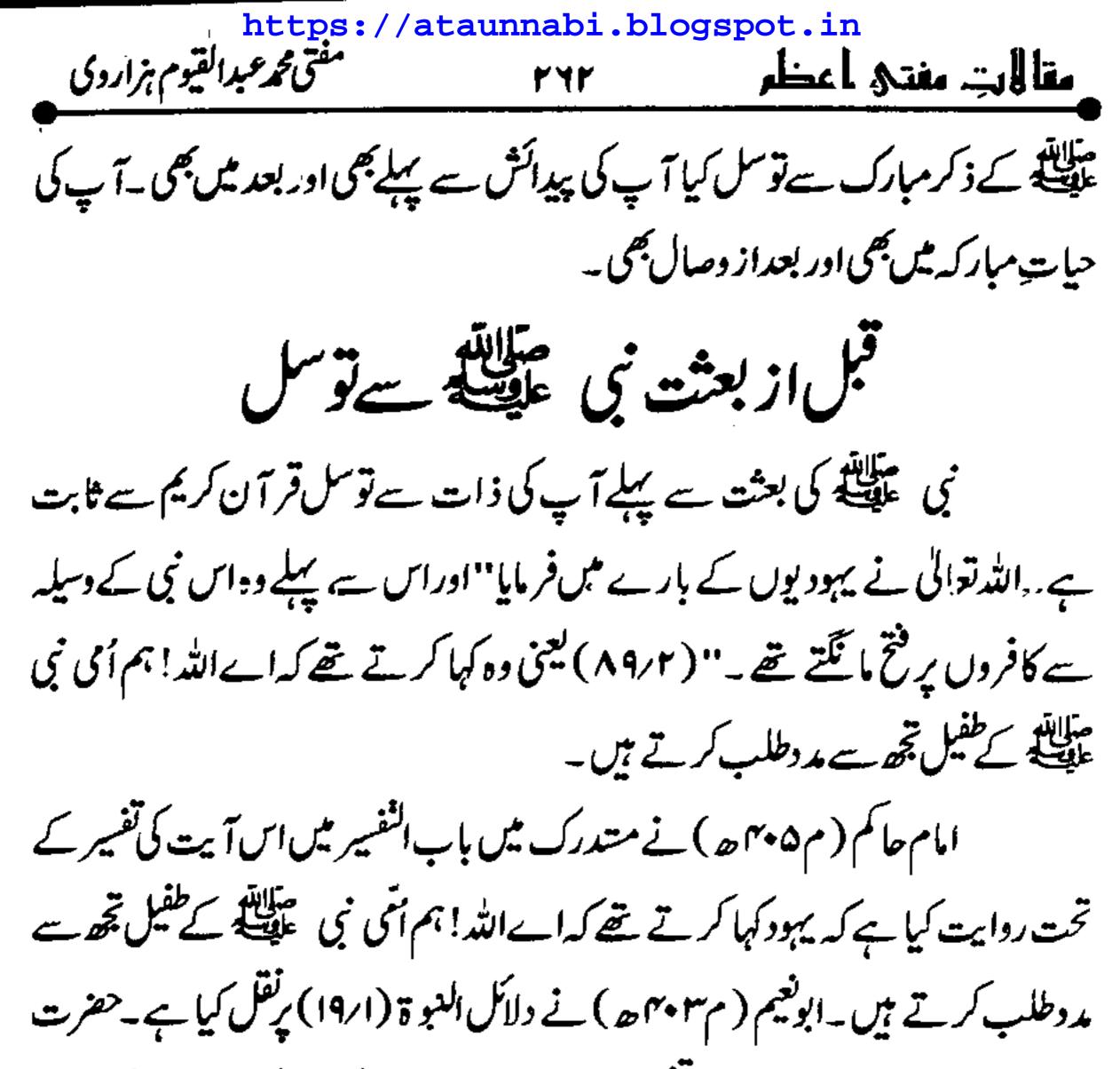


میں فلاح وسعادت کا حصول وسیلہ پر موقوف ہے۔ اور ابن قیم جوزی نے اپنی کتاب زاد المعاد میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ دنیا وآخرت کی سعادت و کا میا بی اور اللہ کی رضا کا حصول انبیاءورس کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ وسیلہ جس سے دنیا وآخرت میں سعادت و فلاح حاصل ہوتی ہے وہ انبیاء درس کی مقدس ذوات ہیں اور اس وسیلہ سے حاجات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ اور حاج انبیاء درس کی مقدس ذوات ہیں اور اس وسیلہ سے حاجات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ اور حاج مت کا پورا ہوما یہ اند تعالی کی نہت ہے ہماد واس وسیلہ سے حاجات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ اور حاج مت کا پور اہوما یہ اند تعالی کی نہت ہوتی ہے کہ دند محمد حاجات ہو کی حاصل ہوتی ہیں۔ اور حاج مت حاصل ہووہ بھی نہت ہوتی ہے کیونکہ نعت کا سب بھی نعمت ہوتا ہے۔ پس جس چیز حاج ہوا کہ وسیلہ اللہ کی نعت واتی ان جو پی جو چیز کا مل نعت ہو گی وہ تی کا مل وسیلہ ہو گی۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ انہیاء درس اللہ تعالی کی عظیم انعامات میں سے ہیں لیں ان کا وسیلہ بنا تھی جائز ہے۔

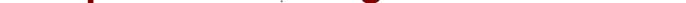




وہ وحت و س ، ، رح پ ی و، وروریں ، وے د س ی رس یہ بنہوں نے غاریل پناہ لی تقی عبداللہ بن عرض یا ن تین اصحاب غار کا قصہ مروی ہے جنہوں نے غاریل پناہ لی تقی اور چٹان نے ان پر غار کا منہ بند کر دیا تھا تو ان میں سے ہرا یک نے اپنے گز رے ہوئے عمل کے سبب توسل کیا تھا۔ (بخاری کت اب المزار عة باب اذا ذرع بمال قول بغیر اذنہم ، ، ، ، ، تم کریم علی تی کہ کہ اب المزار عة باب اذا ذرع بمال اور ای طرح نبی کریم علی تھا۔ (بخاری کت اب المزار عة باب اذا ذرع بمال اور ای طرح نبی کریم علی تھا۔ کہ کہ کہ اللہ المزار عہ باب اذا ذرع بمال نول بغیر اذنہم ، ، کریم علی تھا۔ (بخاری کت اب المزار عة باب اذا ذرع بمال اور ای طرح نبی کریم علی تھا۔ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ تو ال ان کے ظہور سے نول بغیر اذنہم ، ، کہ کہ تو ان کہ کہ ہوں ان کے نہ کہ کہ دہ ہوا ان کے طہور سے نول ہے بندوں کواپنے قول " و اذ احمد اللہ میثاق النہیں " (۱۰/۱۸) سے آپ علیک کی تقلیقہ اللہ دیا تو بندوں کو پیہ چل گیا کہ نبی تھا۔ کہ کہ تاب کی کہ تو کہ کہ تو کہ کہ تو کہ ہو کہ کہ تاب



عبداللَّد بن عباس (م ۲۸ ھ) نے تفسیر ابن عباس میں روایت کیا ہے کہ وہ اوس وخز رج پر نبی کریم علیظہ کی بعثت سے قبل آپ کے دسیلہ سے فتح طلب کیا کرتے تھے۔ ابن جریر (م ۲۰۱۰ ہے) نے تغییر ابن جربر (ار۳۰۸) میں روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ علیظہ کے طفیل آپ کی بعثت سے جمل مدد طلب کرتے تھے۔مجاہد (م^{مہ} وارھ) نے تفسیر مجاہد (۲۸۷) میں روایت کیا ہے کہ لوگوں پر آپ کے وسیلہ سے مدد طلب کرتے تھے۔ دمحشری نے تفسیر کشاف (۱۹۲۸) میں ردایت کیا ہے کہ جب ان کی مشرکین سے لڑائی ہوئی تو وہ مدد طلب کرتے اور کہتے اے اللہ ! اس نبی کے طفیل ہماری مدد فرما جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوں کے۔امام رازی (م۲۰۲۵) نے تغییر کبیر (۲۰۰۳) میں روایت کیا ہے کہ وہ فتح دلفرت کا سوال کرتے بتھےاور کہتے کہاے اللہ! ہمیں فتح عطافر مااورائمی نبی کے طفیل ہماری مدد فرما۔ الحافظ ابن كثير (م٢٢٢٥) في تفسير ابن كثير من ذكركيا كه يهودرسول الله علي كي بعث



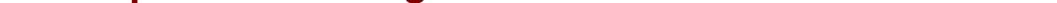
https://ataunnabi.blogspot.in

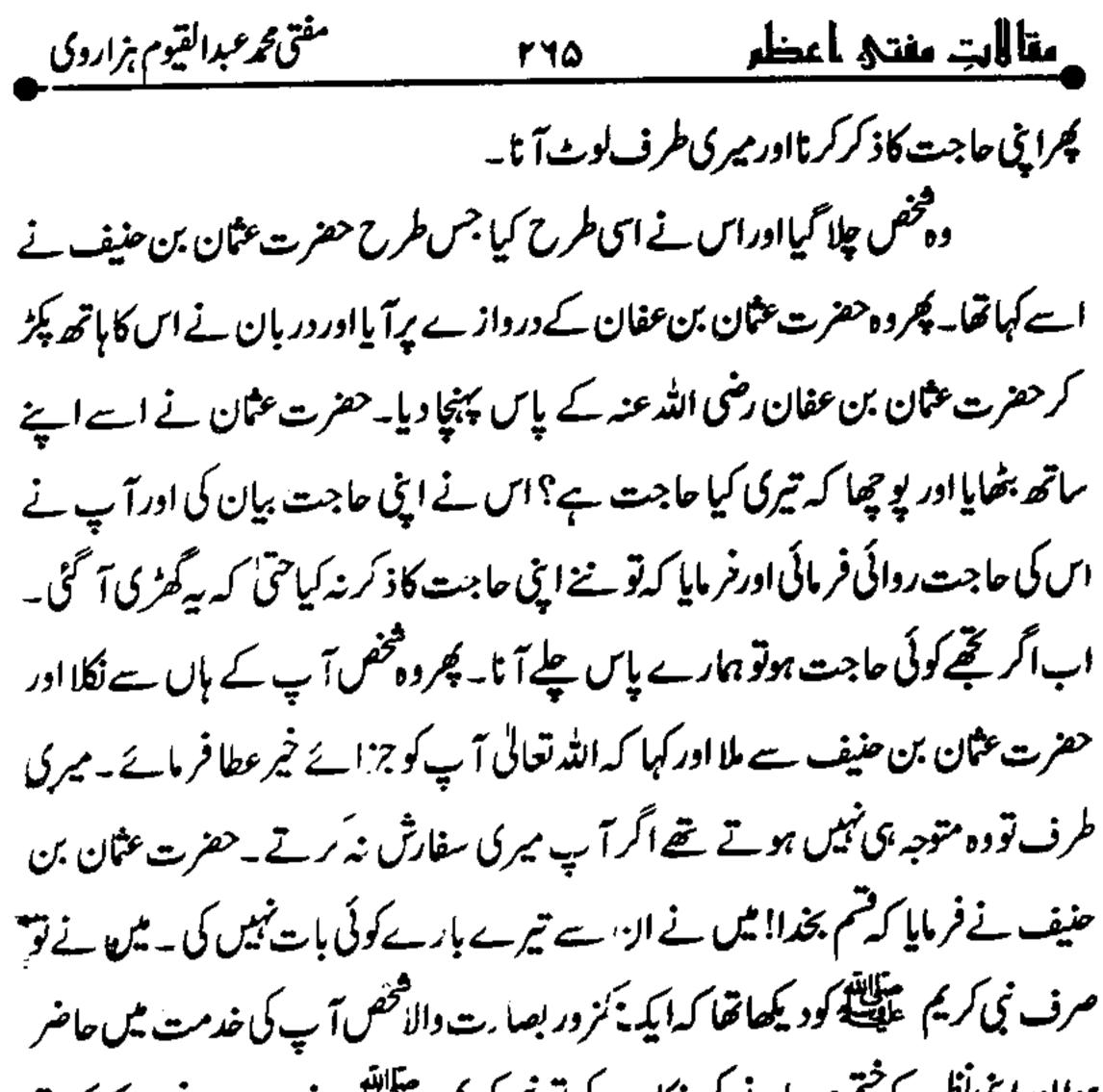


https://ataunnabi.blogspot.in

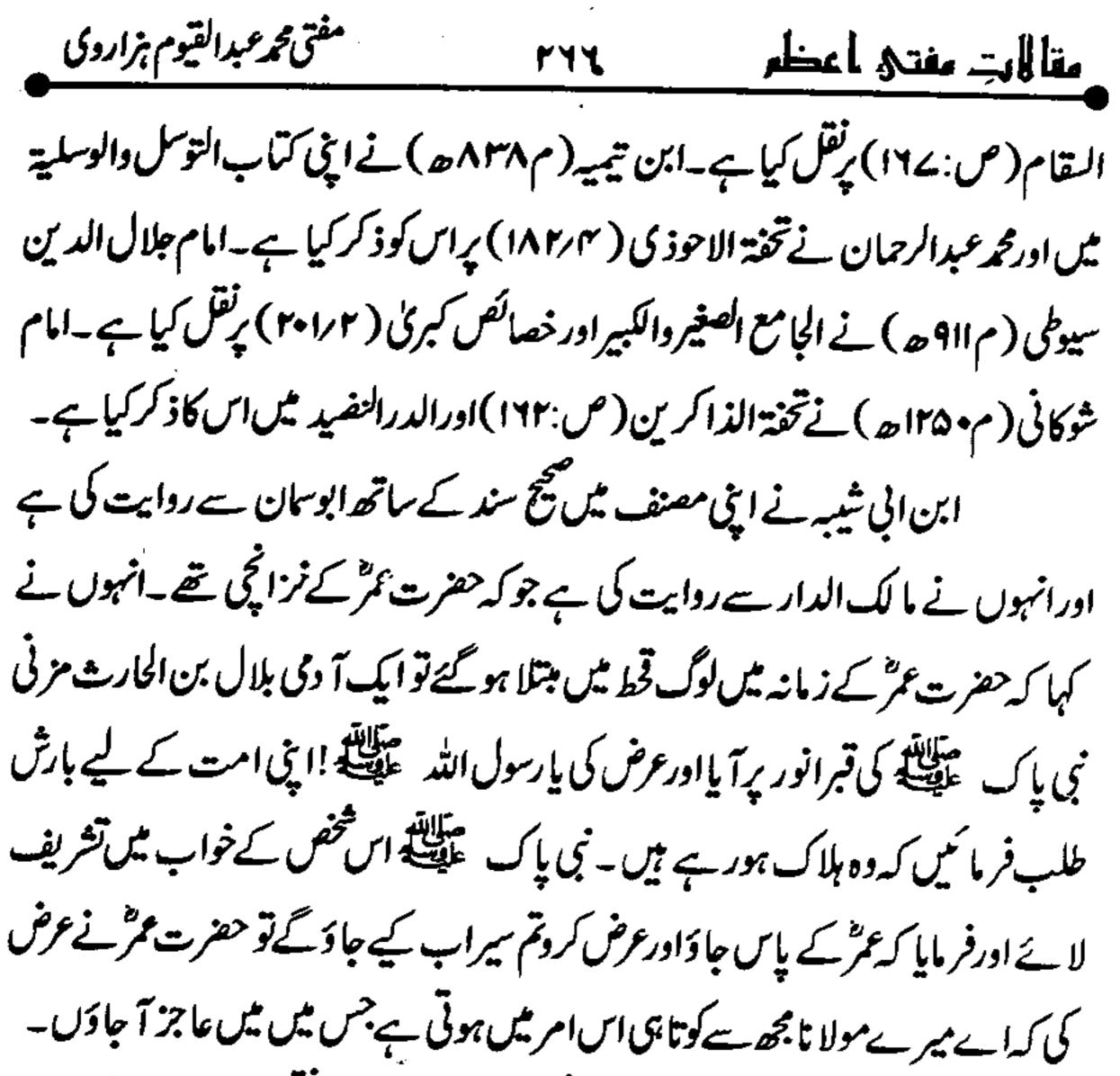


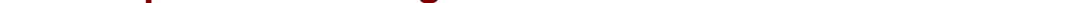
اس کے رواقہ، تاقلین اوران کی کتابوں کاذکر پہلے گزرَچکا ہے۔ س متلاقة كى ذات سيوس بعداز وصال امام طبرانی (م۳۷۰۵) نے انجم الصغیر (ص۲۰۱)اورانجم الکبیر میں بھی روایت کیا ہے کہ ایک شخص گا ہے لگا ہے حضرت عثان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی حاجت الے کر آبا کرتا تھالیکن حضرت عثان اس کی طرف نظر التفات نہ قرماتے اور نہ ہی اس کی ضرورت کے متعلق سوچتے پھروہ تخص حضرت عثان بن حنیف سے ملااوراس معاملہ کی انہیں شکایت کی تو حضرت عثان بن حنیف نے اسے فرمایا کہ دضو کا برتن لا اور دضو کر پھر مسجد جا کر دورکعت نماز پڑھ پھرعرض کرنا''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جناب میں اپنے نبی محمد علیظہ جو کہ نبی رحمت میں کے دسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں اورا یے **حمد** علیظہ ایم آپ کے دسیلہ سے اپنے ربّ کی بارگاہ میں متوجہ ہوا تا کہ وہ میری حاجت کو پورا کردے "۔

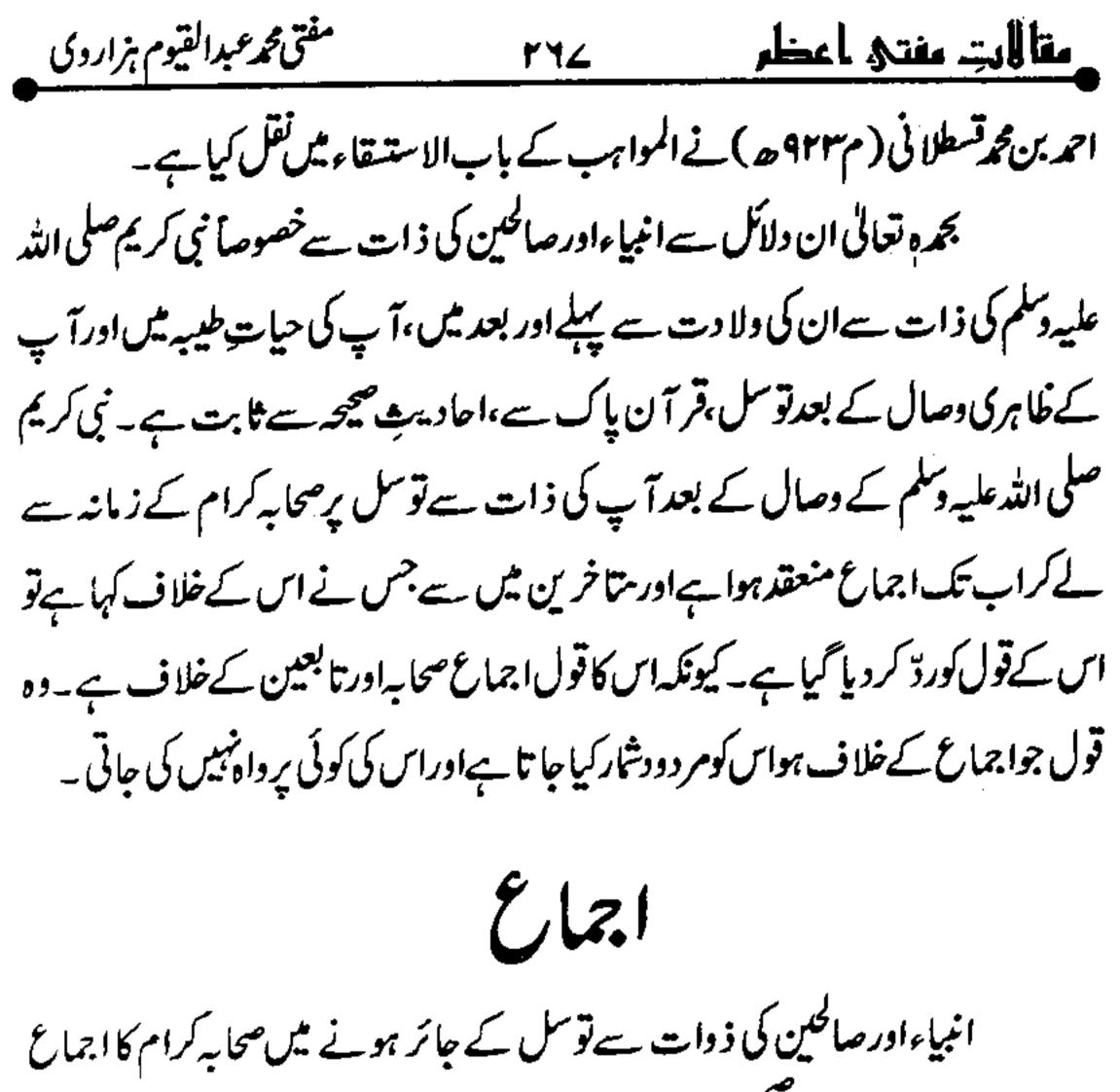




ہواادرا پنی نظر کے ختم ہوجانے کی شکایت کی تو نبی کریم علیظ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو مبر کرے گا؟ اس نے عرض کی یار سول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میر کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں اور جسے بردی تکلیف ہوتی ہے۔ تو نبی کریم علیظ نے اسے وضو کرنے ، دور کعت نماز پڑ صفے اور مذکورہ دعا ما تکنے کا تکم ارشا دفر مایا۔ حضر ت عثمان بن صفیف نے اس سے کہا کہ قسم بخدا! ہم ابھی اس مجلس سے متفرق نہیں ہوئے شے اور نہ بی ہماری گفتگو کمی ہوئی تھی کہ وہ شخص ہمارے پاس آیا کو یا کہ اسے کھی تکلیف تھی بی کہیں۔ مغذ اجم ابھی اس مجلس سے متفرق نہیں ہوئے شے اور نہ بی ہماری گفتگو کمی ہوئی تھی کہ وہ شخص ہمارے پاس آیا کو یا کہ اسے کم تکلیف تھی بی کہیں۔ معرف میں دکر کہا ہے۔ مندری (م ۲۵ م ھر) نے الترغیب والتر ہیب (ار ۲۰۱) میں ذکر کیا ہے۔ الحافظ نو ر الدین الیسیٹی (م ۵۹ م ھر) نے مجمع الزوا کہ (۲۷ م ۲۷ م) پنتن کیا ہے۔ امام تھی الدین السبکی (م ۲۵ م ھر)

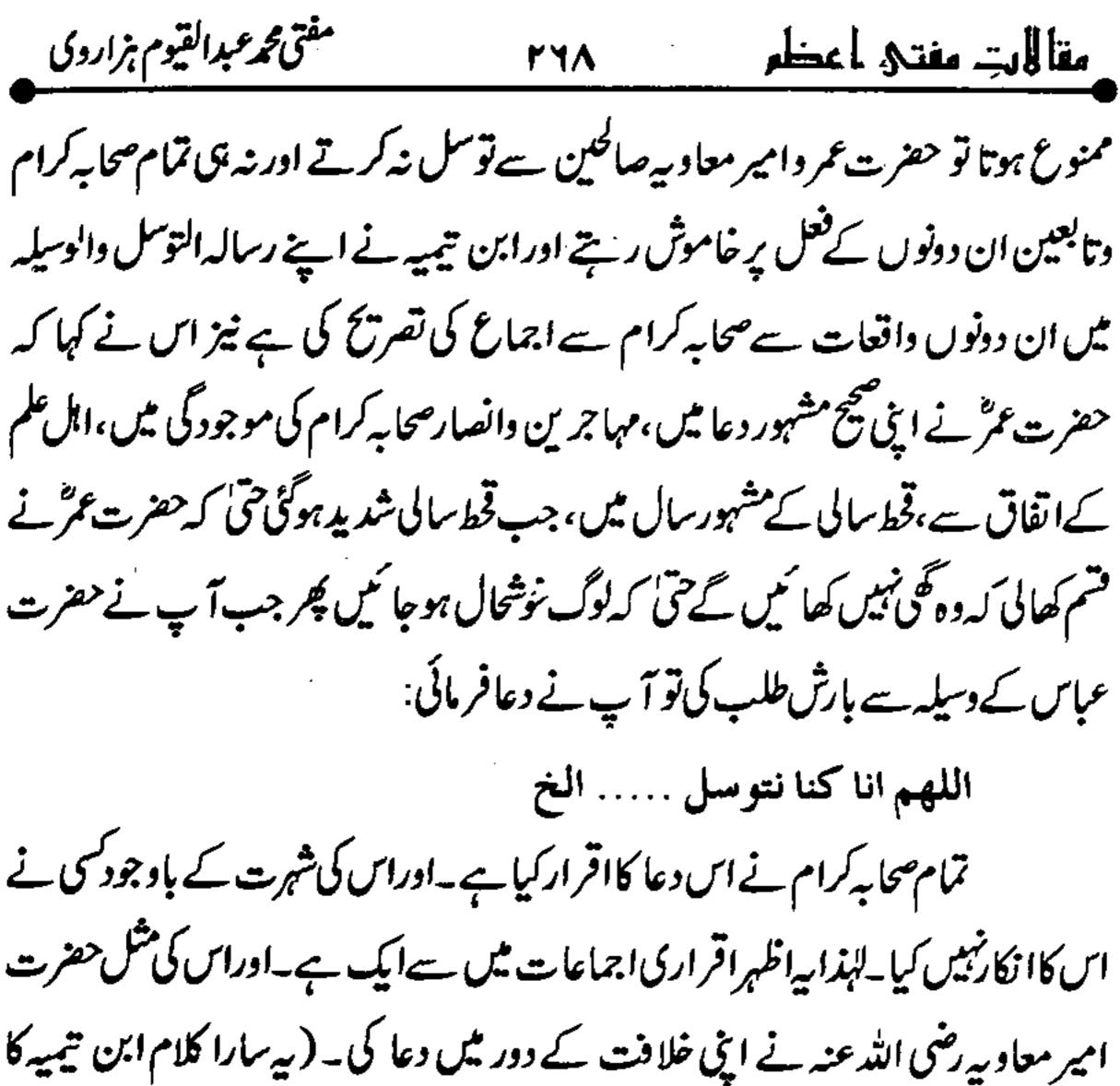




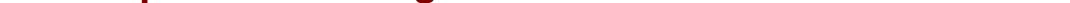


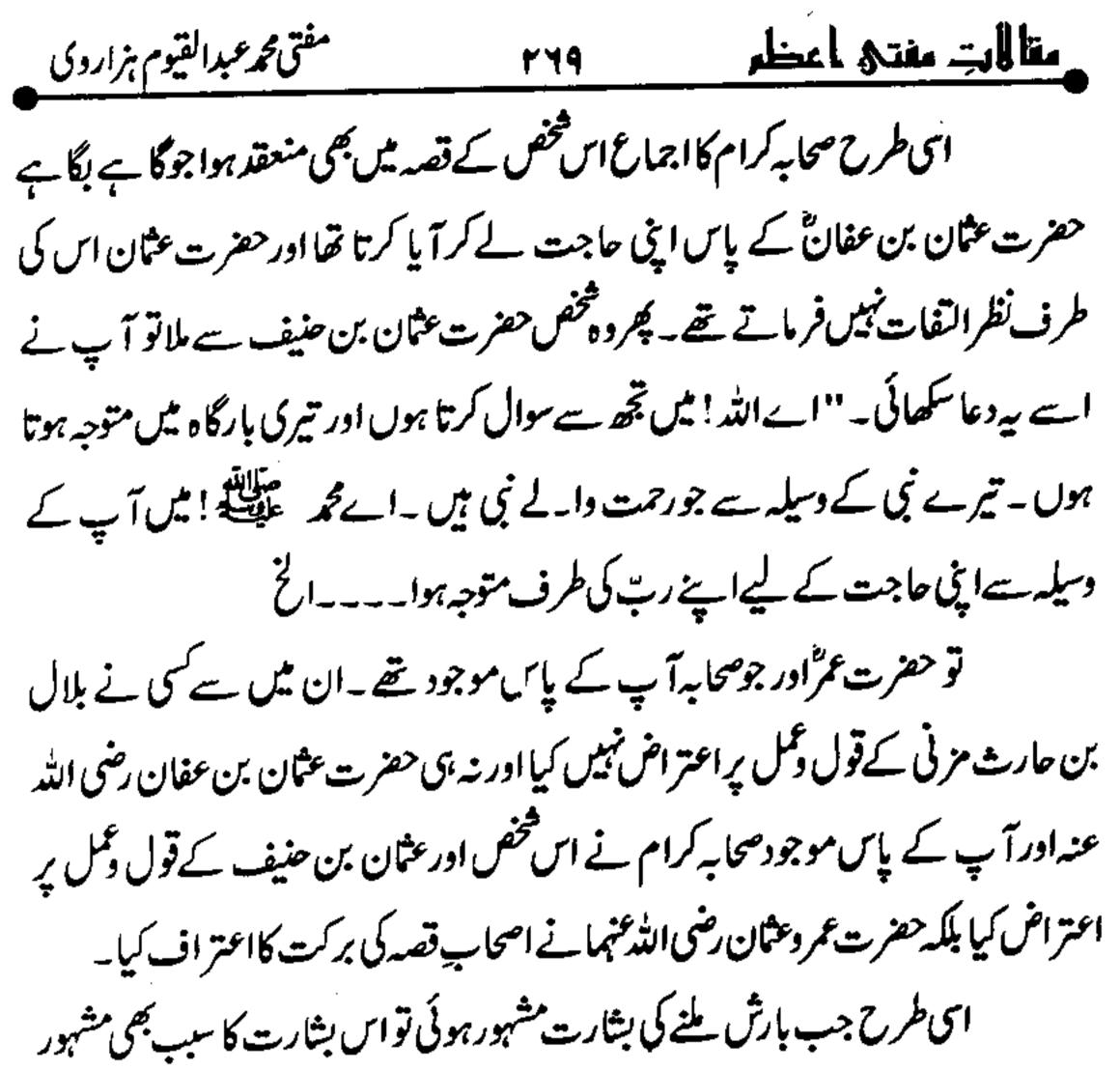
ہے۔ امام بخاری نے اپنی سیح میں باب الاست قاء میں روایت کیا ہے کہ حضرت عمر ؓ نے حضرت عباسؓ کو وسیلہ بناتے ہوئے عرض کی : اے اللہ ! ہم تیری بارگاہ میں اپ نبی تقلیقہ کو وسیلہ پیش کرتے تصوتو تو ہم پر بارش نازل کرتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے بچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں پس بارش نازل فرما۔ پھر صحابہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عباس کو وسیلہ بنالو۔ تو صحابہ کرام میں سے کی نے بھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عباس کو وسیلہ بنالو۔ تو صحابہ کرام میں سے ک نے بھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عباس کو وسیلہ بنالو۔ تو صحابہ کرام اور تابعین ک موجود گی میں وسیلہ بنایا اور بارش طلب کی جس طرح کہ طبقات ابن سعد کی روایت میں گزر چکا ہے تو حاضرین میں سے کسی نے اس کو تا پند نہ کیا۔ پس صحابہ و تابعین کا ذوات انبیاءو حصالین سے توسل پرا جماع ثابت ہو گیا۔ اور اگر ذوات مالین کہ حام میں سے کسی کر رام اور تا بعین کا دوات انبیاء و

https://ataunnabi.blogspot.in



_ب اس طرح نبی کریم علیظتہ کی وفات کے بعد آپ کی ذات سے توسل کے جواز یرصحابہ کرام کا جماع حضرت عمرٌ وحضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی منعقد ہوا تھا۔ جب ایک شخص بلال بن حارث مزنی نبی کریم علیظته کی قبرانور پرآیا اور عرض کی :یارسول الله علیظته اپنی امت کے لیے بارش طلب فرمائیں کہ وہ ہلاک ہور ہی ہے۔ آپ علیہ جاس تحض کے خواب میں تشریف لائے اور اس سے فرمایا کہ عمر کے پاس جاؤاوران سے عرض کرو کہ تم سیراب کیے جاؤگے۔تو حضرت عمرؓ نے عرض کی کہا ہے میرے مولا! مجھ سے کوتا بی اس امر میں ہوتی ہے جس میں میں عاجز آجا وَل۔ اس بات کوابن ابی شیبہ، بیکتی ، بخاری اورابن عبدالبراور دیگر محدثین نے روایت کیاہے۔

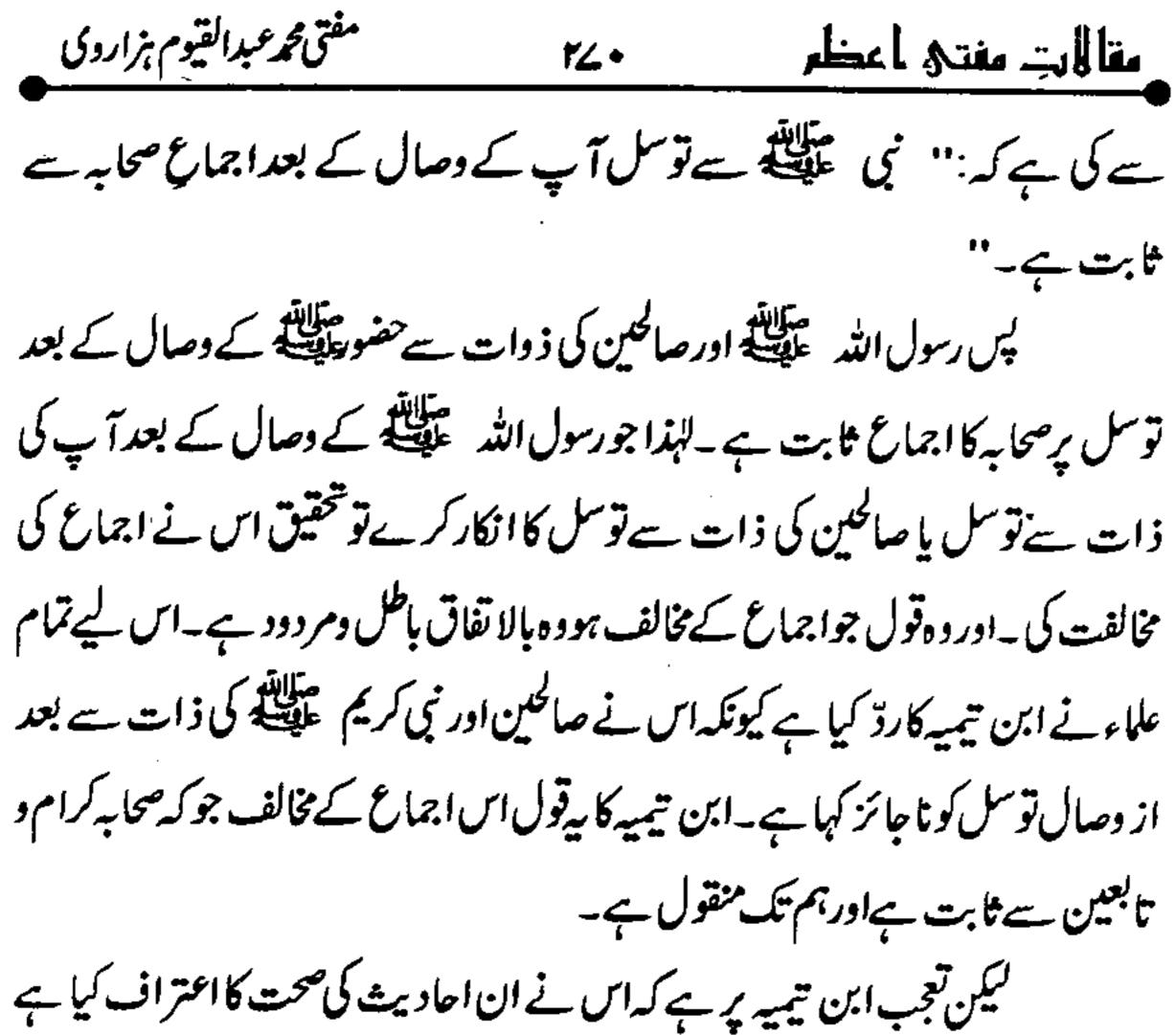




ہو گیا اور دہ بلال بن حارث مزنی کارسول اللہ علیقہ سے بارش طلب کرنا تھا جوانہوں نے ان الفاظ مے کی تھی کہ:

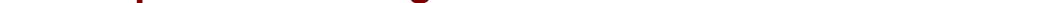
" اے اللہ کے رسول! علیقہ اپن امت کے لیے بارش طلب فرما کی ۔ " صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی نے اس کا انکار نہیں کیااور یہی صحابہ کرام و تابعين كااجماع سكوتي تعااورابن تيميه ني اس اجماع كما نعقاد كااعتراف ان الفاظ سے کیا ہے کہ " مید حضرت عمر کی دعائے جس کا تمام صحابہ نے اقرار کیا ہے اور اس کی شہرت کے باوجود کسی نے انکار نہیں کیا اور پیاظہر اقراری اجماعات میں سے ایک ہے۔ اور اس جیسی ایک دعا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دورِخلافت میں مانگی تھی جس کا تذكره كزر چکاہے۔ اورامام شوکانی نے اپنے رسالہ الدرالنضيد ميں اس بات کی تصریح ان الفاظ

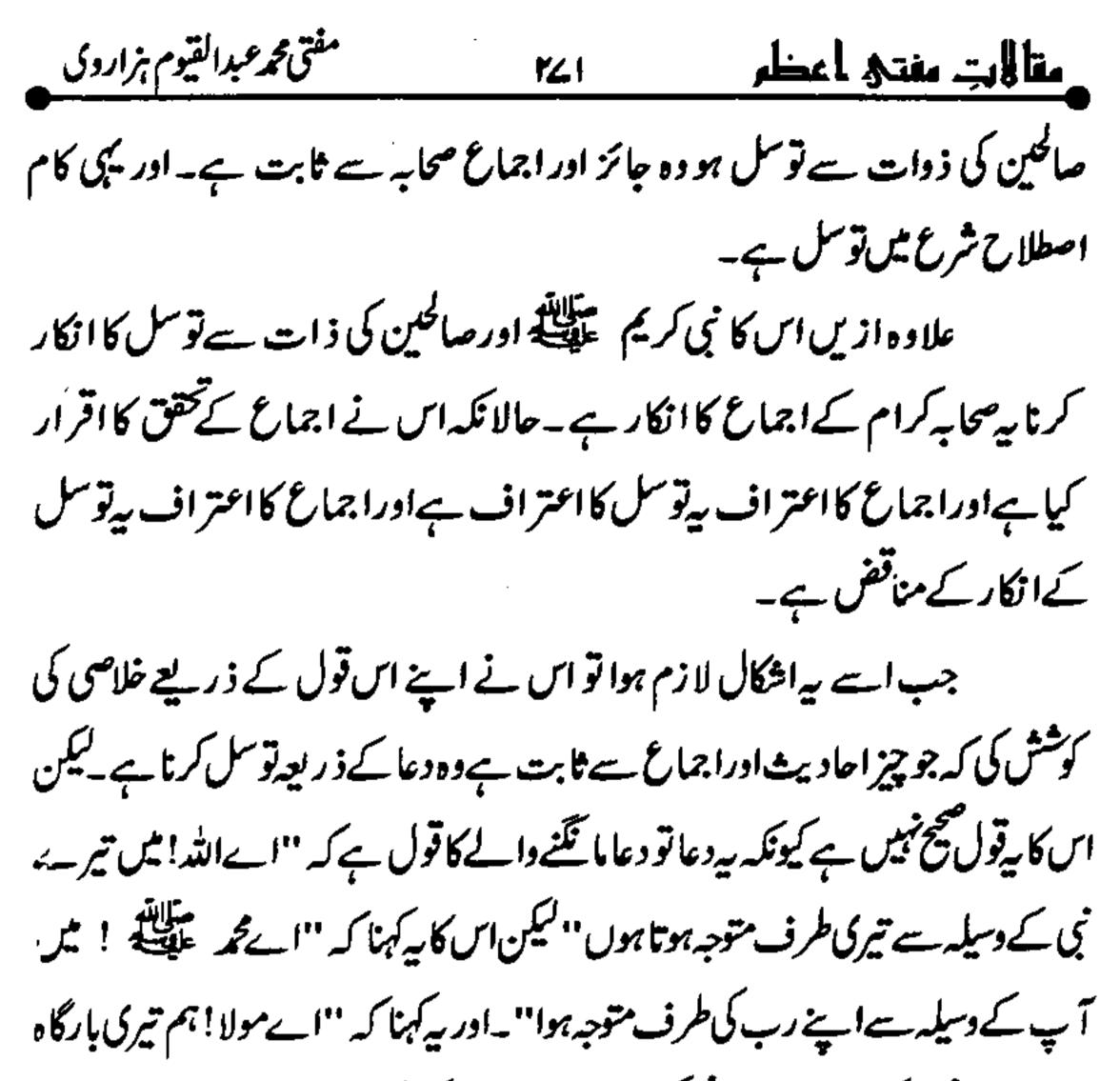
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari



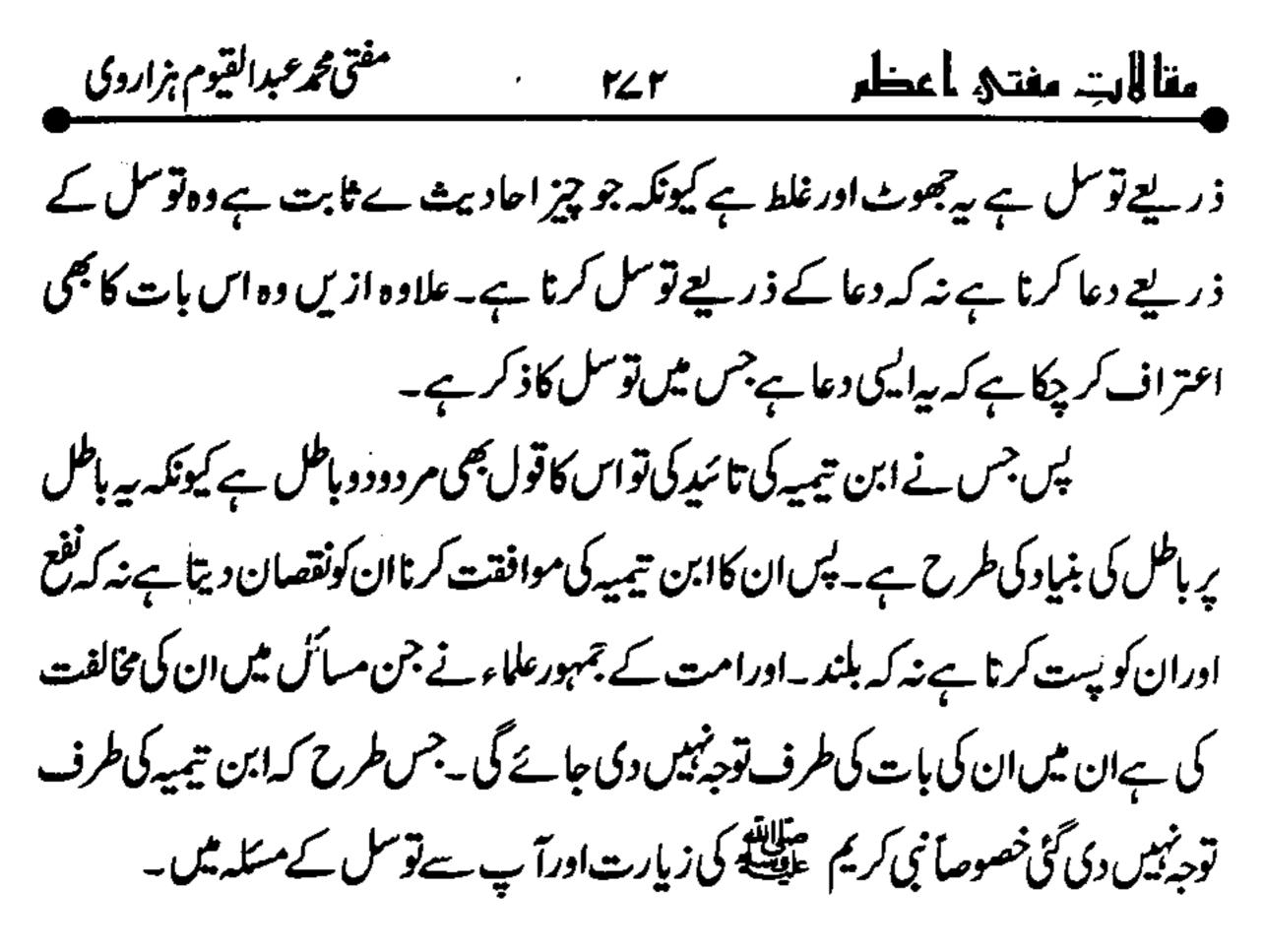
ادراجماع صحابه کے انعقاد کابھی اعتراف کیا ہے اور حضرت َعثمان بن حنیف کی اس حدیث کو بیان کیا ہے جس میں اس تحض کا قصہ ہے جو گا ہے بگا ہے حضرت عثمان بن عفانؓ کے پا ک آيا كرتاتها_ اور تابیناتخص کی حدیث کو بہت سے صنفین نے ذکر کیا ہے۔ چرابن تیمیہ نے حضرت عمرتكا حضرت عباس سيستوسل اورحضرت امير معاوبيه كايزيدبن اسود كاقصه ذكر کرنے کے بعد کہاہے کہ بیر حضرت عمر کی دعاہے۔تمام صحابہ کرام نے اس کا اقرار کیا ہے اور کسی نے بھی اس کی شہرت کے باوجوداس کا انکار نہیں کیا اور بیا ظہر اقرار کی اجماعات میں ہے ایک ہے۔ تواس اعتراف کے ہوتے ہوئے صالحین اور نبی کریم علیظہ کی ذات سے بعد از وصال توسل کے انکار کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کیونکہ اس اعتراف سے بیہ باہت لازم آتی ہے کہ وہ عاجس میں ایسے کمالات ہوں جن میں آپ میں تابی کا دات پاک اور

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari



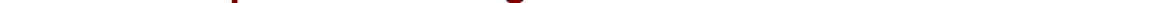


میں تیرے نبی کے بچا کاوسیلہ پیش کرتے ہیں۔" یا بیہ کہنا کہ "اے اللہ! ہم دسیلہ بناتے میں، ہم شخصی بناتے میں یا ہم یزید بن اسود کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں ''۔ یا یہ کہنا کہ ''اے اللہ کے رسول ! اپنی امت کے لیے بارش طلب فرمائیں ..'' بیرسب توسل کے ذريع دعا كرتاب نهك دعاك ذريع توسل كرتاب ادران دونوں ميں فرق داختے ہے۔ اورابن تیمیہ نے جو بیرکہا کہ بیر حضرت عمر کی دعا ہے اور تمام صحابہ نے اس کا اقرار کیاہے، اس سے بیربات بھی لازم آتی ہے کہ وہ دعاجس میں آپ علیقہ کی ذات مقدسہ یا صالحین کی ذوات سے توسل کا ذکر ہووہ جائز اوراجماع صحابہ سے ثابت ہے اور یہی چیز صورة ومعنى توسل كہلاتى ہے۔ لہذاابن تيميہ كے انكار كامقصد كيا ہے؟ پس حاصل کلام میہ کہ ابن تیمیہ کا انکار باطل ومردود ہے کیونکہ وہ اجماع کے مخالف ہے کیونکہ وہ اجماع کے انعقاد کا اعتراف کر چکا ہے۔اور اس کا بیر کہنا کہ بید دعا کے



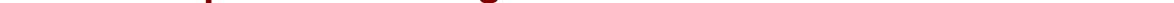


توسل کے جواز کے بارے میں جہاں تک اسلاف کے تعلق ہے تو وہ اس قدر ہیں کہ ان کوشار نہیں کیا جا سکتا اور جوابحاث گز رچکی ہیں ان کے من میں جن اسلاف کے اقوال کا ذکر ہوا ہے بطورِ ججت وہی کافی جیں کیکن یہ چندان آئمہ مجتہدین کے اقوال کونگل کرتے ہیں جو کہ سلمانوں کے مقترا ہیں تا کہ منکرین کے خلاف جحت تمام ہوجائے۔ ام الموسين عا تشهر يقدر مي الله عنها (م: ٥٠٨) امام دارمی (م۲۵۵ھ) نے اپنی مند (ار۳۳) باب "اکرام اللہ عبیہ سلی اللہ عليہ دسلم بعد موبتہ " میں ذکر کیا ہے کہ ابوجوزا سے مردی ہے کہ اہل مدینہ ایک مرتبہ شدید قحط میں مبتلا ہو گئے اور شکایت لے کر حضرت عا ئشہر ضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بی پاک علیظتہ کی قبرانور کی طرف دیکھواور آسان تک ایک سوراخ بنا دویہ جی کہ آسان اور قبر انور کے درمیان حصت نہ ہو، پس انہوں نے ایسا بھی کیا تو بارش



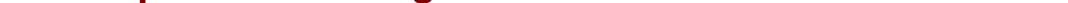
مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 728 عطا كردى كتى-اس کوابن جوزی (م:۵۹۷ھ) نے الوفا (ص:۸۰۱) پر دوایت کیا ہے۔ خليفة المسلمين حضرت على المرضى (م مهم ه) امام بخارى (م ٢٥٦ه) نے الجامع (ار ١٣٧) پر دوايت كيا ہے كہ جب اعرابي آیا اور نبی پاک ﷺ سے قحط کی شکایت کی تو آپ نے اللہ سے دعا کی توبادل بارش سے *بھر گئے* اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر ابوطالب ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ پھر آپ نے فرمایا ان کے اس قول کوکون پڑھے گا؟ تو حضرت علیؓ نے عرض کی : یا رسول التُصلى التُدعليه وسلم _شايد آپ كى مرادىي قول ہے۔ آپ ایسی روٹن ذات ہیں جن کے چہرے کی برکت سے بارش وبادل کوطلب کیا جاتا ہے اور آپ نیپیوں کے فریا درس اور بیوا دُل کی عصمت ہیں۔ تونى پاك عليظة كاچېره مبارك كل الله ـ امام ما لك رضي التدعنه (م:۲۷ اھ) قاضی عیاض مالکی (م۵۴۴۵ ھ) نے شفاء شریف باب خدمۃ النبی بعد موتہ لازم میں سیج سند کے ساتھ روایت کیا۔ امام شباب الدین خفاجی(م۱۲۸۵) نے شرح شفاء (۳۹۸/۳) یِقْل کیا کہ بنو عباس کے دوسرے خلیفہ منصور نے جب حج کیااور نبی اکرم ﷺ کی قبرانور کی زیارت کی تو اس نے امام مالک جو کہ محبر نبوی میں موجود یتھے، ان سے سوال کیا اور ان سے کہا اے ابوعبدالله المي قبله كي طرف رخ كرون اوردعا كرون بإرسول الله صلى الله عليه وسلم كي طرف رخ کروں توامام مالک نے فرمایا کہ تواپنا چہرہ حضورِ اکرم ﷺ سے نہ پھیر جو کہ تیراادر تیرے باپ آ دم کا دسیلہ ہے اللہ کی بارگاہِ عالیہ میں ۔ بلکہ تو اپنا چہرہ حضور انور علی کے

مفتى محمر عبدالقيوم بزاروي مقالات مفتئ اعظر ۳21 طرف رکھاورانہیں شفیع بنا تو اللہ تبارک وتعالٰی تیرے بارے میں حضور علیقے کی شفاعت قبول کرےگا۔ امام کمل (م۵۷۷ھ) نے شفاءالسقام (من ۱۵۴) پراسے قُل کیا۔ امام مطلانی (م: ۹۲۳ ص) نے المواہب باب زیارہ قبر النبی عَلَيْتُ من اسے قل کیا۔ امام تمحو دی(م:اا۲ ھ)نے دفاءالوفا (ص:۲۲ ۱) پرانے قُل کیا۔ امام زرقانی (م:۱۲۲ار) نے شرح المواہب (۸۷۷۳) پرانے قتل کیا اور کہا کہ قاضی علیہ الرحمۃ نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے جس کے راوی ثقہ ہیں۔ امام اعظم ابوحنيفه رضي التدعنه (م+۵۱ھ) امام اعظم نے اپنی مند میں کتاب الج کے اندر جھزت نافع اور حضرت عمر کے واسطہ سے روایت کیا کہ سنت ہیے کہ تو آقاعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبرانور پر آئے کعبہ ب اورا پی پشت قبلہ کی سمت کرے اور اپنا چہرہ قبر انور کی طرف کرے اور پھر ہیے کہے: المسلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته . امام كمال الدين بن الصمام النفيُّ (م ۲۱ ه ۵) فتح القدير (٢/٢٢) كتاب الحج، باب زيارة الني متالية "اوروہ اللہ تعالیٰ کے حضور نبی اکرم علیظہ کودسیلہ بناتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کاسوال کرے۔'' پھرانہوں نے کہا: " وہ نی کریم علیقہ سے شفاعت کا سوال کرے اور کیے یارسول اللہ علیقہ ! میں آپ سطایت سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں ۔ یا رسول اللہ میں https://archive.org/details/@zohaibhasanattari



مقالات مغتى اعظم مقتى محمد عبدالقيوم ہزاروى 120 اللد تعالى كى بارگاه ميں آپ كووسيله بنا تا ہوں۔ امام شافعی رضی الله عنه (م:۴۴ ص) حافظ ابو بکرخطیب بغدادی (م۲۳۳ ھ)نے الثاریخ میں (ار۱۳۳) پر بسند صالح ر دایت کیا که امام شافعی رحمة الله علیه جن دنوں بغدا دمیں ہوئے۔ وہ امام اعظم ابو صنیفہ سے توسل کیا کرتے وہ ان کے مزار پر آئے ، مزار کی زیارت کرتے ، ان پر سلام پڑھتے پھرا پن حاجات کی سکین کے لیے اللہ کے حضورامام صاحب کا دسیلہ پیش کیا کرتے تھے۔ علامهابن جمر(م:۹۷۳)نے اپنی کتاب الخیرات الحسان (ص:۲۹) پر بھی امام شافع کے اہل بیت اطہار کے توسل کے قول کو قل کیا۔علامہ ابن حجرنے الصواعق الحرقہ (ص:۱۸) یکقل کیا۔ آل نبی ﷺ ہے میراذریعہ اور ہیں وہ اللہ کے حضور میرا دسیلہ۔ میں ان کے طفيل كرتا ہوں اميد ہوگا دستِ راست ميں كل عطا مجھے مير اصحيفہ۔ امام احمد بن صبل رضی الله عنه (م: ۱۳۱۱ ۵) علامہ یوسف نیہانی(م:۳۵ اھ)نے شواہدالحق (ص:۱۶۶) پر تقل کیا کہ امام احمہ بن حنبل علیہ الرحمۃ نے امام شافعی علیہ الرحمۃ کو وسیلہ بنایا حتیٰ کہ آپ کے بیٹے عبد اللہ بن احمہ بن حکم اس سے منتجب ہوئے توامام صاحب نے اپنے بیٹے سے کہا۔ بے شک امام شافعی لوگوں کے لیے آفتاب کی مانند ہیں اور بدن کے لیے عافیت ہیں۔ امام ابوعيسیٰ اکتر مذيخٌ (م 24 هے) امام صاحب نے مسلمانوں کی ذاتوں سے توسل کو جائز قرار دیا ہے۔جس مقام <u>پرانہوں نے اپنی جامع میں جہاد کے بارے میں ایک باب کا ترجمہ کیا ہے اور انہوں نے کہا:</u>

https://ataunnabi.blogspot.in مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 124 باب ما جاء في الاستفتاح بصعاليك المسلمين. امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اس باب میں حضرت ابودرداء کی حدیث قُل کی ہے: "رسول الله عليظة في ارشاد فرمايا: مجص المي كمزور، ما دارلوكوں ميں تلاش كروتم بي تم ال کمزورلوگوں کے طقیل ہی رزق ملتا ہے اور مدددی جاتی ہے۔"التر مذی ص ۲۷ امام نووي الشافعيُّ (م٢٧٢ ه) امام نووی نے کتاب الاذ کارباب الاذ کار فی الاستیقاء (ص:۱۶۰) یرفر مایا که جب لوگوں میں کوئی ایساشخص موجود ہوجو کہ نیکی وبھلائی میں مشہور ہوتو مستحب یہ ہے کہ لوگ اس کے داسطے سے استسقاء لیعنی بارش طلب کریں۔ وہ یوں کہیں اے ہمارے پر دردگار! ہم تیر بے فلال بند بے توسل سے تیری بارگاہ میں بارش کا سوال کرتے ہیں اورا سے تیری بارگاہ میں شفیع بناتے ہیں۔جس طرح کہ امام بخاری نے روایت کیا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کے دسیلہ سے استسقاء کیا۔اورامام نو دی فرماتے ہیں کہ صالحین اور نیکو کارلوگوں کے طفيل استسقاء كرنا حضرت امير معاويه رضي اللدعنه اورد يكريس بطحى منقول ہے۔ امام الغزالي الشافعيُّ (م:۵۰۵ هـ) امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم باب زیارۃ النبی ، باب زیارۃ المدینہ و آدابها (ار ۳۶۰) يرفر مايا: زائر بیہ کم ، اے جارے رب! ہم نے اپنے گناہوں کے معاملہ تیرے نی حقیقیہ کوشفیع بنا کرتیرے نی مکرم علیقہ کا قصد کیا اور آخر میں یہ کے اور ہم تیرے نی سلام کے اس مقام دمر تبہ کے دسیلہ سے جو تیری بارگاہ میں ان کا ہے اور ان کے اس حق کے وسیلہ بنے جوانہیں تیری بارگاہ میں حاصل ہے۔

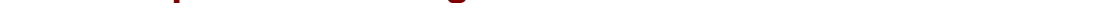


مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مفتئ اعظم 122 ان لوگوں کے اقوال جو مخالفین کے ہاں بھی جحت ہیں محربن على على شوكاني (م: ١٢٥٠ه) ان میں سے ایک محمد بن علی شوکانی ہیں۔انہوں نے اپنی کتاب تحفۃ الذاکرين (ص : ۱۷۳) پرعثان بن حنیف طحی حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ حدیث میں نبی یاک ﷺ کوبارگاورت العزت تک وسیلہ بنانے کے جواز پر دلیل موجود ہے اور اس نے ۔ بیہ جمی کہا ہے کہ انبیاء و صالحین کی ذوات کو دسیلہ بنانا جا ہے۔ انبیاء کے توسل کی دلیل حضرت عثان بن حنیف والی حدیث ہے جس کوامام تر مذی اور دیگر محدثین نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعدامام شوکانی نے وہ حدیث ذکر کی ہے۔اور صالحین سے توسل کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں صحلبہ کرام نے حضرت عباس کے دسیلہ سے بارش طلب کی تھی۔ علادہ ازیں اس نے اپنے رسالہ الدرالنضید میں کہا ہے کہ نبی پاک ﷺ سے

توسل آپ کی حیات میں ، بعد از وصال ، آپ کی موجودگی اور آپ کی غیر بت ، ہرصورت میں جائز ہے۔ آپ کی حیات مبار کہ میں آپ سے توسل ثابت ہے اور آپ کے غیر سے توسل آپ کے وصال کے بعد یہ اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔ اس کی اس عبارت کو تحد عبد الرحيم نے تحفة الاحوذی شرح جامع تر ذری (۲۸۲۱۶) پُفل کیا ہے۔ اور امام شوکانی نے صالحین سے توسل کو بھی ثابت کیا ہے۔ اپنی کتاب نیل الا وطار (۳۱۸۸) میں جہاں اس نے ترجمہ "الباب "باب الاست قاء بذوی الاصلاح ، رکھا ہے۔ اس باب میں اس نے حضرت انس کی مدیث پاک نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن نقل کی ہے اور کہا ہے کہ دعفرت عباس کی مدیث پاک نقل کی ہے کہ دعفرت عمر بن نقل کی ہے اور کہا ہے کہ دعفرت عباس کے قصہ سے صالحین ، اہل خیر اور اہل بیت نبوت کو شخیع مناخ کی استحباب پر دلیل کہتی ہے۔ نیز اس میں حضرت عباس اور دعفرت عمر کی فضیات بھی نظر آتی ہے کہ آپ نے حضرت عباس کا حق بیچا پا اور ان کے لیے عاجز کی اختیار کی۔ اور دق

۲۷۸ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مقالات مفتئ اعظم الباری کی عبارت تقل کرنے کے بعدامام شوکانی نے کہا کہ حضرت انس کے طاہری الفاظ یعنی "جب قحط پڑتا تو حضرت عمر صحرت عباس کے دسیلہ سے بارش طلب کرتے اور عرض کرتے کہ اے مولا! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی علیظیمہ کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے۔ صیغہ استمرار کے ساتھ ہیں جواس بات پردلالت کرتے ہیں کہ آپ نے ایسا کنی مرتبہ کیا۔ ابن تيميه: (م ۲۸ کھ) اورایک ابن تیمیہ (م ۲۸ کھ) ہیں۔ اس نے اپنے رسالہ التوسل والوسیلہ میں حضرت عثمان بن حنیف والی حدیث میں اس آ دمی کا قصہ ذکر کرنے کے بعد جو بار بار حضرت عثان بن حنيف ك پاس آتا تها، كها ب كه بير تابيا شخص والى حديث ب جوكى مصنفین نے روایت کی ہے جس طرح کہ امام پہلی دغیرہ۔ پھراس نے اس رسالہ میں کہا کہ حضرت عمرؓ نے اپنی صحیح مشہوراور اہل علم کے

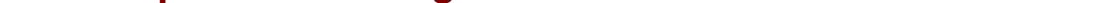
اتفاق ہے تابت دعا ٹن صحابہ کرام انصار ومہاجرین کی موجودگی میں، قط سالی کے سال میں جب قط سالی شد ید ہوئی، کہا کہ اے اللہ ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے پچا کا دسیلہ پیش کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ نے کہا کہ اس دعا پر تمام صحابہ نے اقرار کیا ہے اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا ہے۔ اس لیے یہ اظہر اقرار جماعات میں سے ایک ہے اور اس کی شکل حضرت امیر معاویڈ نے اپنے دور خلافت میں دعا کی تھی۔ (تحفة الاحوذ کی، ۲۰۲۲) ام ابن قیم : (م اہ کھ) ان میں سے ایک ابن قیم (م اہ کھ) بھی ہیں اس نے اپنی کتاب زاد المعاد (۲۸۲) پر کہا ہے کہ دنیا وات میں سعادت وفلا م صرف رسولوں کا دامن تھا سے بی مکن ہے اور اللہ کی رضا کا حصول بھی یقینا انہی کے صدقہ سے مکن ہے۔ رسولوں کے وسیلہ سے حاصل ہوتی ہے ۔ کیونکہ سعادت اور کا میا بی مطوت وفلا م





صاحب مزار کودسیلہ بنائے تو یہ کم کہ اے ہمارے پر دردگار بیسے فلال چیز سے شفایا بی نصیب فرما۔ میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور اس عبد صالح کو تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور اس عبد صالح کو تیری بارگاہ میں دسیلہ بنا تا ہوں تو مختصر آیہ ہے کہ اس کے جواز میں کوئی تر دذہیں۔ اور شیخ المشائخ مولا نا اسحاق نے '' ملئة مسائل '' کے اندر کہا ہے کہ حرمت دالے مہینے بشعر عظام اور نبی اکرم علیقہ کے مزار اق س کی حرمت کے طفیل خوشحالی اور آسانی ک دعامانگنا جائز ہے؟ اور مولا نا اسماعیل شہید نے التقو سے میں کہا کہ ہی جائز ہے کہ اس کی فلاں د فلاں دلی کے دسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ موان کی ایکن جائز ہے؟ اور مولا نا اسماعیل شہید نے التقو سے میں کہا کہ ہی جائز ہے کہ اے اللہ ! میں فلاں دلی کے دسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ ہونا ہمی نامان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ تو سل جائز بلکہ شرعاً ام مطلوب ہے تو بی شرک

مفتى محمد عبدالقيوم ہزاروى مقالات مغتى اعظير ۴۸۰ اما حكم المتعقد بالتوسل بالانبياء و المرسلين عليهم الصلوة والسلام سابقہ دلائل سے بیثابت ہوا کہ جوش انبیاءاور مرسکین کے وسلے کا معتقد ہواس کا اعتقاد تن ہے اور کتاب اللہ، سنت رسول علیظیم اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے اس کا ایمان حمہ باری سے کامل ہےاوراس کے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہیں کیونکہ وہ اعتقاد اوراعمال میں اللہ اور اس کے رسول کا مطبع ہے اور جواللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تواس نے فوز عظیم تک رسائی حاصل کرلی ہے۔اوراس طرح وہ ان لوگوں کے داسطے پر ہے جن پرالند تعالی نے انعام واکرام فرمایا لینی انبیاء،صدیقین، شہداءاور صالحین۔اور جوض ان ہستیوں کے ساتھ ہے وہ سچائی اوررا ستے پر ہے۔ یہی جن اورا یمان کا معیار ہے۔ اورجس نے بیہ کہا کہ انبیاءاوررسل کا توسل شرک ہےاوراس کا اعتقاد رکھنے والا مشرک ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ اس کے رسول علیظیم ، صحابہ اور سلف صالحین کی تکذیب کی مٰ ہے کیونکہ شرک سے مراد الوہیت میں مشارکت کا اعتقاد رکھنا یا اللہ تعالیٰ کی خاص صفات یس مشارکت کا اعتقاد رکھنا اورتوسل صفات اللہ اور افعال اکہی میں سے ہیں بلکہ پیر بندوں <u>کی خصوصیات میں سے ہے۔</u> وہابیوں کے اتمہ نے صراحناً بیہ بات ذکر کی ہے کہ وہ امور جوانبیاءاور صلحاء کی حیات ِطیبہ میں ان سے طلب کیے جاسکتے ہیں جیسے کہ دعا اور شفیع ماننا تو ان کے دِصِال کے بعدان امور کان سے طلب کرنا شرک نہیں ہوتا۔ اس قاعدہ کوعلامہ وحید الزمان نے آپی کتاب ہدیۃ المہدی (ص: ۱۸) پر ذکر کیا ہے اور انہوں نے شوکانی کا کلام مقل کیا ہے کہ شوکانی نے کہا کہ مخلوق میں سے استعانت اور مدد طلب کرتا ان امور میں جن پر وہ قدرت رکھتے ہیں،اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں اور دہ امور جواللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص میں اوران سے طلب نہیں کیے جاتے۔ان کی حیات کی جالت میں توان امور کا مخلوق سے ان کی موت کے بعد طلب کرتا شرک ہوتا ہے۔



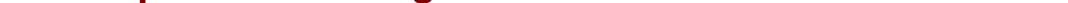


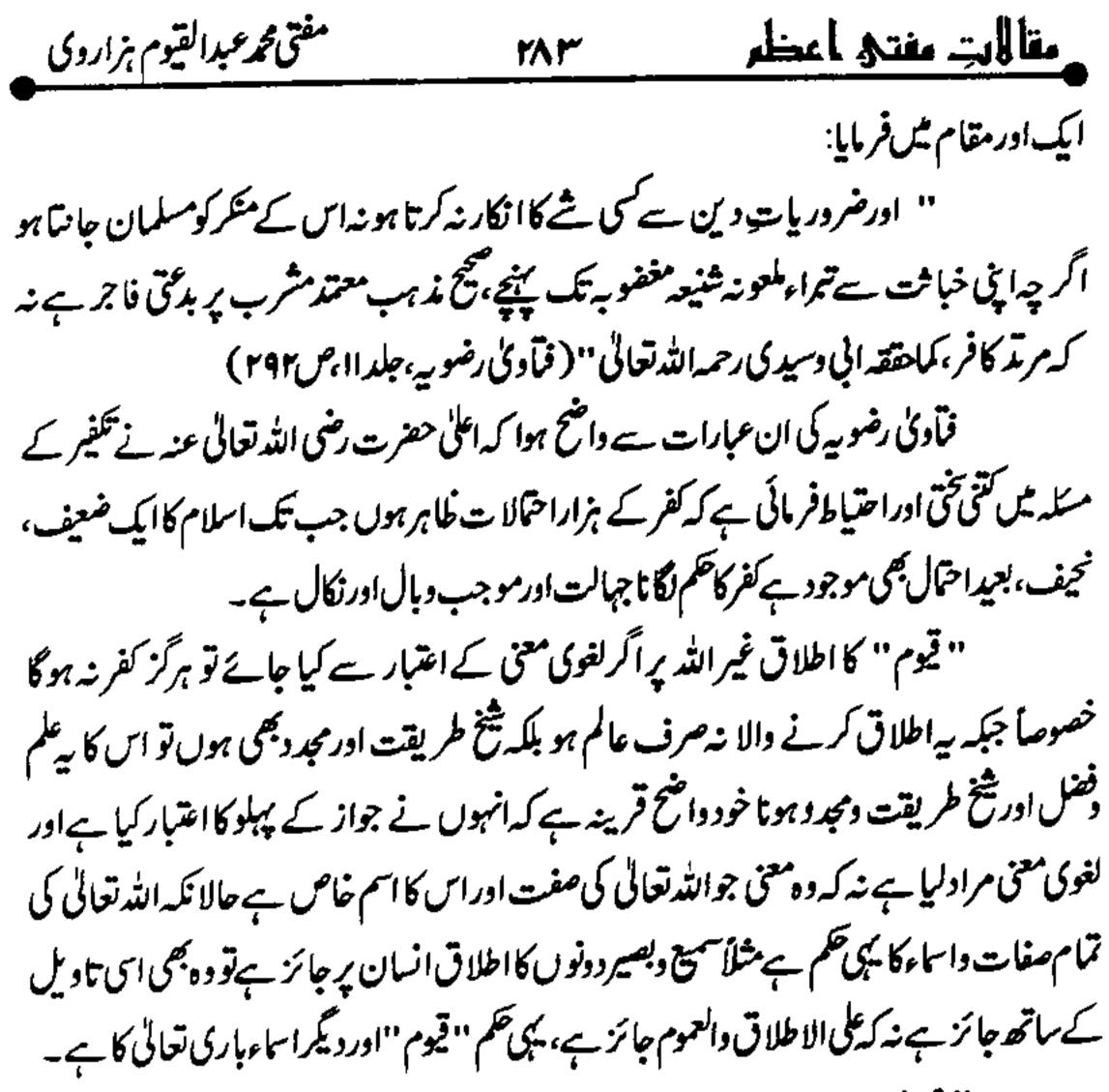
اللد تعالى كي بمروثنا ي توسل كاجواز كتاب وسنت اورسك صالحين كاجماع سے ثابت ہے اور بیصر احتاجن ہے اور جن کے بعد صرف گمراہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں اور اس کی بارگاہ عالی میں اس کے کر پز برگزیدہ می کودسیلہ بناتے ہیں کہ دہ جارے اس عمل کو مقبول و منظور فرمائے۔ بے شک وہ ذات صاحب فضل عظیم ہےاوراس کے نبی مکرم انتہائی وسیع کرم کے مالک ہیں۔ ولا حول ولا قوة الإبالله العلى العظيم.

☆.....☆.....☆

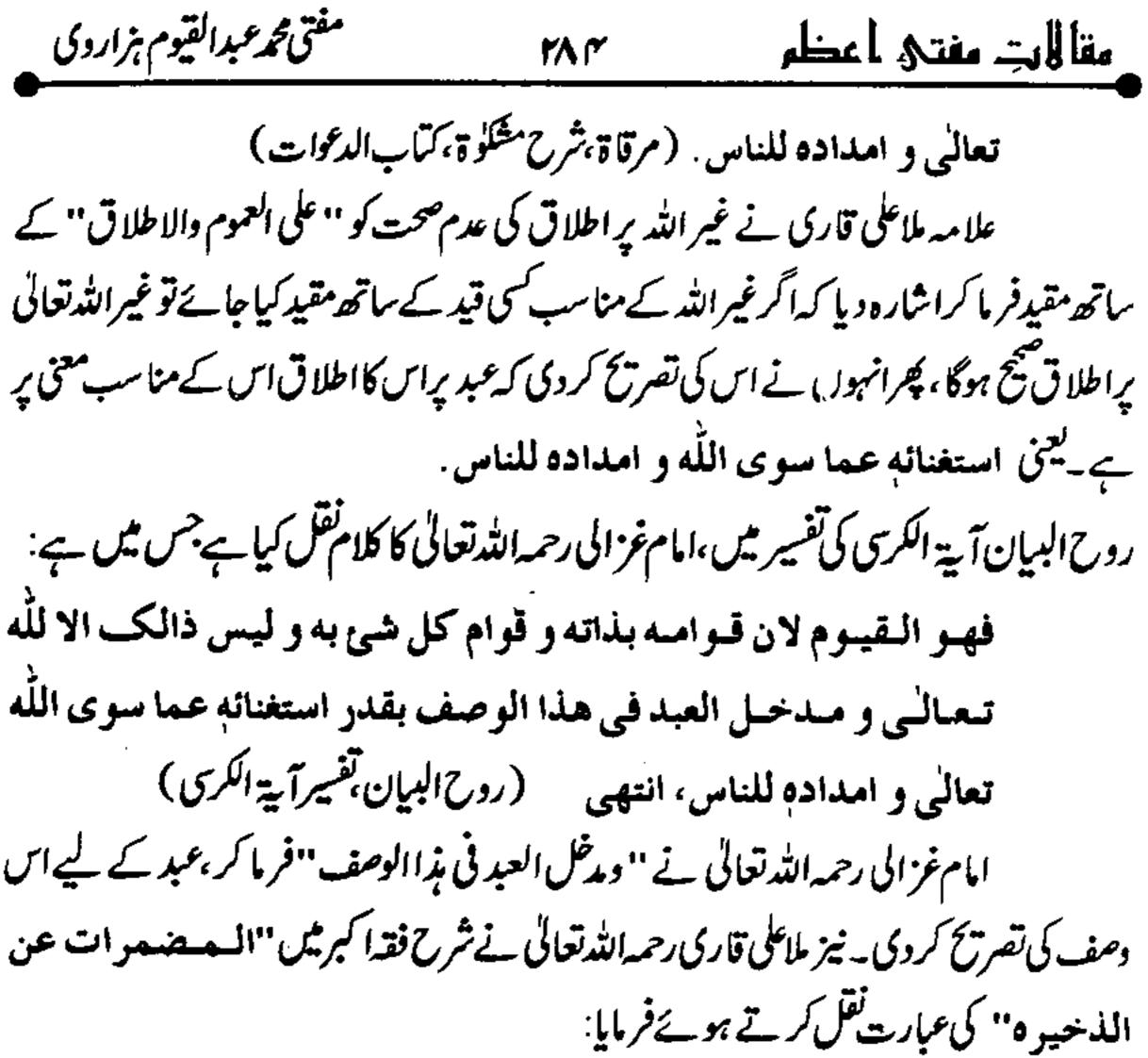
ميم اكتوبر 2007ء 7:28 18 رمغران المبارك 1427ھ

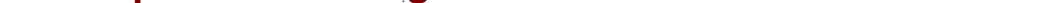
مفتى محمر عبدالقيوم بزاروى مقالات مفتئ اعظير 277 امام رتابي كانظرية قيوميت اورلفظ" قيوم" ير امام احمد صائح فتو ے کی فقیہا نہ خیق قيوم كاغيرالله تعالى يراطلاق صرف اسي معنى ميں كفر ہے جس ميں وہ اللہ تعالى كى صغت ادراسم خاص ہے جیسا کہ تمام صفات داساء باری تعالٰی کا تھم ہے،صرف یوں کہا جا سکتا ہے کہ على الاطلاق قيوم وغيره اسماء خاصه كاغير اللدير اطلاق ممنوع بجبكه ممنوع كمراتب كثيري بلادجة تغير خطرناك معامله ہے كەتكفير كرنے والاخود مبتلا ہوسكتا ہے۔ امام ابلستة اعلى حضرت عظيم البركت رضى اللد تعالى عنه في مايا: ·· بالجملة تكفير ابل قبله واصحاب كلمه طيبه ميں جرأت وجسارت محض جہالت بلكه سخت آفت جس مين وبال عظيم اور نكال كاصريح انديشه، والعياذ بالله رب العالمين، فرض قطعی ہے کہ ہل کلمہ کے ہرتول وفعل کواگر چہ کیسا ہی شنع فصیح ہوجتی الا مکان کفر سے بچائیں اگرکوئی ضعیف سے ضعیف ہنچیف سے نحیف احتمال پیدا ہواجس کی رو سے ظلم اسلام نکل سکتا ہوتو اس طرف جائیں اس کے سوا اگر ہزار احتال جانب کفر جاتے **موں، خیال میں نہ لا تیں۔'' (فا**ویٰ رضوبیہ، جدیدایڈیشن، رضافا وَنڈیشن لاہور، ۲۱ / ۲۳۷) ايك اور مقام يرآب في عربي فتوى من فرمايا: "ان الكفر امر شديد لا يحكم به مع احتمال الاسلام و لو من بعيد. " (فآدې رضوبه جديد، ۳۱/۸۸) دوسرےمقام بریوں قرمایا: ·· غرض ضروریاتِ دین کے سواکسی شے کا انکار کفرنہیں اگر چہ ثابت بالقواطع ہو کہ عند التحقيق آ دمي كواسلام ہے خارج نہيں كرتا عمرا نكاراس كا جس كى تقيد يق نے اسے دائر واسلام ميں داخل كيا تھااور دوہ بيں مكر ضروريات دين۔" (فآوكی رضوبيہ ١٠٥٥) نيزآ ب نے فرمایا: ·· علم عقائد و کلام دنہاں تحقیق ہو چکا ہے کہ جب تک ضروریات دین سے کمی شے کا انکارنه ہوکفرنہیں۔"(فآدیٰ رضوبیہ جلدہ جن ۹۴۳)





قال ابن الاعرابي "القيوم والقيام والمدبر واحد " وقال الزجاج القيوم والقيام في صفة الله تعالى واسمائه الحسنى القائم بتدبير امر خلقه " (لسان العرب، ماده قوم، جلد ١٢) شرح تاج العروس ميں بھى ابن الاعرابى اورز جاج كايمى تول ذكركيا ہے۔ (شرح تاج العروس، ماده قوم) لغت كي ان كتب من "القيوم ، القيام أور المدبو " كودا حدكها كيا حالانكه المدبركا اطلاق غیراللہ تعالی پر جائز اورز براستعال ہے نیز زجاج نے فی صفتہ اللہ تعالیٰ داساءالحسٰی کی قید لكا كرطا ہركرديا كه غيراللہ كے ليے ميے تنہيں ہے اگر غير اللہ تعالى پراس كا اطلاق ہوتو اس معنى میں ہیں ہوگا، قید کے اس ذکر سے غیر اللہ تعالیٰ پراطلاق کی تنجائش تکتی ہے۔ ملاعلى قارى رحمة اللدتعالى عليه في مرقاة من فرمايا: القيوم، القائم بنفسة والمقيم لغيرة فهو على العموم والاطلاق لا يصح الالله تعالى اور يجرفزمايا وللعبد فيه مدخل بقدر استغنائه عما سوى الله



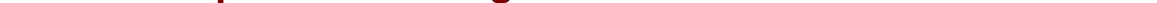




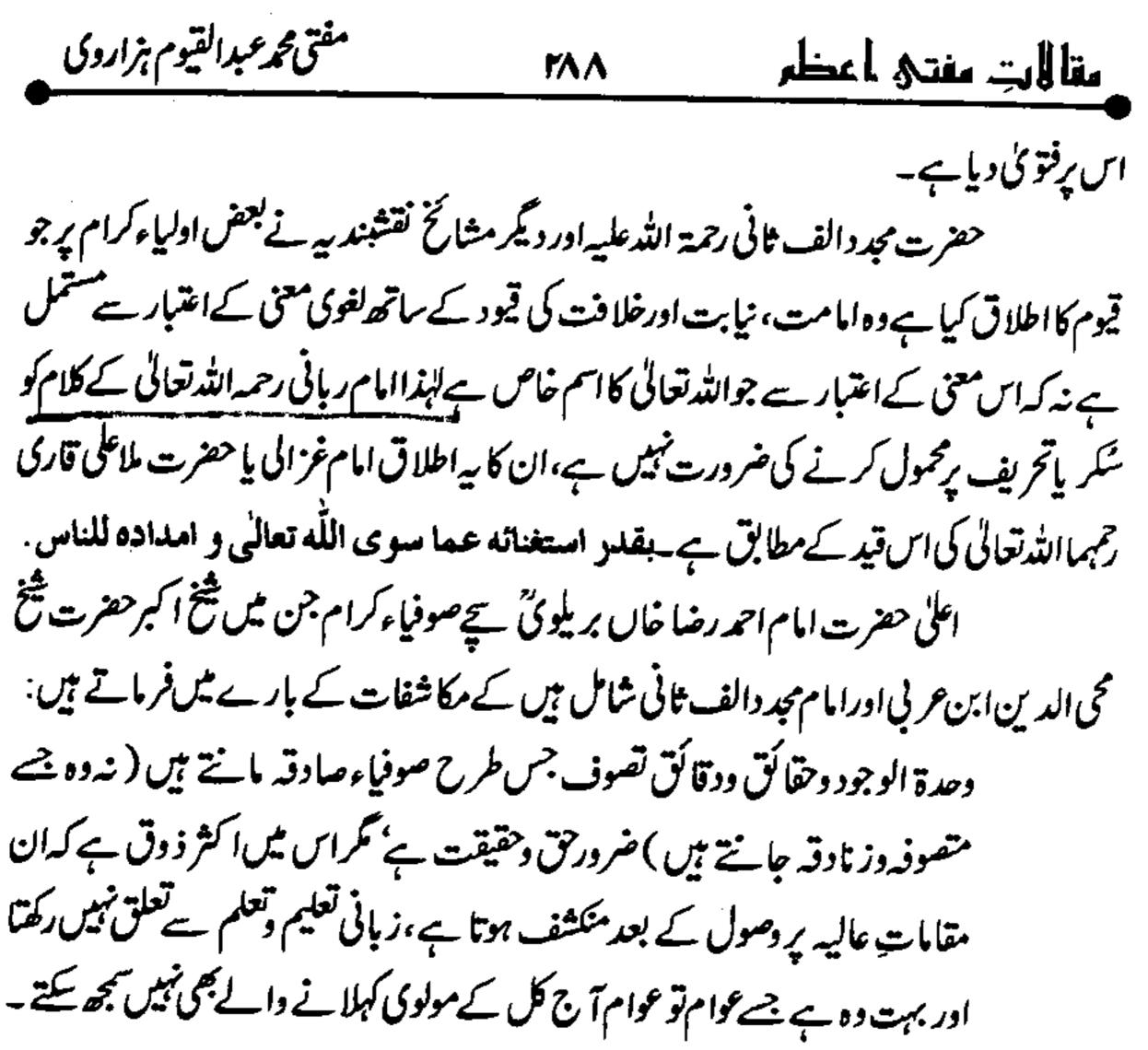
اور فرمایا:" فقد بیس غالب ہی کا اعتبار ہے۔" (فآلو می رضوبیہ ج ۳۱، ص ۳۱۸) جبکہاس کے برخلاف متکلمین ظاہر کے خلاف احمال بعید اگر چہ ثماذ ونا درادر ضعیف تر ہواس کا بھی اعتبار کرتے ہیں اسی بناء پرفقہاء کرام دادر اہل عقائد د کلام کے ظلم کفر میں اختلاف واقع ہوا ہے۔فعہاءِکرام امور خلاہرہ اگر چد غیر ضروریاتِ دین ہوں، کے انکار پر بھی حکم کفراگاتے ہیں جبکہ تکلمین صرف ضروریات دین کے انکار پر کفر کا حکم لگاتے ہیں بشرطیکہ کس طرح کا کوئی احمال انکار کے منافی نہ پایا جائے۔ اعلى حضرت رضى اللد تعالى عنه فرمات بين: " ہاں بیضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اوران میں جو ضروریات دین کا منگر بیش ، نه ضروریات دین کے منگر کومسلمان کہتا ہوا سے کا فرنہیں کہتے۔"(فادی رضوبہ جلد نمبر ااص۳۸۲) اور فرماتے ہیں: " کتب فقہ میں باب الردۃ مذکور اور صد ہا اقوال وافعال پر انہی مشائخ کے بے شار https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

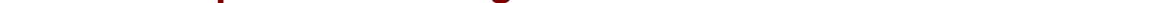
مفتى محمد عبدالقيوم ہزاردى مقالات مفتئ اعظير 144 فتوائح كفرمسطور بمرحققين تاركين افراط وتفريط باآئكه يحيح دل سيخفى مقلداوران مشائخ کرام کے خادم ومعتقد ہیں زینہاران پر فتو کی نہیں دیتے اور حتی الا مکان تکفیر ے احتراز رکھتے، بلکہ صاف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی روایت ضعیفہ اگر چہ دوسرے ہی نداہب کی دربارۂ اسلام کی جائے گی اسی پڑک کریں گےاور جب تک تکفیر پراجماع نہ ہوگا کافرنہ ہیں گے۔" اس کے بعدائی کی تائید میں درمختار، تنویرالا بصار، ردالمختار وغیر ہا کی عبارات آپ نے تقل فرمائي ہیں۔(فآدیٰ رضوبہ،جلدنمبر ۹ میں ۹۴) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہاء کرام کی وہ عبارات نقل فرمائی ہیں جن میں ان حضرات نے خلافت شیخین کے انکار، ان کوسب وشتم کرنے، ان سے بغض کرنے والے کوکا فرکہاہے۔(فادی رضوبہ،جلد تمبر ۱۳، ۳۵ تا ۲۵۱) لیکن اس کے باوجود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: " لہٰذا خلافت خلفاءراشدین رضوان التد علیہم اجمعین کامنگر مذہب تحقیق میں کافرنہیں

مالانکه اس کی تقانیت بالیتین قطعیات سے ثابت، قد فصل القول فی ذالک سیدنا العلامه الوالد رضی الله عنه (فرادگی رضویہ جلد نمبر ۵، ۱۰) اعلیٰ حضرتؓ نے غالب امرادر غالب ظن پرفتهاء کرام کے فراد کے تعلق فرمایا: "دوکلمات جن پرفرادگی دغیر باش ظاف تحقیق تکم کفر لکھدیتے ہیں۔ " (فرادگی رضویہ: ۱۵۳۱) جلد اوّل میں فرمایا: "فرض اعتمادی جس کا متکر عند الفتهاء مطلقا کافر "فرما کراس پر عربی حاشیہ نمبر ۳ میں فرمایا: "فرض اعتمادی جس کا متکر عند الفتهاء مطلقا کافر "فرما کراس پر عربی حاشیہ نمبر ۳ میں فرمایا: "فرض اعتمادی جس کا متکر عند الفتهاء مطلقا کافر "فرما کراس پر عربی حاشیہ نمبر ۳ میں فرمایا: "فرض اعتمادی جس کا متکر عند الفتهاء مطلقا کافر "فرما کراس پر ای حاشیہ نمبر ۳ میں فرمایا: "فرض اعتمادی جس کا متکر عند الفتاو کی و غیر ہم من المتاخوین اما انہ متنا الاقلمون فعلی ما علیه المتکلمون کما حققہ سیدنا الوالد قدس از متنا الاقلمون فعلی ما علیه المتکلمون کما حققہ سیدنا الوالد قدس از متنا الاقلمون فعلی ما علیه المتکلمون کما حققہ سیدنا الوالد قدس امرہ الما لینت نے متاخرین کان فرادگی کوظاف تحقیق میں افراط تفریل نے غیر کھوظاور احتیاط سرہ الماجل قدی الما کہ کران کو متعد مین اند کرام کی موقف کے ظاف بتایا اور ان فراد کی کو خیر احتا کی اور انتلافی فرما کران سے اختلاف فرمایا، بلکہ کفر کے معالمہ میں انتہ کی موجب کے معام میں انتہائی جوت کے باوجود بھی حضرت اما انظم رضی انڈ تو الی عنہ کے حوالے سے عمر کو کی تاویل فرمانی ۔ اعظم رضی انڈ تو الی عنہ کے حوالے سے عمر کری تاویل فرمانی ۔



مفتى محمة عبدالقيوم ہزاروى _ مقالاتٍ مفتى اعظم 177 " بلاشبه صد بإصحابه كرام دتا بعين عظام، مجتهدين اعلام دائمه اسلام عليهم الرضوان كايمي مذہب ہے کہ قصداً تارک نماز کافر ہےاور یہی سیجج حدیثوں میں منصوص اورخود قرآن کریم سے مستفاد "(اس زوردار بیان کے بعد آپ نے فرمایا) "زمانہ سلف صالح خصوصاً صدراول کے مناسب یہی تھم تھااوراس زمانہ میں ترک نماز علامتِ کفرتھا۔'' (فآدى رضوبه جلدة ص ١١٩) صحابہ، تابعین، ائمہ حدیث دقر آن کی نصوص خلاہرا تارک نماز کے کفر پر متغق میں لیکن ایک احمال ظاہر کے خلاف بیان فرما کر کفر کے علم سے بچایا اور فرمایا: "جب وه زمانة خير كزر كيا ادركوك مي تهادن آيا وه علامت بوتا جاتار باادراصل تظم ف مود کیا کہ ترک نماز فی نفسہ کفن ہیں جب تک اسے ہلکایا حلال نہ جانے یا فرضیت سے منکر نه مو، یکی مذہب سید تاامام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ (فرآو کی رضوبیہ ج ۵، ص ۱۱۹) اب سوال ہیہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہاء متاخرین کے ان فآوائے کفر پرشد بدر ذعمل ظاہر فرمانے کے باوجودان کواپنے فآوی میں کیوں نقل فرمایا؟ اس کا جواب بیہ ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البر کت فقیہ ہیں ،فقہاء کرام کی عادت ہے کہ دہ بحث وتحيص ميں تمام متعلقہ اقوال کو قُل کرتے ہیں۔اس ليے آپ نے بھی اپنی ابحاث میں بیا قوال ذ کر کیے۔ یہی دجہ ہے کہ آپ نے ہرجگہ "عندالفقہاء" لکھنے کا التزام فرمایا ادر پھرا کثر مقامات پر بطور تنبيا يين موقف کو بھی واضح فر ما کر کفر کے علم کور ڈ فر مايا۔ نيز آپ بطورز برد تحذير فقهاء کرام کے ال قول کو بیان کردیتے ہیں جیسا کہ آپ نے تکم کفرکوز جربے تعبیر فرمایا۔ (تارک نماز کا فرے۔) زیدنے بیالفاظ اگرز جرا کہ تو حرج نہیں بحل زجر میں ایسااستعال ہرقرن وطبقہ کے ائمَہ دعلماء بلکہ خودسرکارِ رسالت عليہ الصلوٰۃ والسلام سے بکثرت ثابت اور اگر اعقاد تکفیررکھتا ہے تو اس سے باز آئے اور قول صحیح امام اعظم اختیار کرے۔ (فناد کی رضوبہ جلدنمبر ٢، صفحة نمبر ١٢٠) خلاصہ بیہ کہ اعلیٰ حضرت ر**ضی ا**للہ عنہ نے فہآدائے کفر کے معاملہ میں فقہا ءمتاخرین کے مسلک کورڈ کر کے فقہاء متقد مین اور متکلمین کے مسلک کواختیار فرمایا ہے۔اس حقیقت کو سامنے ركعاجائ تواس امركو بمحتا مشكل نبيس رمتنا كمدامام البسنت اعلى حضرت رضي اللد تعالى عنه نے خلوق <u>یر ق</u>وم کا اطلاق کرنے کے بارے میں صرف فتہاءمتاخرین کا قول نقل فرمایا ہے نہ کہ انہوں نے





-•••

ببغام درد

بیا یک مسلمہ حقیقت ہے کہ اقوام عالم کا ارتقاء اور استحکام اسلاف کے كارناموں كوتر زِجال بنائے بغير ممكن نہيں۔نونہالانِ ملت، قابلِ فخر فرزندانِ اسلام کی سیرت سے داقفیت کر کھنے سے ہی نیا دلولہ ،عزم وہمت ادر کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ اکابرین اسلام کی سیرت کے زندہ و تابندہ نقوش جس طرح دل کی گہرائیوں پر ثبت ہوتے جائیں گےای انداز میں کامرانی اور سرفرازی کی منازل قدموں میں چھتی چکی جائیں گی۔اوران شخصیات کے کارناموں سے جس قدر

انحراف بزهتاجائ كااى قدر مقصد كاحصول مشكل ہوتا جائے گا۔

افسوس اجم نے اس طرف پوری توجہ نہ دی۔ جس کے سبب ہم ترقی کی

بجائے تنزلی کا شکار ہیں۔ضرورت اس امرکی ہے کہ اسلاف کے کارناموں کواجا گر کیا

جائے، ان کی خدمات کو منظر عام پر لایا جائے اور اخلاف کوان کے شایانِ شان عزت واحترام بخشاجائ اگراییانه ہواتو تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں آيئ اس كار خير مين "بزم رضا" كاساتھ ديتھے ۔ ہم آپ كى اس محبت کودل میں جگہ دیں گے۔ چشم ماروثن دلِ ماشاد والسلام: حافظ محر بي معدى جزل سيرزى بزم رضا فبنجر كرضك جامع فطام تصويير لابو 0321-4292698 0301-4711611

